

(ضیائے رمضان)

”گلستانِ رمضان“

از

مولانا نسیم احمد صدیقی نوری

ناشر

نجمن ضیاء طیبہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰيْكَ يٰأَرَسُولَ اللّٰهِ

نام کتاب : ”گلستانِ رمضان“ (ضیائے رمضان)

مؤلف : مولانا نسیم احمد صدیقی نوری

368 صفحات : ضخامت

1000 : تعداد

سلسلہ اشاعت نمبر : 44

سن اشاعت : ستمبر 2007

250 روپے : قیمت

زمانہ قدیم کے رمضان

اور انبیاء کے رام علیہم السلام اجمعین

آج سے تقریباً پانچ ہزار دو سو سال (۵۲۰۰) قبل حضرت سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر تھی نازل ہوئے۔ وہ قول ہے، اول یہ ہے کہ جملہ تیس صحیفے ایک ساتھ ایک وقت میں ۳ رمضان میں نازل ہوئے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ دس صحیفے علیحدہ علیحدہ تین مرتبہ نازل ہوئے۔ اس صورت میں بھی یہ امر ضروری سمجھا جائے کہ علیحدہ علیحدہ تین سالوں کے ماہ رمضان میں منتظر تھیں صحیفے نازل ہوئے۔

قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے،

قَدْ أَفْلَحَ مِنْ تَرْكِيٍّ ۝ وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهِ فَصَلَىٰ ۝ بَلْ تُثْرُثُونَ الْحَيَاةَ

الْدُّنْيَا ۝ وَالْأُخْرَةُ خَيْرٌٓ أَبْقَىٗ ۝ إِنَّ هَذَا فِي الصُّحْفِ الْأُولَىٗ ۝

صُحْفَ إِبْرَاهِيمَ وَمُوسَىٗ ۝ (پارہ ۳۰، سورہ الاعلیٰ، آیات ۱۹ تا ۲۰)

(ترجمہ) بے شک مراد کو پہنچا جو سترہ ہوا اور اپنے رب کا نام لے کر نماز پڑھی بلکہ تم جیتی دنیا کو ترجیح دیتے ہو اور آخرت بہتر اور باقی رہنے والی بے شک یہ اگلے صحیفوں میں ہے۔ ابراہیم اور موسیٰ کے صحیفوں میں۔ (کنز الایمان)

☆ آج سے تقریباً ڈھائی ہزار (۲۵۰۰) سال قبل ۶ رمضان المبارک میں حضرت

سیدنا موسیٰ کلیم اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ”توریت شریف“ کا نزول ہوا۔ جو سریانی زبان میں کتابت شدہ عطا ہوئی۔ یا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے الواح پر نقل کیا۔

☆ آج سے تقریباً ڈھائی ہزار دو سو سال (۲۲۰۰) قبل ارضا کے ۱۸ رمضان المبارک میں حضرت سیدنا اداؤ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ”زبور شریف“ نازل ہوئی۔ جو سریانی زبان میں لکھی ہوئی نازل ہوئی۔ (البدایہ والنھایہ: ۲: ۱۲)

☆ آج سے تقریباً ڈھائی ہزار بیس (۲۰۲۰) سال قبل ۱۳ رمضان المبارک میں حضرت سیدنا عیسیٰ روح اللہ و کلمۃ اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ”نجیل مقدس“ نازل ہوئی، جو عبرانی زبان میں لکھی ہوئی عطا ہوئی۔

رسول اکرم، نورِ محسم، باعث ایجاد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

رجب شهر اللہ و شعبان شهری و رمضان شهر امتنی ترجمہ: ”رجب کا مہینہ اللہ تعالیٰ کا مہینہ ہے۔ ماہ شعبان میرا مہینہ ہے۔ اور ماہ رمضان میری امت کا مہینہ ہے۔ (الحدیث) (کشف الخفا: ۱۰،۱۰،۵)، اتحاف السادة المتقین بشرح احیاء علوم الدین، ۱۴۰۷ء، علامہ سید محمد بن محمد الحسین مرتضی زبیدی، ۱۴۰۵ھ)

استقبال رمضان المبارک

آیات قرآنی:

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنْزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ هُدًىٰ لِلنَّاسِ وَبُشِّرَتِ مِنَ الْهُدْيِ
وَالْفُرْقَانَ جَ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلَيَصُمِّمْ طَوْمَنْ كَانَ مَرِيضاً أَوْ
عَلَى سَفَرٍ فَعَدَةٌ مِنْ أَيَّامٍ أَخْرَطْ يُرِينَدَ اللَّهُ بِكُمُ الْيَسِرُوْلَا يُرِينَدُ بِكُمْ

نام رمضان رکھا گیا ہے۔ یا رمضان گرم پتھر کو کہتے ہیں۔ جس سے چنے والوں کے پاؤں جلتے ہیں۔ جب اس مہینہ کا نام رکھا گیا تھا اس وقت بھی موسم سخت گرم تھا۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ رمض کے معنی بر ساتی بارش، چونکہ رمضان بدن سے گناہ بالکل دھوڈالتا ہے اور دلوں کو اس طرح پاک کر دیتا ہے جیسے بارش سے چیزیں دھل کر پاک و صاف ہو جاتی ہیں۔ (۵)

سبحان اللہ..... الحمد للہ..... ماہِ رمضان کی امن وسلامتی اور رحمتوں و برکتوں سے معمور کیفیات کو نقطعوں میں بیان کرنا یا احاطہ تحریر میں لے آنا ممکن ہی نہیں البتہ ان کیف آگئیں لمحات میں حاصل ہونے والی سعادتوں کو صرف آقائے دو جہاں علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات عالیہ کی روشنی میں محسوس کیا جاسکتا ہے۔ پیارے کریم آقا، سب سے اولیٰ و اعلیٰ، حضور اقدس اماہِ ربیعی سے ”رمضان المبارک“ کی آمد کے نہ صرف منتظر رہتے بلکہ صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم کو انتظار کی تاکید فرماتے۔ صحابہ کرام کے روزہ رکھنے کے شوق اور قیام اللیل کے ذوق کو بڑھانے کیلئے ماہِ شعبان معظم کے اجتماعات جمعہ میں خصوصی خطابات ارشاد فرماتے اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کو مخاطب و متوجہ فرمادیافت فرماتے کہ ”تم کس چیز کا انتظار کرتے ہو؟“

حدیث شریف:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں: ”نبی پاک ا رمضان آنے سے قبل جماعتِ صحابہ سے فرماتے! ماذا تستقبلون؟ ماذا

الْعَسْرَ وَلِتُكْمِلُوا الْعُدَّةَ وَلَا تَكْبِرُوا إِلَهُكُمْ وَلَا تَعْلَمُونَ (۱)
تَسْكُرُونَ (۲)

(ترجمہ) رمضان کا مہینہ جس میں قرآن اترالوگوں کے لئے ہدایت اور راہنمائی اور فیصلہ کی روشن باتیں، تو تم میں جو کوئی یہ مہینہ پائے ضرور اس کے روزے رکھے اور جو بیمار یا سفر میں ہوتواتے روزے اور دنوں میں اللہ تم پر آسانی چاہتا ہے اور تم پر دشواری نہیں چاہتا اور اسلئے کہ تم گنتی پوری کرو اور اللہ کی بڑائی بولواس پر اس نے تمہیں ہدایت کی اور کہیں تم حق گزار ہو۔ (۲)

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَقَوَّنُ (۳)

(ترجمہ) اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کئے گئے جیسے اگلوں پر فرض ہوئے تھے کہ کہیں تمہیں پرہیزگاری ملے۔ (۳)

وجہ تسمیہ:

رمضان المبارک اسلامی سال کا نواں مہینہ ہے، اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ رمضان ”رمض“ سے ماخوذ ہے اور رمض کا معنی ”بخلنا“ ہے۔ چونکہ یہ مہینہ مسلمانوں کے گناہوں کو جلا دیتا ہے اس لئے اس کا نام رمضان رکھا گیا ہے۔ یا اس لئے یہ نام رکھا گیا ہے کہ یہ ”رمض“ سے مشتق ہے جس کا معنی ”گرم زمین سے پاؤں جلنَا“ ہے۔ چونکہ ماہِ صیام بھی نفس کے جلنے اور تکلیف کا موجب ہوتا ہے لہذا اس کا

یستقبلکم؟ تم کس کا استقبال کر رہے ہو اور تمہارا کون استقبال کر رہا ہے؟“
حضرت عمر فاروق عظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا! میرے ماں باپ آپ پر
قربان یا رسول اللہ ا! کوئی اللہ کا پیغام آنے والا ہوگا یا پھر دین کے دشمنوں سے کوئی
معمر کہ درپیش ہوگا۔ صاحب لواک نبی پاک انے ارشاد فرمایا: ”ایسی کوئی بات
نہیں.....

لکن شہر رمضان یغفر اللہ تعالیٰ فی اول لیلۃ لکل اهل ہذہ القبلة
(۶)

(ترجمہ) تم ماہ رمضان کا استقبال کر رہے ہو، جس کی پہلی ہی رات
میں اللہ تعالیٰ عزوجل تمام اہل قبلہ کی مغفرت فرمادیتا ہے۔
اور درج ذیل حدیث شریف کے کلمات انتظار رمضان کے عمل کے علاوہ
تمناوں کا اظہار ان دعائیہ کلمات کی صورت میں حصول برکت کے ذوقِ عمل کی
نشاندہی کرتے ہیں۔

حدیث شریف:

حضرت زید النمیری (تابعی) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت
کرتے ہیں:

”کان النبی ﷺ اذ ادخل رجب قال اللہم بارک لنا فی رجب و
شعبان و بارک لنا فی رمضان“ (۷)

(ترجمہ) نبی کریم اہمیت یہ اہتمام فرماتے کہ ماہ رجب المرجب

شرع ہوتے ہی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں یوں عرض کرتے، اے
اللہ! ہمارے رجب اور شعبان میں برکتیں فرم اور رمضان میں بھی
برکتیں عطا فرم۔

یہی حدیث شریف امام طبرانی علیہ الرحمۃ (وصال ۳۶۰ھ) نے اپنی مجم
الاویس میں اور امام ابن حجر یعنی کمی علیہ الرحمۃ (وصال ۷۸۰ھ) نے مجع الزوائد میں
درج ذیل دعا نقش کی ہے۔

حدیث شریف:

اللّٰهُمَّ باركْ لِنَا فِي رَجَبٍ وَشَعْبَانَ وَبَلْغْنَا شَهْرَ رَمَضَانَ (۸)

(ترجمہ) یا اللہ رجب اور شعبان میں ہمارے لئے برکت عطا فرم
اور ہمیں ماہ رمضان نصیب فرم۔

حضرت یعلی بن فضل علیہ الرحمہ بیان کرتے ہیں کہ ”صحابہ کرام اور تابعین
عظم چھ ماہ رمضان پانے کی دعا کرتے اور چھ ماہ اس کی قبولیت کیلئے دعا کرتے۔“
یعنی چھ ماہ آمد پر خوشی اور چھ ماہ رمضان کی جدائی پر دکھ کا اظہار کرتے۔ (۹)

آمدِ رمضان پر خطبہ ارشاد فرماتے:

نبی کریم ا رامضان شریف کی آمد کے مقدس موقع پر یوں خیر مقدم فرماتے:
عن سلمان الفارسی قال خطبنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فی اخْرِيْ يَوْمٍ مِنْ شَعْبَانَ فَقَالَ ایْهَا النَّاسُ قَدْ اَظْلَكُمْ شَهْرُ عَظِيمٍ شَهْرٌ
مبارکٌ شَهْرٌ فِيهِ لَيْلَةٌ خَيْرٌ مِنْ الْفِ شَهْرٍ۔ شَهْرٌ جَعَلَ اللَّهُ صَبَّا مِهْ

دار کے برابر ثواب ملے گا لیکن روزہ دار کے ثواب میں بھی کوئی کمی واقع نہ ہوگی۔

قلنا یا رسول اللہ اے کلنا یا جدما یفطر الصائم ف قال رسول اللہ اے یعطی اللہ هذہ الشواب من فطر صائمًا علی مذقة للبن او تمرة او شربة من ماء، و من اشبع صائمًا سقاہ اللہ من حوضی شربة لا یظہما حتی یدخل الجنة وهو شهر اوله رحمة و او سطہ مغفرة و آخره عتق من النار۔ واستکثروا فیہ من اربع خصال خصلتان ترضون بهما ربکم فشهادۃ ان لا اله الا اللہ و تستغفرونہ و اما اللتان لا غنى لکم عنہما فتسألون اللہ الجنۃ و تعودون به من النار۔ (۱۰)

(ترجمہ) ہم نے عرض کیا! یا رسول اللہ انہم میں سے ہر ایک کو افطار کرنے کی قوت کہاں؟ تو رسول اللہ اے فرمایا: یہ ثواب تو اللہ تعالیٰ اسے بھی عطا فرمائے گا جو وودھ کی تھوڑی سی یا ایک کھجور یا ایک گھونٹ پانی پلا دے اور جو کوئی کسی روزہ دار کو پورا کھانا کھلا دے اس کو اللہ تعالیٰ میرے حوض سے ایسا سیراب کرے گا جس کے بعد اس کو کبھی پیاس ہی نہیں لگے گی جتی کہ وہ داخل جنت ہو گا۔ اس ماہ کا پہلا رحمت اور درمیانہ حصہ مغفرت اور آخری حصہ آگ سے آزادی کا ہوتا ہے۔ اور چار چیزوں کی اس میں کثرت رکھوان میں دو ایسی ہیں جن سے تم اپنے رب کو راضی کر سکتے ہو اور دو ایسی

فریضہ و قیام لیلہ طو عا۔ من تقرب فیہ بخصلة من الخیر کان کمن ادی فریضہ فيما سواه۔ و من ادی فریضہ فیہ کان کمن ادی سبعین فریضہ فيما سواه۔ و هو شهر الصبر و الصبر ثوابه الجنۃ و شهر الموساہ و شهر یزاد فیہ رزق المؤمن من فطر فیہ صائمًا کان له مغفرة لذنبه و عتق رقبتہ من النار و کان له مثل اجرہ من غیر ان یتنقص من اجرہ شئ۔

(ترجمہ) حضرت سلمان فارسی ص سے روایت ہے کہ شعبان کے آخر میں سیدنا محمد رسول اللہ اے ہم کو خطبہ دیا اور فرمایا:-
تم پر ایک عظمت اور برکت والا مہینہ سایہ فیلن ہونے والا ہے۔ اس میں ایسی ایک رات ہے جو ہزار مہینوں سے افضل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کا روزہ فرض فرمایا اور اس میں قیام کو ثواب واجر کے قابل بنایا ہے۔ جو شخص اس میں کسی نیکی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا قرب چاہے گا وہ اس کی مثل درجہ پائے جس نے کسی دوسرے مہینہ میں فرض ادا کیا۔ جس نے اس میں کسی فرض کو ادا کیا وہ ایسے ہے جیسے کسی نے غیر رمضان میں ستر فرائض ادا کئے ہوں۔ یہ ماہ صبر ہے اور صبر کا ثواب جنت ہے۔ یہ لوگوں کے ساتھ ہمدردی اور غنچواری کا مہینہ ہے اور یہی وہ مہینہ ہے جس میں مومن بندوں کے رزق میں اضافہ کر دیا جاتا ہے۔ جس نے کسی کا روزہ افطار کروایا وہ اس کے گناہوں کی معافی اور دوزخ سے آزادی کا سبب ہو گا اور اسے روزہ

نے اپنے پرده فرمانے (یعنی وصال) سے پہلے رمضان المبارک میں دو مرتبہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کو قرآن کریم سنایا۔ (۱۲)

رمضان المبارک میں مسجد نبوی شریف میں چراغاں:

امام بخاری علیہ الرحمۃ نے باب اصلوۃ علی الفراش جلد اول ص ۵۶ میں روایت نقل کی ہے کہ مسجد نبوی شریف اور حجرات مبارکہ میں راتوں کو چراغ نہیں جلتے تھے۔ حضرت تمیم داری رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کے غلام ”فتح“ کا بیان ہے کہ رسول اللہ کی مسجد میں کھجور کی ٹہنیوں اور پتوں سے روشنی کی جاتی تھی۔ ہم قندیلیں، روغن زیتون اور رسیاں لائے اور میں نے (قندیلوں پر لٹکا کر) مسجد میں روشنی کی۔ رسول اللہ نے یہ دیکھ کر پوچھا کہ ہماری مسجد کو کس نے روشن کیا؟ تمیم نے کہا، میرے اس غلام نے روشنی کی ہے۔ حضور اقدس انے پوچھا۔ اس کا نام کیا ہے؟ تمیم نے کہا: اس کا نام فتح ہے۔ رسول اللہ نے فرمایا: بلکہ اس کا نام سراج ہے۔ پس رسول اللہ نے میرا نام سراج رکھا۔ (۱۳)

روایت میں وضاحت نہیں ہے کہ یہ عمل کس مہینے میں ہوا، لیکن قیاس یہ ہے کہ رمضان المبارک میں شروع ہوا اور اگر ایسا نہیں تو بھی اجراء کے بعد رمضان کا مہینہ چراغاں کے عمل میں ضرور آیا ہوگا۔

فضائل رمضان المبارک:

حدیث:

ہیں جن کے بغیر تمہارا گزارہ نہیں ہو سکتا وہ دو چیزیں جن سے اپنے رب کو راضی کرو کلمہ طیبہ کا ذکر کرو اور استغفار و توبہ وہ دو چیزیں جن کے بغیر بخشش نہیں۔ اللہ تعالیٰ سے جنت مانگو اور دوزخ سے اس کے دامن رحمت کی پناہ مانگو۔

حبیب الرحمن اور ماہ رمضان، معمولات

حدیث مبارکہ:

”روزہ اور قرآن قیامت میں بندے کی شفاعت کریں گے۔ روزہ کہے گا! اے اللہ: میں نے اسے کھانے اور خواہشات سے دن کے وقت روکے رکھا، قرآن کہے گا! میں نے اسے رات کو سونے سے روکے رکھا میں اس کی شفاعت کرتا ہوں ہماری شفاعت قبول فرماء۔“ (۱۴)

رسول اکرم اسرا سال روزانہ تلاوت قرآن مجید فرماتے تھے۔ روز آنہ سینکڑوں سوالات کے جوابات میں اللہ تعالیٰ کے احکامات بیان کرتے ہوئے قرآن مجید کی آیات تلاوت فرمایا کرتے تھے۔ لیکن ماہ رمضان میں دن میں عموماً اور رات کو خصوصاً زیادہ قرآن تلاوت فرمایا کرتے تھے۔ آپ کے اس عمل پر سینکڑوں احادیث شاحد ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ، و حضور انس بن شفیع محشر رمضان شریف میں پورا قرآن سنایا کرتے تھے اور وہ آپ اکے لب و لبج کو یاد کرتے تھے۔ حضور ا

کو اور اے بُرائی کے چاہنے والے رک جا اور عبرت حاصل کر۔ کیا کوئی بخشش مانگنے والا ہے کہ اس کی بخشش کی جائے۔ کیا کوئی توبہ کرنے والا ہے کہ اس کی توبہ قبول کی جائے۔ کیا کوئی دعا مانگنے والا ہے کہ اس کی دعا قبول کی جائے۔ کیا کوئی سوالی ہے کہ اس کا سوال پورا کیا جائے۔ اللہ بزرگ و برتر رمضان شریف کی ہرات میں افطار کے وقت ساٹھ ہزار گناہ گار دوزخ سے آزاد فرماتا ہے جب عید کا دن آتا ہے تو اتنے لوگوں کو آزاد فرماتا ہے کہ جتنے تمام مہینے میں آزاد فرماتا ہے۔ تیس مرتبہ ساٹھ ساٹھ ہزار۔ (یعنی اٹھارہ لاکھ) " (۲۲۱:۱ اور مسند رک، ۲۶۵:۱)

حدیث ۳:

يُغَفِّر لِمَمِّهِ فِي أَخْرِ لَيْلَةٍ فِي رَمَضَانَ قَبْلَ يَارَسُولَ اللَّهِ أَهْيَ لَيْلَةُ الْقُدْرِ
قَالَ لَا وَلَكُنَ الْعَامِلُ أَنَّمَا يُؤْتَ فِي أَجْرِهِ إِذَا قَضَى عَمَلُهُ۔ رواه احمد
(۱۶)

(ترجمہ) رمضان پاک کی آخری رات میں میری امت کی بخشش کی جاتی ہے۔ عرض کی گئی یا رسول اللہ کیا وہ شب قدر ہے۔ فرمایا نہیں لیکن کام کرنے والے کا اجر پورا دیا جاتا ہے۔ جب کہ وہ اپنا کام ختم کرتا ہے۔

حدیث ۴:

إِنَّ الْجَنَّةَ تَرْحُرُ فِي رَمَضَانَ مِنْ رَأْسِ الْحَوْلِ حَوْلَ قَابِلَ فَإِذَا كَانَ
أَوَّلُ يَوْمٍ مِنْ رَمَضَانَ هَبَطَ رِيحٌ تَحْتَ الْعَرْشِ مِنْ وَرَقِ الْجَنَّةِ عَلَى
الْحُورِ الْعَيْنِ فَيَقْلُنَ يَارَبِ اجْعَلْ لَنَا مِنْ عِبَادِكَ أَزْوَاجًا تَقْرُبُهُمْ أَعْيَنَا
وَتَقْرُبُ أَعْيَنَهُمْ بِنَا (۱۷)

(ترجمہ) بے شک جنت ابتدائے سال سے آئندہ سال تک رمضان شریف کے لئے آراستہ کی جاتی ہے۔ فرمایا جب پہلا دن آتا ہے تو جنت کے پتوں سے عرش کے نیچے ہوا سفید اور بڑی آنکھوں والی حوروں پر چلتی ہے تو وہ کہتی ہیں کہ اے پرو دگار اپنے بندوں سے ہمارے لئے ان کو شوہر بنانے سے ہماری آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور ان کی آنکھیں ہم سے ٹھنڈی ہوں۔

حدیث ۲:

نَادِي مَنَادٍ مِنَ السَّمَاءِ كُلَّ لَيْلَةً إِلَى اِنْفِجَارِ الصُّبْحِ يَا بَاغِي الْحَيْرِ تَمَّ
وَأَبْشِرُ وَيَا بَاغِي الشَّرِ أَفْصِرُ وَأَبْصِرُ هَلْ مَنْ مُسْتَغْفِرٍ يَغْفِرُ لَهُ هَلْ مَنْ
تَائِبٌ يَتَابُ عَلَيْهِ هَلْ مَنْ دَاعٍ يَسْتَجِابُ لَهُ هَلْ مَنْ سَأَلَ يُعْطَى سُؤَالُهُ
فِطْرَهُ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ رَمَضَانَ كُلَّ لَيْلَةً غَنِقَائِي مِنَ النَّارِ سُثُونَ الْفَاقِدُ اَكَانَ
يَوْمُ الْفُطْرِ اَغْتَقَ فِي جَمِيعِ الشَّهْرِ ثَلَاثِينَ مَرَّةً سِتِّينَ الْفَلَـ (۱۵)

(ترجمہ) رمضان المبارک کی ہرات میں ایک منادی آسمان سے طلوع صبح تک یہ ندا کرتا رہتا ہے کہ اے خیر کے طلب گار تمام کر (ترمذی میں ہے، "اے طالب خیر آگے آ اور بشارت حاصل

والدین کی خدمت کا موقع پائے پھر بھی کوتا ہی کے نتیجے میں جنت
میں داخل نہ ہو سکے، میں نے کہا ”آمین“،

حدیث ۵۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ أَكُلُّ عَمَلِ ابْنِ آدَمَ يُضَاعِفُ الْحَسَنَةُ بِعَشْرٍ أَفْشَا إِلَيْهَا إِلَى سَبْعِ مَائَةٍ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى إِلَّا الصَّوْمُ فَإِنَّهُ لِي وَأَنَا أَجْزِي بِهِ بِذِنْ شَهْوَتِهِ وَطَعَامُهُ مِنْ أَجْلِي لِلصَّائِمِ فَرَحَّاتَانِ فَرَحَّةٌ عِنْدَ فِطْرِهِ وَفَرَحَّةٌ عِنْدَ لِقَاءِ رَبِّهِ وَلَخَلْفُ فِيمِ الصَّائِمِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللَّهِ مِنْ رِيحِ الْمُسْكِ وَالصِّيَامُ جَنَّةً۔ الحدیث روایہ البخاری (۱۸)

(ترجمہ) سیدنا حضرت ابو ہریرہ ص راوی ہیں کہ رسول خدا نے فرمایا کہ ”آدم کے بیٹے کا ہر عمل بڑھایا جاتا ہے ایک نیکی سے دس گناہ سے سات سو تک۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ”مگر روزہ کہ اس کا ثواب بے شمار ہے، بے شک وہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کی جزادوں گا۔“ روزہ دار اپنی خواہش اور طعام میرے لئے چھوڑتا ہے۔ روزہ دار کے لئے دو خوشیاں ہیں۔ ایک خوشی افطار کے وقت۔ اور ایک خوشی دیدارِ الہی کے وقت۔ اور روزے دار کے منہ کی بوا اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے زیادہ پسندیدہ ہے۔ اور روزے ڈھال ہیں۔“

احضُرُ الْمُنْبِرُ فَحَضَرَنَا فَلَمَّا أَرْتَقَى دَرْجَةً قَالَ أَمِينٌ فَلَمَّا أَرْتَقَى الدَّرْجَةَ الثَّالِثَةَ قَالَ أَمِينٌ فَلَمَّا نَزَلَ قُلُّنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ لَقَدْ سَمِعْنَا مِنْكَ الْيَوْمَ شَيْئًا مَا كَنَّا نَسْمَعُهُ قَالَ إِنَّ جَبَرِيلَ عَرَضَ لِي فَقَالَ بَعْدَ مَنْ أَذْرَكَ رَمَضَانَ فَلَمْ يُغْفِرْ لَهُ قُلْ أَمِينٌ فَلَمَّا رَقِيتِ الثَّالِثَةَ قَالَ بَعْدَ مَنْ ذَكَرْتَ عِنْدَهُ فَلَمْ يُصْلِي عَلَيْكَ قُلْ أَمِينٌ۔ فَلَمَّا رَقِيتِ الثَّالِثَةَ قَالَ بَعْدَ مَنْ أَذْرَكَ أَبْوَيَهُ عِنْدَهُ الْكِبْرَى وَأَحَدَهُمَا فَلَمْ يُذْخِلَ حَلَّةَ الْجَنَّةِ قُلْ أَمِينٌ (۱۷)

(ترجمہ) تم لوگ منبر کے پاس حاضر ہو۔ پس ہم منبر کے پاس حاضر ہوئے۔ جب حضور اقدس منبر کے پہلے درجہ پر چڑھے تو فرمایا ”آمین“۔ جب دوسرا درجہ پر چڑھے تو فرمایا ”آمین“۔ اور جب تیسرا درجہ پر چڑھے تو فرمایا ”آمین“۔ جب منبر شریف سے اترے تو ہم نے عرض کی یا رسول اللہ آج ہم نے آپ سے ایسی بات سنی کہ کبھی نہ سنتے تھے۔ فرمایا بے شک جبریل نے آکر عرض کی کہ ”بے شک وہ شخص دور ہو (رحمت سے یا ہلاک ہو) جس نے رمضان شریف کو پایا اور اس کی مغفرت نہیں ہوئی، میں نے کہا ”آمین“۔ جب دوسرا درجہ پر چڑھا تو اس نے کہا: ”وہ شخص دور ہو جس کے پاس آپ کا ذکر ہوا اور وہ درود شریف نہ پڑھے، میں نے کہا ”آمین“۔ جب میں تیسرا درجہ پر چڑھا تو اس نے کہا کہ ”دور ہو وہ شخص جو اپنے بوڑھے

حضرور سید عالم نور حسّم انے ارشاد فرمایا: ”اللہ تعالیٰ فرماتا ہے! روزہ میرے لئے ہے اور میں اس کی جزا دوں گا۔“ (۲۲)

اس حدیث مبارکہ کی شرح میں دوسرا ترجمہ یہ ہے کہ: ”میں خود روزہ کی جزا ہوں۔“ (۲۳)

حدیث مبارکہ:

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم انے فرمایا: ”جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازے کا نام ”ریان“ ہے، روزِ حشر اعلان ہوگا، روزہ دار کہاں ہیں؟ یہ آوازن کر روزہ دار کھڑے ہوں گے تو انہیں ”ریان“ دروازہ سے داخل کیا جائے گا، جب تمام روزہ دار داخل ہو جائیں گے تو پھر کسی کو اس دروازہ سے داخلہ کی جاگز نہیں ہوگی لہذا دروازہ بند کر دیا جائے گا۔“ (۲۴)

حدیث مبارکہ:

باب الریان سے داخل ہونے والے روزہ دار کو ایسا مشروب پلایا جائے گا جو اسے پی لے گا اسے کبھی پیاس محسوس نہ ہوگی۔ (۲۵)

صرف امت مصطفیٰ کے روزہ دار

کیلئے پانچ بشارتیں

حدیث مبارکہ:

حدیث ۶:

إذَا دَخَلَ رَمَضَانَ فُتَحْتَ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ وَغُلِقْتَ أَبْوَابُ النَّجَّاهِ
وَسَلَّمَةُ الشَّيَاطِينِ (۱۹)

(ترجمہ) جب رمضان آتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں، اور شیاطین جکڑ دیے جاتے ہیں۔

روزہ کے فضائل یوں ارشاد فرمائے

حدیث مبارکہ:

حضرت عثمان بن ابی العاص ص سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ انے: ”روزہ ڈھال ہے جو نار جہنم سے ایسے ہی بچائے گا جیسے ڈھال قتال کے موقع پر بچاتی ہے۔“ (۲۰)

حدیث مبارکہ:

حضرت عقبہ بن عامر ص سے روایت ہے کہ حضور رحمۃ اللعائین انے ارشاد فرمایا: ”جس نے اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر ایک دن کا روزہ رکھا اللہ تعالیٰ اسے دوزخ سے سوال کی مسافت دو فرمائے گا۔“ (۲۱)

حدیث مبارکہ:

مسلمان ہیں جو مردم شماری میں مسلمان شمار ہوتے ہیں۔ لیکن ان چاروں ارکان میں سے ایک کے بھی کرنے والے نہیں ہیں۔ البته وہ سرکاری کاغذات میں مسلمان لکھے جاتے ہیں۔ مگر اللہ تعالیٰ کے دفتر میں وہ کامل مسلمان شمار نہیں ہو سکتے۔ اس لئے کہ روزہ نہ رکھنا کبیرہ گناہ ہے یہ بھی اس وقت ہے کہ جب وہ روزے کی فرضیت کا اعتقاد رکھتا ہو۔ اور جو اس کی فرضیت کا انکار کرتے تو وہ بلاشبہ کافر ہے۔

سحری کھانے میں برکت ہے:

مسلمانوں کو چاہئے کہ رمضان المبارک میں سحری کے وقت اٹھیں اور حسب ضرورت کھانا تیار کر کے کھائیں۔ اگرچہ ایک دو لفے ہی ہوں۔ یا کھجور کے چند دانے کھالے۔ کیونکہ یہ کھانا باعث برکت ہے۔ محبوب رب العالمین ارشاد فرماتے ہیں:

تَسْخِرُوا فِيَّنَ السُّحُورَ بِزَكَةٍ۔ (۲۸)

(ترجمہ) سحری کیا کرو کیونکہ سحری کے کھانے میں برکت ہے۔
نیز سحری کے وقت اٹھنا اور کھانا کھانا اسلام کا شعار ہے۔ اہل کتاب اس سعادت سے محروم ہیں۔ سید الانس والجان شاہ کون و مکان ا نے فرمایا:

فَصُلْ مَا بَيْنَ صِيَامَنَا وَصِيَامِ أَهْلِ الْكِتَابِ أَكْلَهُ السَّحِيرِ - رواه البخاري و مسلم (۲۹)

(ترجمہ) ہم اہل اسلام اور اہل کتاب کے روزوں میں فرق سحری کا کھانا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ا نے ارشاد فرمایا: ”میری امت کو رمضان کے حوالے سے ایسی پانچ بشارتیں عطا ہوئی ہیں جو سابقہ کسی امت کو نصیب نہیں ہو سکیں:

(۱) روزہ دار کے منہ کی خوشبو اللہ تعالیٰ کے یہاں کستوری کی خوشبو سے بھی زیادہ پسندیدہ ہوتی ہے۔

(۲) افطار تک سمندر کی مچھلیاں روزہ دار کیلئے دعا کرتی ہیں۔
(۳) ہر روز جنت کو مزین کیا جاتا ہے۔

(۴) شیاطین کو رمضان میں قید کر دیا جاتا ہے۔

(۵) آخری رات امت کی بخشش کردی جاتی ہے۔ (۲۶)

رمضان کے حروف اور ان کی برکتیں:

رمضان کے پانچ حروف ہیں، ”ر“، ”ض“، ”رمدان اللہ“ (اللہ کی خوشنودی) ہے۔ ”م“، ”محابۃ اللہ کی ہے (اللہ کی محبت)۔ ”ض“، ”رمدان اللہ کا ہے (یعنی اللہ تعالیٰ کی ذمہ داری)۔ ”الف“، ”الفت کا ہے اور ”ن“ سے مراد نور اور نوال ہے (مہربانی اور بخشش) (۲۷)

روزہ نہ رکھنا گناہ کبیرہ ہے:

ارکان اسلام کا ایک رکن روزہ ہے۔ سردار دو جہاں سید کون و مکان ا نے فرمایا کہ اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے۔ سب سے اول توحید و رسالت کا اقرار۔ اس کے بعد اسلام کے چار رکن ہیں۔ ۱۔ نماز۔ ۲: روزہ۔ ۳: زکوٰۃ۔ ۴: حج۔ کتنے

اہم مسئلہ:

سحری کا وقت صحیح صادق سے پہلے ہے اگر صحیح صادق ہو جاتی ہے تو پھر سحری سے الگ ہو جائیں۔ کھانا پینا بند کردیں بعض لوگ اذان فجر سن کر یاساڑن سن کر بھی پانی وغیرہ پیتے ہیں یہ درست نہیں فرض کریں کہ سحری کا آخری وقت ۵ نج کر ۱۱ منٹ ہے تو فجر کی اذان ۵ نج کر ۱۱ منٹ کے بعد ہوگی لہذا ۵ نج کر ۱۱ منٹ سے قبل ہر حال میں کھانے پینے سے فراغت حاصل کر لینی چاہئے۔ اگر اذان سنتے وقت پانی بھی پیا تو روزہ نہیں ہوگا۔

روزے کی نیت:

جو صحیح صادق سے پہلے سحری سے فارغ ہوں انہیں یوں نیت کرنی چاہئے:
بِصَوْمٍ غَدِّيَّةٌ مِّنْ شَهْرِ رَمَضَانَ

(ترجمہ) میں نے رمضان کے کل کے روزے کی نیت کی
اور ساڑن یا اذان سن کر کلی وغیرہ کر کے اس طرح نیت ہوگی۔

نَوْيَثُ أَنْ أَصُومَ هَذَا الْيَوْمَ مِنْهُ تَعَالَى مِنْ فَرْضِ رَمَضَانَ
(ترجمہ) میں نے آج کے روزے کی نیت کی اللہ کیلئے ماہ رمضان کے فرضوں سے۔

افطار:

جب پوری طرح سورج غروب ہو جائے تو حلال اور طیب چیز سے روزہ افطار کرے اور یہ دعا پڑھے۔

اللَّهُمَّ إِنِّي لَكَ صَمَّتُ وَبِكَ أَمْتَ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَعَلَى رِزْقِكَ أَفْطَرْتُ۔

(ترجمہ) اے اللہ! میں نے تیرے لئے روزہ رکھا، اور تجھ پر ایمان لایا، اور تجھ پر بھروسہ کیا اور تیرے دیے ہوئے رزق سے افطار کیا۔

سیدنا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ مالک دو جہاں سر کارا بد قرار شافع یوم شمار نے فرمایا:

لَا يَرَأُ الَّذِينَ ظَاهِرًا مَا عَجَلَ النَّاسُ الْفِطْرَ لِأَنَّ الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى يُؤْخِرُونَ۔ رواه ابو داؤد وابن ماجہ (۳۰)

(ترجمہ) دین اسلام ہمیشہ غالب رہے گا جب تک لوگ افطار میں جلدی کرتے رہیں گے۔ کیونکہ یہودی و نصرانی افطار میں دیر کرتے ہیں۔

نوٹ:

اس جلدی کا یہ مطلب نہیں کہ ابھی سورج پوری طرح غروب نہ ہوا ہو تو روزہ افطار کر لیا جائے۔ ایسا کرنے سے سارے دن کی محنت ضائع ہو جائے گی اور نہ ہی ثواب ملے گا اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی اس پر مزید ہے۔

روزہ کس چیز سے افطار کرنا چاہئے:

یوں تو روزہ ہر حلال چیز سے افطار کرنا جائز ہے مگر طلاق بھوروں سے روزہ افطار

دیتے تھے) آپ کے وصال کے بعد حضرت ابو بکر صدیق ص اور عہد فاروقی ص کے ابتدائی دور میں تراویح کا معاملہ یوں ہی رہا۔ حضرت علی المرضی ص نے فرمایا حضرت عمر بن الخطاب ص نے مجھ سے تراویح کی نماز کی حدیث جب سنی تو آپ نے اس پر عمل فرمایا۔ لوگوں نے دریافت کیا کہ اے امیر المؤمنین وہ حدیث کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ عرشِ الہی کے ارد گرد ایک جگہ جس کا نام ”حضریۃ القدوں“ ہے وہ نور کی جگہ ہے اس میں اتنے فرشتے جن کی تعداد اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ عبادتِ الہی میں مشغول رہتے ہیں اس میں ایک لمحہ کی بھی کوتاہی نہیں کرتے۔ جب ماه رمضان کی راتیں آتی ہیں تو یہ اپنے رب سے زمین پر اترنے کی اجازت طلب کرتے ہیں اور وہ بنی آدم کے ساتھ مل کر نماز پڑھتے ہیں۔ امت محمدیہ امیں جس نے ان کو مس کیا یا انہوں نے کسی کو مس کیا تو وہ ایسا نیک بخت و سعید بن جاتا ہے کہ پھر کبھی بد بخت و شقی نہیں بنتا۔ یہ سن کر حضرت عمر ص نے فرمایا جب کہ اس (نماز) کی یہ شان ہے تو ہم اس کے زیادہ حقدار ہیں۔ پھر آپ (حضرت عمر ص) نے تراویح کی جماعت قائم کر کے اس کو سنت قرار دے دیا۔ (۳۲)

نماز تراویح بیس رکعت ہیں:

رمضان المبارک کے مہینہ میں نمازِ عشاء کے بعد بیس ۲۰ رکعت نماز تراویح پڑھنی صحیح مذہب میں سنت مؤکدہ ہے اور تمام آئمہ دین یعنی امام عظیم ابوحنیفہ اور ان کے تلامذہ، امام مالک اور ان کے تلامذہ، امام شافعی اور ان کے تلامذہ، امام احمد بن

کرنا بہت ثواب کا باعث ہے اگر کھجور میں وقت پر نہ مل سکیں تو پانی سے روزہ کھولنا چاہئے۔

سرورِ کائنات فخر موجودات حضرت احمد مجتبی اکارشاد ہے:

إِذَا أَفْطَرَ أَحَدُكُمْ فَلَا يُفْطِرُ عَلَى تَمْرٍ فَإِنَّهُ بَرْ كَةٌ فَإِنَّمَا يَعْدُ فَلَا يُفْطِرُ عَلَى مَاءٍ فَإِنَّهُ طَهُورٌ۔ (۳۱)

جب تم میں سے کوئی روزہ افطار کرے تو چاہئے کہ کھجوروں سے افطار کرے کیونکہ اس میں برکت ہے۔ اگر کھجور میں نہ پائے تو پانی سے افطار کرے کیونکہ وہ پاک کرنے والا ہے۔

نماز تراویح:

ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ماه رمضان کی وسط رات میں ایک بار حضور اقدس ا نے مسجد میں نماز پڑھی لوگوں نے بھی حضور ا کی اقتدا میں نماز ادا کی۔ دوسری رات آدمیوں کی اتنی کثرت ہوئی کہ مسجد تنگ ہو گئی لیکن نبی کریم ﷺ اپنے جگہ سے برآمد نہیں ہوئے، صبح کو فجر کی نماز کے لئے تشریف لائے، فجر کی نماز سے فارغ ہو کر لوگوں سے خطاب فرمایا: ”تمہاری رات کی حالت مجھ سے پوشیدہ نہ تھی، لیکن اندر یہ سیہ تھا کہ نمازِ تراویح تم پر فرض نہ ہو جائے اور تم اس کے ادا کرنے سے عاجز ہو جاؤ۔“ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور ا لوگوں کو رمضان کی راتوں کو زندہ رکھنے (نماز پڑھنے) کی ترغیب دیا کرتے تھے بغیر اس کے کہ آپ ان پر لزوم کے ساتھ حکم فرمائیں (یعنی وجوبی حکم حضور انہیں

واجبات کی اس سے تکمیل ہوتی ہے اور کل فرائض و واجبات کی ہر روز بیس رکعتیں
بیس (یعنی نجرا ۲ + ظہر ۳ + عصر ۴ + مغرب ۳ + عشاء فرض ۵ +
وتر ۳ = ۲۰ رکعات) لہذا مناسب تھا کہ یہ بھی بیس ہوں۔ (۳۳)

نماز تراویح کی اہمیت و فضیلت:

محقق علی الاطلاق حضرت عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ نے اپنی کتاب
”مائبت من السنتہ“ میں بعض کتب فقہ کے حوالہ سے لکھا ہے۔

ذکر فی بعض کتب الفقہیة لوزیر اهل البلدة التراویح قاتلہم
الإمام علی ذالک (۳۲)

بعض فقه کی کتابوں میں مذکور ہے کہ اگر اہل شہر تراویح پڑھنا چھوڑ دیں تو
امام (حاکم) اس پر ان سے جنگ کرے۔

سیدنا غوث اعظم شیخ عبدالقدیر جیلانی رضی اللہ عنہ لکھتے ہیں کہ ”مستحب ہے
کہ نماز تراویح باجماعت ہو اور تلاوت قرآن جھری ہو۔ اس لئے کہ حضور اکرم ا نے
نماز تراویح اسی طرح پڑھی تھی۔ نماز تراویح کی ابتداء اسی رات سے کرنا چاہئے جس
رات کو ماہ رمضان کا چاند نظر آجائے اس لئے کہ وہ رات ماہ رمضان کی رات ہوتی
ہے۔ تراویح عشا کی نماز کے فرضوں اور سنتوں کے بعد ہونی چاہئے۔ رسول اللہ اکا
عمل یہی تھا۔ تراویح کی بیس رکعتیں ہیں۔ ہر دور کعت کے بعد سلام پھرنا چاہئے۔
بیس رکعت کے پانچ ترویج ہیں یعنی ہر چار رکعت کا ایک ترویج، ہر چار رکعت کے
بعد کچھ دیر لئے وقفہ ضروری ہے۔۔۔۔۔ پورے قرآن کو تراویح میں پڑھنا

حنبل اور ان کے تلامذہ کے علاوہ وہ دیگر مجتہدین بھی (جن کے مقلدین آج دنیا
میں نہیں ہیں) اس کے سنت ہونے اور بیس رکعات ہونے پر متفق ہیں۔ راضیوں
کے علاوہ کوئی جماعت تراویح کا منکر نہیں ہے۔ غیر مقلدین (نامنہاد الہادریث یا اہل
الظواہر) بیس رکعات پر کمزور اعتراض کرتے ہیں اور اپنی ہٹ دھرمی کے باعث
آٹھ رکعات پڑھتے ہیں، جو ثابت نہیں۔ آٹھ رکعات کو تراویح کہنا بھی غلط اور باطل
ہے، کیونکہ ”تراویح“ جمع ہے ”ترویج“ واحد ہے، ایک ترویج چار رکعات کا ہوتا ہے
تو عربی قواعد کے اصولوں کے مطابق آٹھ رکعات ادا کرنے کے نتیجے میں دو ترویج
بنتے ہیں جس پر تشنجیہ کا اطلاق ہوتا ہے اور لغت کے حساب سے ”ترویجتان“ کہا جاتا
ہے۔ عربی میں کسی بھی لفظ کی جمع کا اطلاق دو سے زائد پر ہوتا ہے لہذا آٹھ رکعات کو
کبھی بھی تراویح قرار نہیں دیا جاسکتا۔ حضور اکرم ا نے کبھی بھی رمضان میں آٹھ
رکعات تراویح کے طور پر ادا نہیں فرمائیں۔ اور نہ ہی آٹھ رکعات ادا کرنے کی
ہدایت فرمائی۔ امام یہیقی علیہ الرحمۃ نے بسند صحیح حضرت سائب بن یزید رضی اللہ
تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ ”لوگ فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں بیس
رکعتیں پڑھا کرتے تھے اور عثمان و علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے عہد میں بھی ایسا ہی تھا
اور ”موطا“ میں یزید بن رومان سے روایت ہے کہ ”عم رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں
لوگ تینیں ۲۳ رکعات پڑھتے“۔ یہیقی علیہ الرحمہ نے کہا اس میں تین رکعتیں وتر کی
ہیں اور مویل علی رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو حکم فرمایا کہ ”رمضان میں لوگوں کو بیس
رکعتیں پڑھائے۔“ نیز اس کے بیس رکعت میں یہ حکمت ہے کہ فرائض و

نوط: خواتین اپنے گھر کے بند کمرے کے ایک حصے میں (جہاں طہارت کا خیال رکھا جائے) معنکف ہو سکتی ہیں۔

اعتكاف کی فضیلت:

معنکف اپنے عمل سے ثابت کرتا ہے کہ اس نے حالتِ حیات ہی میں اپنے بال پچے اور گھر بار سب کچھ چھوڑ دیا ہے۔ اور کہتا ہے کہ اے مولا! تیرے گھر میں آگئیا ہوں۔ حیم و حمین ذات جو سب داتا وں کا داتا ہے اس کے گھر میں جو مسلمان پناہ لے تو رب کریم اس کی عزت افزائی فرماتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اعتكاف کی بہت بڑی فضیلت ہے۔

محبوب ربّ کریم سید الانبیاء والمرسلین معنکف کے متعلق فرماتے ہیں:

هُوَ يَغْتَكُفُ الذُّنُوبَ وَيَجْرِي لَهُ مِنَ الْحَسَنَاتِ كَعَامِلِ الْحَسَنَاتِ
كُلَّهَا۔ (۳۶)

(ترجمہ) وہ گناہوں سے باز رہتا ہے اور نیکیوں سے اسے اس قدر ثواب ملتا ہے کہ جیسے اس نے تمام نیکیاں کی ہیں۔ اعتكاف سے تین بڑے فائدے حاصل ہوتے ہیں۔ ایک یہ کہ انسان اعتكاف کی برکت سے گناہوں سے محفوظ رہتا ہے اور یہ فائدہ تمام فائدوں کا سردار ہے۔ دوسرا فائدہ یہ ہے کہ معنکف کوشش قدر ضرور ملتی ہے (پورے عشرے کی راتوں یا کم از کم طاق راتوں میں شب بیداری کے نتیجے میں اور شبینوں کی مخالف کا انعقاد کر کے)۔ تیسرا فائدہ یہ ہے کہ بہت سے نیک اعمال مثلاً نمازِ جنازہ۔ عیادت

مستحب ہے۔ (۳۵)

مسلمان مرد کو مسجد میں جماعت سے نمازِ تراویح پڑھنی چاہئے۔ اور مسلمان عورت کو اپنے گھر کی چار دیواری میں تراویح پڑھنی چاہئے۔ تراویح پڑھتے وقت ہر چار رکعت کے بعد نمازی کو اختیار ہے کہ تسبیح پڑھے یا قرآن مجید پڑھے یا نفلین پڑھے۔ خواہ خاموش رہے اگر تسبیح پڑھے تو یہ پڑھے:

سُبْحَانَ رَبِّ الْمُلْكِ وَالْمُلْكُوتِ سُبْحَانَ رَبِّ الْعَزَّةِ وَالْعَظَمَةِ
وَالْهُبَّيْبَةِ وَالْقُدْرَةِ وَالْكَبْرَيَّاتِ وَالْجَبَرُوتِ سُبْحَانَ رَبِّ الْكِبِيرِ
الَّذِي لَا يَنَامُ وَلَا يَمُوتُ سُبْحَانَ رَبِّ الْعَوْزَى وَرَبِّ الْرُّوحِ
أَللَّهُمَّ أَاجِرْنَا مِنَ النَّارِ يَا مَجِيرْ يَا مَجِيرْ ۝ الْأَصْلُوْةُ بَيْنَ مُحَمَّداً

اعتكاف:

رمضان میں اعتكاف میں بیٹھنا سنت ہے۔ جس مسجد میں اذان ہوتی ہو۔ وہاں اللہتبارک و تعالیٰ کی رضا کے لئے نیت کے ساتھ ٹھہرنا اعتكاف کہلاتا ہے۔ اعتكاف تین قسم پر ہے (۱) واجب یعنی جس کیلئے منت مانی ہو۔ (۲) سنت مؤکدہ جو رمضان کے آخری عشرے میں ہوتا ہے، یہ سنت علی الکفایہ ہے۔ (۳) نفل اس کیلئے نہ روزہ شرط ہے نہ ہی کوئی وقت کی قید ہے۔ بلکہ عام نمازوں کے اوقات میں بھی مسجد میں داخل ہوتے وقت نیت کی جاسکتی ہے۔ اس کا دورانیہ مختصر یا طویل اپنے صواب دیدی اختیار سے طے کیا جاسکتا ہے۔

مریض۔ اعانت مظلوم وغیرہ جو اعتکاف کی وجہ سے نہیں کر سکتا مگر معتکف کو ان سب اعمالِ صالح کا ثواب مسجد میں بیٹھے ہوئے ملتا رہتا ہے۔ سبحان اللہ.....احمد اللہ۔

شب قدر کے فضائل

اللہ تعالیٰ "سورۃ القدر" میں ارشاد فرماتا ہے:-

"بے شک ہم نے اسے شب قدر میں ایتارا اور تم نے کیا جانا کیا (ہے) شب قدر، شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر، اس میں فرشتے اور جبراً میل اترتے ہیں، اپنے رب کے حکم سے ہر کام کیلئے، وہ سلامتی ہے، صحیح چکنے تک۔" (ترجمہ کنز الایمان؛ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ)

شب قدر میں قرآن مجید کا نزول ہوا۔ امام بخاری و امام مسلم رحمہما اللہ نے یہ حدیث نقل کی ہے، "جس نے اس رات میں ایمان و اخلاص کے ساتھ شب بیداری کر کے عبادات کی اللہ تعالیٰ اس کے سال بھر کے گناہ بخشن دیتا ہے۔" مفتی سید نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: روایات کثیرہ سے ثابت ہے کہ شب قدر، رمضان المبارک کے عشرہ آخریہ میں ہوتی ہے اور اکثر اس کی بھی طاق راتوں میں سے کسی رات میں، بعض علماء کے نزدیک رمضان المبارک کی ستائیسویں رات شب قدر ہوتی ہے یہی حضرت امام عظیم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

(۳۷)

حدیث شریف میں ہے کہ "نبی کریم ا نے گذشتہ امتوں کے ایک شخص کا ذکر فرمایا جو تمام رات عبادت کرتا تھا اور تمام دن جہاد میں مصروف رہتا تھا اس طرح اس

نے ہزار مہینے گزارے تھے۔ صحابہ شکواں سے تعجب ہوا اور شک آیا، تو اللہ تعالیٰ لے نے اپنے محبوب دنانے غیوب کوش قدر عطا فرمائی جسے ہزار مہینوں سے افضل قرار دیا گیا۔" (۳۸)

یہ اللہ تعالیٰ کا کرم ہے کہ اس نے اپنے محبوب علیہ اصلوٰۃ والسلام کے وسیلے سے ان کے غلاموں کو یہ موقع عطا فرمایا کہ ایک رات عبادت کریں تو گویا ہزار مہینے سے زیادہ عبادت میں مشغول قرار پائیں۔

لیلۃ القدر کا تعین؟

شہنشاہ بغداد، فردا لا فراد، غوثِ عظیم شیخ عبدال قادر جیلانی ص لکھتے ہیں، "شب قدر کو رمضان شریف کے آخری عشرے میں تلاش کیا جائے، ان تاریخوں میں زیادہ مشہور ۲۷ ویں شب ہے..... امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ نے بالاسناد حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اپنے اپنے خواب آخری عشرہ میں (رمضان) میں رسول خدا سے بیان کیا کرتے تھے اس پر حضور انے فرمایا مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تم لوگوں کے خواب ۲۷ ویں شب کے متعلق متواتر ہیں۔ اس لئے جو شخص شب قدر کی جستجو کرے وہ ۲۷ ویں رات کو کرے۔ یہ بھی مروی ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے حضرت عمر فاروق ص سے کہا میں نے طاق اعداد میں سات کے عدد کو لکھت سے ہر شے میں پایا یعنی سات کے عدد پر غور کیا تو آسمانوں، زمینوں، ہفتے کے دن اور رات، سمندروں، طواف و سعی، رمی جمار میں سات کا ہندسہ کا فرمایا ہے، حضرت ابن عباس

رضی اللہ عنہما نے مزید اشیاء اور سات کے ہندسے کی مناسبت بیان کی ہے کہ سورۃ فاتحہ کی آیات سات، قرآن کی قرائتیں سات، قرآن کی منزیلیں سات ہیں، انسان کی تخلیق سات اعضاء سے اور سجدہ بھی سات اعضاء پر ہوتا ہے..... انہوں نے مزید فرمایا سورۃ القدر میں آغاز سے سلم تک لفظوں کی تعداد ۷۲ ہے تو اللہ تعالیٰ نے سلام ہی حتیٰ مطیع الفجو فرماد کربنڈوں کو آگاہ کر دیا کہ شب قدر ۷۲ ویں شب ہے۔ (غذیۃ الطالبین، صفحہ ۳۹۳)

علمائے طریقت (یعنی مشائخ کرام) ایک دلیل یہ دیتے ہیں کہ ”لیلة القدر“ کلمہ میں ۹ حروف ہیں جبکہ یہ کلمہ ”لیلة القدر“ اس سورۃ میں تین مرتبہ آیا ہے اس طرح ۹ کوتین سے ضرب دینے پر ۷۲ حاصل ہوتا ہے۔ نیز رمضان کے تین عشرے ہیں اگر ”لیلة القدر“ کے ۹ حروف کوتینوں عشروں سے ضرب دیا جائے تو بھی ۷۲ حاصل ہوتا ہے۔

تیرہویں صدی ہجری کے مجدد شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: ”اس رات شام سے صبح تک رحمت و تجلی الہی بندوں کی طرف متوجہ رہتی ہے۔ فرشتے حضرت جبراہیلؑ کے ساتھ زمین پر اترتے ہیں اور عبادت کرنے والوں سے ملاقات کرتے ہیں جس کی وجہ سے عبادت میں لذت و کیفیت پیدا ہوتی ہے جو دوسری راتوں میں نہیں ہوتی۔ قرآن اسی رات میں نازل ہوا اور فرشتوں کی پیدائش بھی اسی رات میں ہوتی، اسی رات میں جنت میں باغات لگائے گئے۔ (۳۹)

امام عبدالوہاب شعرانی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: ”حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے

صحابہ نے سوال کیا کہ شب قدر کی علامات بیان فرمائیں، تو حضور اقدس ا نے ارشاد فرمایا: ”هی لَيْلَةُ الْحِجَّةِ لَا حَاجَةٌ وَلَا بَارِدَةٌ وَلَا سَحَابَ فِيهَا وَلَا مَطَرٌ وَلَا رِيحٌ وَلَا يَزِمِّي فِيهَا نَجْمٌ وَتَطْلُعُ الشَّمْسُ صَبِيْحَتِهَا صَعْصَعَةٌ حَمْرَاءٌ لَا شَعَاعَ لَهَا“ (یہ رات چمکدار شفاف ہوتی ہے، جس میں نگرمی ہونہ سردی، اور نہ بادل اور نہ بارش، نہ تیز ہوا، نہ شہاب ثاقب کاٹوٹا ہوا اور صبح طلوع کے وقت سورج میں سرخ روشنی نہ ہو۔ (۳۰) بعض عرفاء اور اولیاء فرماتے ہیں کہ اس رات میں کتنے کے بھوکنکے کی آوانہیں سنی جائے گی (۲۱))

شب قدر کی عبادت اور نوافل:

شب قدر میں سیدنا حضرت جبراہیلؑ ببعد دیگر فرشتوں کے زمین پر اترتے ہیں۔ اور وہ چار جھنڈے گاڑتے ہیں۔ ایک روضہ اٹھپر، ایک کعبہ معظمه کی چھت پر، ایک بیت المقدس پر، اور ایک آسمان اور زمین کے درمیان۔ پھر وہ فرشتے تمام اطراف میں پھیل جاتے ہیں۔ اور کوئی ایسا گھر باقی نہیں رہتا۔ جہاں وہ داخل نہ ہوں۔ جو شخص عبادت میں مشغول ہوتا ہے فرشتے اس کو سلام دیتے ہیں اور یہ نقشہ طلوع فجر تک باقی رہتا ہے۔

اس رات میں نوافل پڑھنا، قرآن مجید کی تلاوت کرنا، اور تسبیح و تہلیل اور استغفار پڑھنا چاہئے۔ شب قدر میں جتنے نفل پڑھے جا سکیں بڑی سعادت ہے۔ مگر جو کتابوں میں لکھے گئے ہیں وہ یہ ہیں:

۱۔ ہر رکعت میں الحمد کے بعد الْهَمْكُمُ التَّكَاثُرُ ایک مرتبہ اور قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ تین

ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، کہ: ”میں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ آپ بتائیں کہ اگر مجھے لیلۃ القدر (شب قدر) کا پتہ چل جائے تو میں کون سی دعا مانگوں؟“ آپ نے ارشاد فرمایا: ”کہ تو یہ دعا مانگ۔۔۔ اے اللہ! بے شک تو معاف کرنے والا ہے اور معافی کو دوست رکھتا ہے مجھے بھی معاف کر دے۔ (۲۵) مطلب یہ ہے کہ اس رات اپنے پروردگار سے معافی طلب کرے اور یہ کہتا رہے، **اللَّهُمَّ إِنَّكَ عَفْوٌ كَرِيمٌ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّي يَا عَفْوُرُ يَا غَفُورُ يَا غَفُورُ يَا كَرِيمُ.**

وظائف رمضان المبارک

- ۱: رمضان المبارک کا چاند دیکھ کر نماز مغرب سے قبل سورۃ الفتح تین مرتبہ پڑھنے سے رزق میں کشاوی ہوتی ہے۔
- ۲: پہلی شب بعد نماز عشاء و تراویح ایک مرتبہ سورۃ الفتح پڑھنا افضل عمل ہے۔
- ۳: شب رمضان میں سحری سے قبل آسمان کی طرف منہ کر کے سات مرتبہ یہ دعا پڑھیں اگر ہر شب میں ممکن نہ ہو تو پہلی شب میں بارہ مرتبہ پڑھیں۔
لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الْجَبَّارُ الْقَيُّومُ الْقَائِمُ عَلَى كُلِّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ
- ۴: اس ماہ میں روز آنہ ہر نماز کے بعد اس دعائے مغفرت کو تین مرتبہ پڑھنا افضل ہے۔
أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ الْعَظِيمَ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَقُّ الْقَيُّومُ الْقَائِمُ عَلَيْهِ تَوْبَةَ عَبْدِ طَالِمٍ
لَا يَنْلِكُ نَفْسَهُ ضَرًّا وَلَا نَعْفَوْ لَمُؤْمَنًا لَا حَيَاةً وَلَا نَشَوْرًا ۰
- (ترجمہ) میں بخشش طلب کرتا ہوں اللہ سے جو بڑی عظمت والا ہے۔

دفعہ پڑھنے تک موت کی سختیوں میں آسانی ہوگی۔ اور عذاب قبر سے محفوظ رہے گا۔ (۲۲)

۲۔ دور کعت نفل پڑھنے کے ہر رکعت میں الحمد شریف کے بعد قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ سات بار پڑھنے۔ سلام کے بعد سات دفعہ **أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ** پڑھنے تو اپنی جگہ سے نہیں اٹھے گا کہ اس پر اور اس کے والدین پر رحمت خدا برستی شروع ہو جائے گی۔

(۲۳)

۳۔ چار رکعت نفل اس طرح پڑھنے کے ہر رکعت میں الحمد شریف کے بعد انا آنْزَلْنَاہُ ایک بار اور قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ تین بار پڑھنے۔ تو یہ شخص گناہوں سے ایسا پاک ہو جاتا ہے کہ گویا آج ہی اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے۔ اور اس کو اللہ کریم جنت میں ہزار حکل عنایت فرمائے گا۔

۴۔ دور کعت نفل پڑھنے کے ہر رکعت میں الحمد شریف کے بعد انا آنْزَلْنَاہُ ایک بار اور قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ تین بار پڑھنے۔ تو اللہ تعالیٰ اس کوشب تدر کا ثواب عطا فرمائے گا۔ اور اس کو جنت میں مشرق سے مغرب تک ایک شہر عنایت فرمائے گا۔

۵۔ چار رکعت نفل اس طرح پڑھنے کے ہر رکعت میں الحمد شریف کے بعد انا آنْزَلْنَاہُ تین مرتبہ اور قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ بچاس مرتبہ پڑھنے پھر نماز سے فارغ ہو کر سجدہ میں جا کر ایک دفعہ سُبْحَانَ اللَّهُ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ پڑھنے۔ اس کے بعد جو دعا مانگے قبول ہوگی۔ اللہ تعالیٰ بے شمار نعمتیں عطا فرمائے گا اور اس کے سب گناہ بخش دے گا۔ (۲۴)

شب قدر میں دعا قبول ہوتی ہے:

۱۔ پہلی شب قدر یعنی ماہ رمضان المبارک کی اکیسویں تاریخ بعد نماز عشاء و تراویح چار رکعت نفل نماز دو سلام سے پڑھے۔ ہر رکعت میں بعد سورۃ الفاتحہ کے سورہ قدر ایک مرتبہ اور سورہ اخلاص ایک مرتبہ پڑھنی چاہئے۔

فضیلت: بعد سلام ستر مرتبہ درود شریف پڑھنے انشاء اللہ تعالیٰ اس نفل نماز کے پڑھنے والے کے حق میں فرشتہ مغفرت کی دعا کریں گے۔

۲۔ رمضان المبارک کی اکیسویں شب کو بعد نماز عشاء و تراویح دو رکعت نفل نماز پڑھے۔ ہر رکعت میں سورۃ الفاتحہ کے بعد سورۃ الاخلاص پڑھنی چاہئے۔

فضیلت: بعد سلام ستر مرتبہ استغفار پڑھے۔ انشاء اللہ تعالیٰ اس نفل نماز اور شب قدر کی برکت سے باری تعالیٰ اس کی بخشش فرمائے گا۔

۳۔ ماہ رمضان کی اکیسویں تاریخ کو بعد نماز عشاء و تراویح اکیس مرتبہ سورۃ القدر پڑھنا بھی بہت افضل ہے۔

دوسری شب قدر.....تیسیسویں شب

۱۔ ماہ رمضان المبارک کی تیسیسویں شب کو بعد نماز عشاء و تراویح چار رکعت نفل نماز دو سلام سے پڑھنے ہر رکعت میں سورۃ الفاتحہ کے بعد سورۃ الاخلاص تین مرتبہ پڑھنی ہے۔

فضیلت: بعد سلام ستر مرتبہ درود شریف پڑھنے، مغفرت گناہ کیلئے یہ نماز بہت ہی

نہیں کوئی معبود سوائے اس کے کہ وہ ہمیشہ سے زندہ ہے اور زندہ رہے گا۔ اس کی طرف رجوع کرتا ہوں۔ عبد ظالم - کوئی نفع اور نقصان کا مالک نہیں اور موت اور نہ زندگی کا اور نہ اٹھائے جانے کا۔

۵: اس ماہ کی نماز عشاء و تراویح کے بعد روزانہ تین مرتبہ کلمہ طیب پڑھنے کی بہت

فضیلت ہے۔ پہلی مرتبہ پڑھنے سے گناہوں کی مغفرت ہوگی۔ دوسرا مرتبہ پڑھنے سے دوزخ سے نجات ہوگی۔ تیسرا مرتبہ پڑھنے سے جنت کا مستحق قرار پائے گا۔

۶: ماہ رمضان المبارک کی کسی شب میں بعد نماز عشاء و تراویح سات مرتبہ سورۃ القدر پڑھنا افضل ہے۔ باری تعالیٰ اس کو پڑھنے والے کو ہر مصیبت سے انشاء اللہ العزیز نجات دے گا۔

فضیلت شب قدر

شب قدر کی عبادت ستر ہزار شب کی عبادتوں سے افضل ہے۔ حضور اکرم ارشاد فرماتے ہیں کہ میری امت مسلمہ میں سے جو مرد یا عورت یہ خواہش کرے کہ میری قبرنور کی روشنی سے منور ہو تو اسے چاہئے کہ ماہ رمضان کی شب قدروں میں کثرت سے عبادات الہی بجالائے تاکہ ان مبارک اور متبرک راتوں کی عبادت سے باری تعالیٰ اس کے نامہ اعمال سے برائیاں مٹا کر نیکیوں کا ثواب عطا فرمائے۔

پہلی شب قدر.....اکیسویں شب

فضیلت: بعد سلام ستر مرتبہ استغفار پڑھے۔ نفل نماز بخشش گناہ کیلئے نہایت افضل ہے۔

۳: پچیسویں شب قدر کو بعد نماز عشاء و تراویح دور رکعت نفل نماز پڑھے ہر رکعت میں سورۃ الفاتحہ کے بعد سورۃ القدر ایک مرتبہ اور سورۃ الاخلاص ایک مرتبہ پڑھنی ہے۔

فضیلت: بعد سلام ستر مرتبہ کلمہ شہادت پڑھنا ہے۔ نفل نماز عذاب قبر سے نجات کیلئے افضل ترین ہے۔

۴۔ پچیسویں شب قدر کو بعد نماز عشاء و تراویح سات مرتبہ سورۃ الدخان پڑھنا افضل ہے۔ باری تعالیٰ اس سورۃ کے پڑھنے والے کو انشاء اللہ العزیز عذاب قبر سے محفوظ رکھے گا۔

۵: پچیسویں شب قدر کو بعد نماز عشاء و تراویح سات مرتبہ سورۃ الحج کا پڑھنا ہر مراد کے لئے افضل ترین عمل ہے۔

چوتھی شب قدر.....ستائیسویں شب

ماہ رمضان المبارک کی ستائیسویں شب قدر کی بڑی فضیلت ہے۔ اس میں رات بھر جاگ کر عبادت میں مشغول رہے نوافل نماز اور قرآن شریف کے پڑھنے اور درود شریف کثرت سے پڑھنے میں اپنے آپ کو مشغول رکھیں۔ اس رات کی عبادت کا ثواب شماری ہی نہیں۔

افضل ہے۔

۲۔ تیسرویں شب قدر کو بعد نماز عشاء و تراویح آٹھ رکعت نفل نماز چار سلام سے پڑھنی ہے۔ ہر رکعت میں سورۃ الفاتحہ کے بعد سورۃ القدر ایک مرتبہ اور سورۃ الاخلاص ایک مرتبہ پڑھنی ہے۔

فضیلت: بعد سلام کے ستر مرتبہ کلمہ تجدید پڑھے اور اللہ تبارک و تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی بخشش مانگے، اللہ تعالیٰ اس کے گناہ معاف فرمائے کہ اس کی مغفرت فرمائے گا۔

۳۔ تیسرویں شب قدر کو بعد نماز عشاء و تراویح ایک مرتبہ سورۃ یسوس اور سورۃ رحمٰن کا ایک مرتبہ پڑھنا بے حد افضل ہے۔

تیسرا شب قدر.....پچیسویں شب

۱۔ ماہ رمضان المبارک کی پچیسویں تاریخ کی شب قدر کو بعد نماز عشاء و تراویح چار رکعت نفل نماز دو سلام سے پڑھئے۔ ہر رکعت میں سورۃ الفاتحہ کے بعد سورۃ القدر ایک مرتبہ اور پانچ مرتبہ سورۃ الاخلاص پڑھنی ہے۔

فضیلت: بعد سلام کلمہ طیب ایک سو مرتبہ پڑھنا ہے۔ بارگاہ رب العزت سے انشاء اللہ بے شمار عبادات کا ثواب ملے گا۔

۲۔ پچیسویں شب قدر کو بعد نماز عشاء و تراویح چار رکعت نفل نماز دو سلام سے پڑھئے، ہر رکعت میں سورۃ الفاتحہ کے بعد سورۃ القدر تین مرتبہ اور سورۃ الاخلاص تین مرتبہ پڑھنی ہے۔

فضیلت: بعد سلام ستر مرتبہ یہ تسبیح استغفار پڑھے:

أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ الْعَظِيمَ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَقُّ الْقَيُّومُ وَأَتُوْبُ إِلَيْهِ۔

انشاء اللہ العزیز اس نفل نماز کو پڑھنے والا اپنے مصلے سے اٹھنے بھی نہ پائے گا کہ باری تعالیٰ عزوجل اس کے اور اس کے والدین کے گناہ معاف فرمائے مگر مغفرت عطا فرمائے گا۔ مغفرت کیلئے یہ نماز افضل ہے۔

۵۔ ستائیسویں شب قدر کو بعد نماز عشاء و تراویح دور رکعت نفل نماز پڑھے۔ ہر رکعت

میں سورہ فاتحہ کے بعد سورہ المشرح ایک مرتبہ اور سورہ اخلاص تین مرتبہ پڑھنی ہے۔

۶۔ محبوب یزدانی حضرت سید اشرف جہانگیر سمنانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، دو رکعت نماز کی دونوں رکعتوں میں فاتحہ کے بعد تین بار اخلاص پڑھے، سلام کے بعد یہ دعا پڑھے، سبحان اللہ و الحمد للہ و لا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ سبحانکَ یا عظیمُ یا عظیمَ اغْفِرْ لِی الدُّنْوِ الْعَظِيمِ

فضیلت: بعد سلام ستائیس مرتبہ سورہ قدر پڑھے، یہ نماز بے شمار عبادات کے ثواب کیلئے افضل ہے۔ (۲۶)

۷۔ ستائیسویں شب کو بعد نماز عشاء و تراویح چار رکعت نفل نماز پڑھے، ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سورہ القدر تین مرتبہ سورہ الاخلاص پچاس مرتبہ پڑھنی ہے۔

فضیلت: بعد سلام سجدہ میں ایک مرتبہ یہ کلمات پڑھے:-

سُبْخَنَ اللَّهُ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ ط

۱۔ ستائیسویں شب قدر کو بعد نماز عشاء و تراویح بارہ رکعت نفل نماز تین سلام سے پڑھیں۔ ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سورہ قدر ایک مرتبہ اور سورہ اخلاص پندرہ مرتبہ پڑھنی ہے۔

فضیلت: بعد سلام ستر مرتبہ استغفار پڑھیں۔ اللہ تعالیٰ اس نفل نماز پڑھنے والے کو انشاء اللہ العزیز انبياء عليهم السلام کی عبادت کا ثواب دے گا۔

۲۔ ستائیسویں شب قدر کو بعد نماز عشاء و تراویح دور رکعت نفل نماز پڑھے ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سورہ قدر تین مرتبہ اور سورہ اخلاص پانچ مرتبہ پڑھنی ہے۔

فضیلت: بعد سلام کے سورہ اخلاص ستائیس مرتبہ پڑھ کر اپنے گناہوں کی مغفرت مانگنے انشاء اللہ العزیز اس کے تمام پچھلے گناہ اللہ تعالیٰ معاف فرمادے گا۔

۳۔ ستائیسویں شب قدر کو بعد نماز عشاء و تراویح چار رکعت نفل نماز دو سلام سے پڑھنی ہے۔ ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سورہ التکاثر ایک مرتبہ اور سورہ اخلاص تین مرتبہ پڑھنی ہے۔

فضیلت: باری تعالیٰ اس نفل نماز پڑھنے والے پر سے موت کی سختی آسان کرے گا۔ انشاء اللہ العزیز اس پر سے عذاب قبر بھی معاف ہو جائے گا۔

۴۔ ستائیسویں شب قدر کو بعد نماز عشاء و تراویح دور رکعت نفل نماز پڑھے۔ ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سورہ اخلاص سات مرتبہ پڑھنی ہے۔

اس کے بعد جو حاجت دنیاوی یاد ہی مانگے انشاء اللہ تعالیٰ بارگاہ الہی میں قبول ہوگی۔
۸: ستائیسویں شب قدر کو بعد نماز عشاء و تراویح سورہ حم پڑھے۔ یہ عذاب قبر سے
نجات اور مغفرت گناہ کیلئے افضل ہے۔

۹: ستائیسویں شب قدر کو بعد نماز عشاء و تراویح سات مرتبہ سورۃ الملک کا پڑھنا
مغفرت گناہ کیلئے نہایت افضل ہے۔

۱۰: ستائیسویں شب قدر کو اس دعا کو کثرت سے پڑھیں۔
اللَّهُمَّ إِنَّكَ عَفْوٌ كَرِيمٌ ثَبِّحْ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِيْ يَا غَفُورُ يَا غَفُورُ يَا
غَفُورُ يَا كَرِيمُ۔

پانچویں شب قدر.....انتیسویں شب

۱۔ انتیسویں شب قدر کو بعد نماز عشاء و تراویح چار رکعت نفل نماز دو سلام سے پڑھنی
ہے ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سورہ القدر اور سورہ اخلاص تین مرتبہ پڑھنی ہے۔

فضیلت: بعد سلام کے ستر مرتبہ سورۃ المشرح پڑھے۔ نفل نماز کامل ایمان کیلئے
افضل ہے۔ انشاء اللہ اس کے پڑھنے والے کو دنیا سے مکمل ایمان کے ساتھ اٹھایا جائے گا۔

۲۔ انتیسویں شب قدر کو بعد نماز عشاء و تراویح چار رکعت نفل دو سلام سے پڑھے۔
ہر رکعت میں سورہ الفاتحہ کے بعد سورہ القدر ایک مرتبہ اور سورہ اخلاص پانچ مرتبہ
پڑھنی ہے۔

فضیلت: بعد سلام کے ایک سو مرتبہ درود شریف پڑھنا ہے، انشاء اللہ العزیز اس
کے پڑھنے والے کو باری تعالیٰ بخشنش گناہ اور مغفرت عطا کرے گا۔

۳۔ انتیسویں شب قدر کو سات مرتبہ سورۃ الواقعہ پڑھے یہ ترقی رزق کیلئے افضل ہے۔

نوٹ: ہر شب قدر میں صلوٰۃ لشیع ضرور پڑھی جائے۔

اول عشرہ رمضان المبارک میں پڑھنے کی دعا:

اللَّهُمَّ ازْحَمْنِي بِرَحْمَتِكَ يَا أَزْحَمَ الرَّحْمَنَ ۝
(ترجمہ) اے اللہ! مجھ پر رحم فرم اپنی رحمت کے ساتھ سب سے
بڑھ کر رحم فرمانے والے۔

دوسرے عشرے کی دعا:

اللَّهُمَّ اغْفِرْلِي ذُنُوبِي يَا رَبَ الْعَلَمِينَ ۝
(ترجمہ) اے اللہ! مجھے بخش دے اے سب جہانوں کے
مالک۔

تیسرا عشرہ کی دعا:

اللَّهُمَّ قِنِي مَنَ النَّارِ وَأَذْلِنِي الْجَنَّةَ يَا رَبَ الْعَالَمِينَ ۝
(ترجمہ) اے اللہ! مجھے بچالے دوزخ کی آگ سے اور داخل فرما
جنت میں اے رب العالمین۔

چاندرات کی دعا:

رمضان المبارک کا چاند دیکھ کر ۱۳۳ مرتبہ یہ دعا پڑھیں:

44

فرمائے گا۔

روزے کے اہم مسائل

- جس طرح مال کی زکوٰۃ ہوتی ہے اسی طرح جسم کی زکوٰۃ روزہ ہے۔
 انسانی جسم کے پانچ اعضاء ایسے ہیں جن کے ذریعے کوئی چیز ٹھوس یا مائع بدن
 کے اندر داخل ہو تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔
- ۱: منہ یعنی حلق کے ذریعے سے کوئی چیز اندر داخل ہو جائے تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔
- ۲: ناک کے ذریعے سے کوئی چیز اندر چلی جائے تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔
- ۳: کان کے ذریعے سے کوئی چیز اندر چلی جائے تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔
- ۴: پیشاب کے مقام سے کوئی چیز اندر داخل ہو جائے تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔
 (اس میں مرد کا استثناء ہے)
- ۵: پاخانے کے مقام سے کوئی چیز اندر داخل ہو تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔
- مسئلہ:** اگر کسی نے جان بوجھ کر روزہ توڑا تو اس کا کفارہ یہ ہے کہ سماں ہر روزے مسلسل
 رکھے جائیں جبکہ ایک روزہ اس کی قضاۓ کا اس طرح ٹوٹل ۲۱ روزے رکھے جائیں
 گے۔ **مسئلہ:** روزہ ٹوٹنے یا توڑنے کی صورت میں بھی پورا دن روزے کی طرح
 گزارتے ہوئے رمضان کا احترام کرنا چاہئے۔ **مسئلہ:** ایسی بیماری ہے کہ روزہ توڑنا
 ضروری ہے تو ایسی صورت میں صحیت یا ب ہونے کے بعد وہ ایک روزہ رکھ کر صرف
 قضاۓ کرے گا۔ **مسئلہ:** ایک شخص کلی کر رہا ہے کلی کرتے کرتے عادت کے مطابق غرغہ

ذلک فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ طَوَّالُهُ دُوَّالُهُ الْفَضْلِ الْعَظِيمِ (سورة

البُّجْدَ / ۲۲)

(ترجمہ) یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے دے اور اللہ بڑے فضل والا
 ہے۔

نوٹ: یہ دعا پڑھ کر اپنے ہاتھوں پردم کر کے چہرے پرھیر لیں اور ساتھ ہی پانی پردم
 کر کے پی لیں۔ (متذکرہ نوافل اور دعائیں متعدد فضائل اعمال کی کتب سے مانوڑ ہیں)

جمعة الوداع

۱۔ ماہ رمضان المبارک کے آخری جمعہ کو بعد نماز جمعہ دور کعت نفل نماز پڑھے، پہلی
 رکعت میں سورہ الفاتحہ کے بعد سورہ الززل ایک مرتبہ اور سورہ اخلاص دس مرتبہ،
 دوسری رکعت میں سورہ الفاتحہ کے بعد سورہ الکافرون تین مرتبہ پڑھنی ہے۔ بعد
 سلام دس مرتبہ درود پڑھئے۔

۲۔ ماہ رمضان المبارک کے آخری جمعہ کو بعد نماز جمعہ دور کعت نفل نماز پڑھے۔ پہلی
 رکعت میں سورہ الفاتحہ کے بعد سورہ التکاثر ایک مرتبہ اور سورہ الاخلاص دس مرتبہ،
 دوسری رکعت میں سورہ الفاتحہ کے بعد آیت الکرسی تین مرتبہ اور سورہ الاخلاص پچھیں
 مرتبہ پڑھنی ہے۔

فضیلت: بعد سلام دس مرتبہ درود شریف پڑھنا ہے اس نماز کے بے شمار فضائل ہیں
 اس کے پڑھنے والے کو باری تعالیٰ قیامت تک بے انہتاً عبادت کا ثواب عطا

پانی چڑھایا وضو میں ناک میں پانی چڑھایا چڑھانے میں پانی حلق کے نیچے یاد ماغ میں پہنچ گیا دونوں حالتوں میں روزہ ٹوٹ جائے گا دماغ میں پانی پہنچنے کی علامت یہ ہے کہ ایک تلخی دماغ میں محسوس ہوتی ہے جس سے معلوم ہو جاتا ہے کہ پانی دماغ میں پہنچ گیا ہے اس طرح روزہ ٹوٹنے پر صرف ایک روزہ قضا کرنا ہوگا۔ مسئلہ: سوتے میں احتلام ہو گیا روزہ نہیں ٹوٹے گا خداخواستہ بد نگاہی سے احتلام ہو گیا بھی روزہ نہیں ٹوٹے گا۔ رات میں ناپاکی کی حالت میں ہے تو اسے چاہئے کہ سحری کرنے سے پہلے غسل کر لیجئے تاکہ غرغہ بھی صحیح ہو جائے اور ناک میں پانی بھی صحیح پہنچ جائے اور اگر سحری ختم ہونے کا وقت آگیا ہے اور ناپاکی کی حالت ہے تو فوری طور پر حلق کی جڑوں تک پانی پہنچانے کیلئے غرغہ کیجئے اور ناک کی نرم ہدی (یعنی بانسے) تک پانی پہنچا لیجئے پھر اختتام سحری کے بعد نماز فجر سے قبل غسل کر لیجئے۔ اہم مسئلہ: بعض افراد خصوصاً عورتیں اذان ہونے تک کھانے کا عمل سحری میں جاری رکھتے ہیں اس سے روزہ شروع ہی نہیں ہوتا۔ اختتام سحری سے چند منٹ قبل کھانے سے فارغ ہو جائیں۔ اذان روزہ بند کرنے کیلئے نہیں بلکہ نماز کیلئے ہوتی ہے اذان صحیح صادق کے بعد ہوتی ہے جبکہ سحری کا وقت صحیح صادق سے قبل ہے۔ مسئلہ: یہاں ضمنی ایک اہم مسئلہ سمجھ لیجئے کہ عام حالات (یعنی ماہ رمضان کے علاوہ کسی بھی مہینے میں یا رمضان ہی میں) روزے کے علاوہ نماز فجر ادا کرنے کیلئے ایسے وقت بیدار ہوئے کہ غسل فرض ہے اور نماز فجر قضا ہوا ہی چاہتی ہے تو فوری طور پر غسل اور وضو کے قائم مقام کے طور پر تمیم کریں گے، فجر ادا کریں گے پھر غسل کر کے طلوع آفتاب کے بعد نماز فجر کا اعادہ

کیا اور کچھ حلق سے نیچے پانی اتر گیا تو روزہ ٹوٹ جائے گا اگرچہ یہ کام جان بوجھ کر نہیں کیا اتفاقاً ہو گیا روزہ ٹوٹ جائے گا۔ یا صرف کلی کی اور نادانستہ طور پر چند قطرے حلق سے نیچے چلے گئے تو اس صورت میں بھی روزہ ٹوٹ جائے گا۔ مسئلہ: منه میں کوئی زخم ایسا آیا جس سے خون نکلا اور آپ کو غالب گمان ہے کہ خون کو نگل لیا گیا ہے تو ایسی صورت میں روزہ ٹوٹ جائے گا اور یہ ساری ٹوٹنے کی صورتیں ایسی ہیں کہ جن میں صرف ایک روزے کی قضاء لازم آئے گی کفارہ نہیں (اگرچہ خون دانتوں یا مسوڑوں سے نکلے) مسئلہ: پنے کے برابر کوئی چیز دانت میں پھنسی ہے یا منه میں رہ گئی اور اسے جان بوجھ کر نگل لیا تو ایسی صورت میں بھی روزہ ٹوٹ جائے گا۔ باریک کوئی چیز نگل گئے تو روزہ نہیں جائے گا۔ مسئلہ: ذرہ کتنا ہی چھوٹا ہوا سے منه سے باہر نکال کر پھر منه میں اگر ڈالا اور نگل لیا تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔ مسئلہ: اگر بتی کے دھوئیں کو جان بوجھ کر سانس کے ذریعے اندر کھینچا اور وہ حلق میں چلا گیا تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔ مسئلہ: راستے میں سے گزر ہاتھا گاڑی وغیرہ کا دھواں نادانستہ طور پر حلق میں چلا گیا اس سے روزہ نہیں ٹوٹے گا جان بوجھ کر اگر کھینچے گا تو روزہ ٹوٹ جائے گا یہی حکم کھانے پکانے والوں کا بھی ہے روزے کی حالت میں لو班 اور اگر بتی جلانے سے پرہیز کریں۔ بعض بھکاری لو班 جلا کر بھیک مانگتے ہیں ان سے بچنا چاہئے۔ مسئلہ: عطر لگانے سے روزہ نہیں ٹوٹے گا کیوں کہ عطر کے سوگھنے سے اس کے کوئی اجزا پیٹ میں نہیں پہنچتے۔ مسئلہ: ایک شخص نہار ہاہے نہانے کے دوران ناک میں

روزے کی قسمیں:

فرض روزے کی دو قسمیں ہیں: (۱) فرض معین (۲) فرض غیر معین
 واجب روزے کی دو قسمیں ہیں: (۱) واجب معین (۲) واجب غیر معین
 رمضان کے روزے فرض معین ہیں ان کی قضا غیر معین ہے اگر کسی نے یہ کہا کہ
 میرا فلاں کام ہو گیا تو پیر کے دن روزہ رکھوں گا یہ واجب معین ہے۔ اگر کسی نے یہ کہا
 کہ میرا یہ کام ہو گیا تو میں تین روزے رکھوں گا یہ واجب غیر معین ہے
مسئلہ: ذی الحجہ کی دس، گیارہ، بارہ، تیرہ تاریخ اور ایک عید الفطر کے دن یہ پانچ روزے رکھنا حرام ہیں۔ مسئلہ: جھوٹ، غیبت، چغی، گالی دینا، بیہودہ بتیں کرنا، کسی کو تکلیف دینا یہ چیزیں ویسے بھی ناجائز و حرام ہیں اور روزہ میں اور زیادہ حرام اور ان کی وجہ سے روزہ بھی مکروہ ہوتا ہے۔ مسئلہ: روزہ دار کو بلا عندر کسی چیز کا چکھنا یا چبانا مکروہ ہے چکھنے کیلئے عندر یہ ہے کہ مثلاً شوہر یا آقابد مزانج ہے نمک کم و بیش ہو گا تو اس کی ناراضگی کا باعث ہو گا تو اس وجہ سے چکھنے میں حرج نہیں چبانے کیلئے عندر ہے کہ اتنا چھوٹا بچہ ہے کہ روٹی نہیں کھا سکتا اور کوئی نرم غذائیں جو اسے کھلانی جائے نہ اور کوئی ایسا ہے جو اسے چاکر دے دے تو بچہ کو کھلانے کیلئے روٹی وغیرہ چبانا مکروہ نہیں۔ چکھنے کے معنی وہ نہیں جو آج کل بولا جاتا ہے کہ کسی چیز کا مزہ معلوم کرنے کیلئے اس میں سے تھوڑا کھایا جائے کہ ایسے چکھنے سے مکروہ ہونا کیسا روزہ ہی جاتا رہے گا بلکہ اگر کفارہ کے شرائط پائے جائیں تو کفارہ بھی لازم ہو گا بلکہ چکھنے سے مراد یہ ہے

کریں گے۔ **مسئلہ: قبض کی صورت میں مریض روزہ دار ہے تو مقدم (یعنی پاخانے کے مقام) سے اندر دو اور غیرہ ڈالی جاتی ہے جسے انیمیا لینا کہتے ہیں، اس عمل کے نتیجے میں قبض ختم ہو جاتا ہے لیکن روزہ ٹوٹ جائے گا۔ مسئلہ: روزہ دار نے پاخانہ کرنے کے بعد اس طرح صفائی کی کہ پانی کی تری اندر پہنچنے کا احساس ہوا یا مقدم کو اس قدر دبایا کہ اندر کا مقام باہر آگیا اور پھر پانی اس کے ذریعے اندر چلا گیا ہر دو صورت میں روزہ ٹوٹ جائے گا۔ **مسئلہ: تحوک یا بلغم نگل لیا تو روزہ نہیں ٹوٹے گا** مگر منہ میں تحوک یا بلغم جمع کر کے بار بار نگلنے مکروہ عمل ہے۔ **مسئلہ: عام طور پر مشہور ہے کہ منہ بھرتے (یعنی متلی) ہو گئی تو روزہ ٹوٹ جائے گا یہ قول ٹھیک نہیں، الٹی یا قے کی دو صورتوں میں روزہ ٹوٹے گا۔ اول یہ کہ حلق میں انگلی ڈال کر جان بوجھ کر الٹی کی جائے۔ دوم یہ کہ الٹی تو نادانستہ ہوئی مگر غذا کے اجزا جو کچھ منہ میں آگئے وہ جان بوجھ کر نگل لیے، جبکہ اجزا پنچے کے برابر ہوں۔** **مسئلہ: روزے کافدیہ اور صدقۃ فطر کی مقدار ایک ہی ہے۔ ایک ہی مستحق کو تمام اہل خانہ کا صدقۃ فطرانہ اور روزوں کافدیہ دیا جاسکتا ہے۔** فدریہ، فطرانہ اور کوڑا صلح العقیدہ سنی مسلمان ہی کو دیا جائے۔ **مسئلہ: ماں باپ اگر بہت زیادہ ضعیف ہیں کہ ان میں روزہ رکھنے کی طاقت نہیں اور نہ ہی آئندہ طاقت آنے کی امید ہے تو ان کی اجازت ان کی نیت شامل کر کے اولاد ان کی طرف سے فدریہ دے سکتی ہے۔ پھر اگر طاقت آگئی تو ان کو سارے روزے قضا کرنے ہوں گے۔****

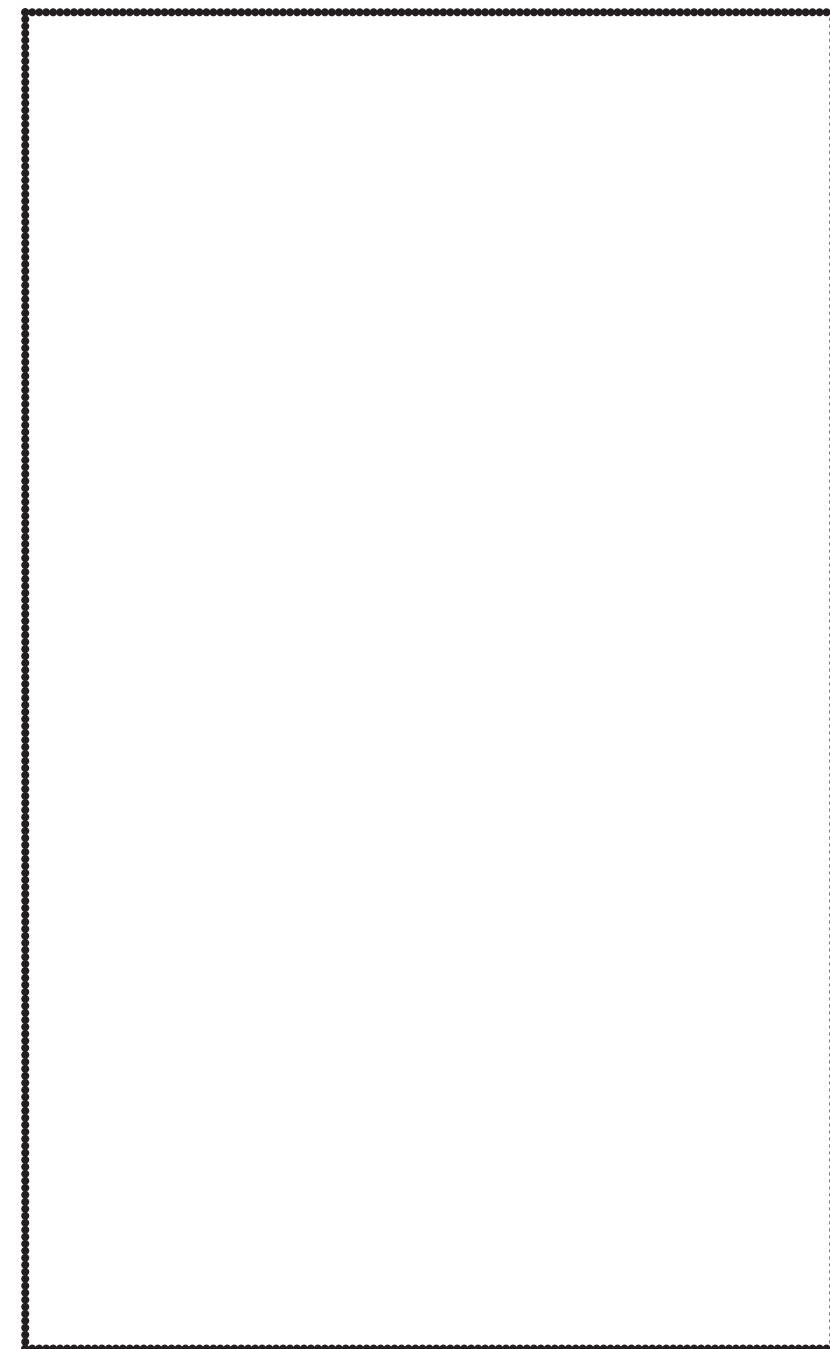
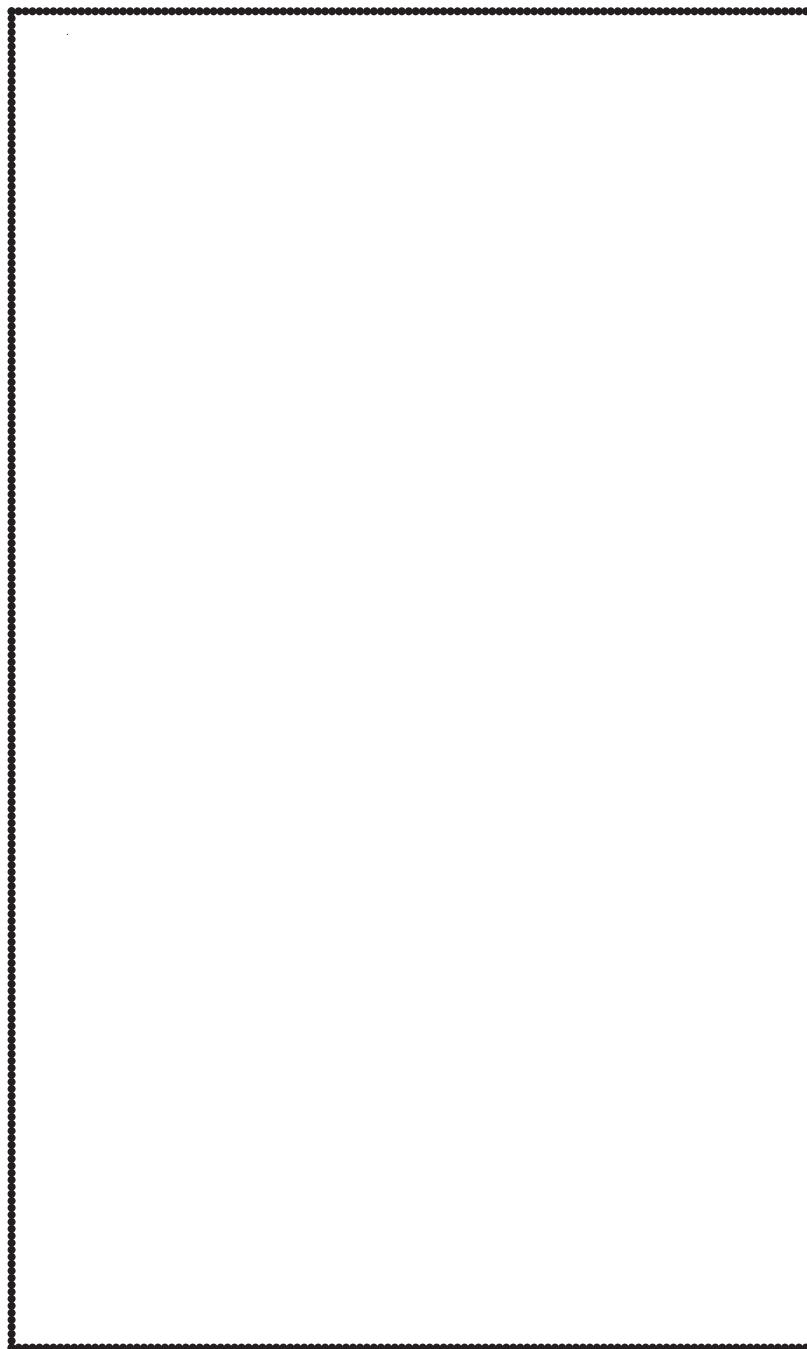
شخص رات میں اٹھ کر اہتمام سے کھانا کھاتا ہے؟ مسئلہ: اگر کان میں پانی ڈالا جائے تو روزہ نہیں ٹوٹے گا مثلاً آپ نہار ہے تھے نہانے میں اگر کان میں پانی آپ نے خود ڈالا یا نادانستہ طور پر چلا گیا، دونوں صورتوں میں روزہ نہیں ٹوٹے گا۔

مسئلہ: حضرت علامہ مفتی جلال الدین امجدی علیہ الرحمہ روزہ میں انجکشن لگانے کے حوالے سے تحقیق کرتے ہوئے فرماتے ہیں "تحقیق یہ ہے کہ انجکشن سے روزہ نہیں ٹوٹا چاہے رُگ میں لگایا جائے چاہے گوشت میں۔ (فتاویٰ فیض الرسول، ج ۱، ص ۵۱۶، مطبوعہ شیربرادرز، لاہور) **مسئلہ:** نفاس کی مدت چالیس دن نہیں جیسا کے عورتوں میں مشہور ہے بچے کی ولادت کے ایک ہفتے بعد عورت مطمئن ہو گئی کہ خون بند ہو گیا ہے اس کے بعد روزے بھی رکھے اور نمازیں بھی پڑھے اگر بیس کے بعد مطمئن ہو جائے کہ اب خون نہیں آ رہا تو وہ بیس دن کے بعد غسل کر کے نمازیں بھی پڑھے اور روزے بھی رکھے۔ **مسئلہ:** فدیہ کی مقدار سو اوس دس سو روپے کی قیمت ہے اس زمانے میں جو دو کلو اور کچھ اوپر بنتا ہے آپ ایک روزے کا فدیہ دو کلو اور دو سو گرام آٹا یا اس کی قیمت دے دیں یا ایک روزے کا فدیہ ہے۔ عام طور پر کراچی شہر میں گندم کا آٹا استعمال ہوتا ہے وہ سولہ تا اٹھارہ روپے فی کلو دستیاب ہے اس شرح سے فدیہ کی رقم ۳۶ یا ۴۰ روپے بنتی ہے۔ بہتر ہے کہ ۳۰ روپے دے دیے جائیں **مسئلہ:** شدید بیمار جو روزے رکھنے کی طاقت نہیں رکھتا کہ بیماری بڑھ جانے کا اندیشہ ہو تو روزہ چھوڑ دینے کی رعایت ہے مگر فدیہ دیں گے اور نیت یہ رکھیں گے کہ

کہ زبان پر رکھ کر مزہ پہچان لیں اور اسے تحوک دیں اس میں سے حلق میں کچھ نہ جانے پائے ورنہ روزہ ٹوٹ جائے گا۔ **مسئلہ:** کوئی چیز خریدی اور اس کا چکھنا ضروری ہے کہ نہ چکھنے کی صورت میں نقصان کا اندر یشہ ہے تو چکھ سکتا ہے۔ روزہ نہیں ٹوٹے گا **مسئلہ:** منہ میں تحوک اکٹھا کر کے نگل جانا بغیر روزہ کے بھی درست نہیں اور روزے کی حالت میں ایسا کرنا مکروہ ہے۔ **مسئلہ:** ایک آدمی دن بھر روزہ رکھنے کے بعد یہ سمجھ کر جتنی تکلیف زیادہ ہو گئی ثواب اس قدر ملے گا تو وہ افطار کے وقت نہ افطار کرے اور نہ سحری کے وقت سحری کرے اور جان بوجھ کر دوسرے دن بھی روزہ رکھ لے تو اس کو علماء نے مکروہ تنزیہ لکھا ہے۔

نیت کا وقت:

مسئلہ: ایک آدمی اگر رات میں یہ نیت کر لے کہ میں صحیح روزہ رکھوں گا اس نے سحری نہیں کی اس کی نیت ہو گئی۔ **مسئلہ:** ایک شخص سو گیا اس نے سحری نہیں کی اس کی آنکھ صحیح دس بجے کھلی اب وہ نیت کر لے تو روزہ ہو جائے گا۔ **مسئلہ:** نیت دل کے ارادے کا نام ہے زبان سے کہہ لینا بہتر ہے ایک شخص رات کو روزے کی نیت کر کے سو گیا وہ سحری کے وقت نہ اٹھا اور صحیح دس بجے آنکھ کھلی تواب نیت بھی کرنے کی ضرورت نہیں کیوں کہ رات کو وہ نیت کر کے سویا تھا اس کا روزہ ہو گیا۔ **مسئلہ:** سحری کرنا بھی روزے کی نیت ہی ہے یوں کہ سحری روزے کیلئے ہی کی جاتی ہے کیا کوئی



آیت مبارکہ:

وَسَيِّجَنَّهَا الْأَنْقَىٰ۝ أَلَّذِي يُوتَى مَالَهَيْشَرَ کِی (۳۹۰)

(ترجمہ) اور بہت اس سے (یعنی بھرتی آگ سے) دور رکھا
جائے گا جو سب سے بڑا پر ہیز گار جو اپنا مال دیتا ہے کہ سترہ ہو۔
(کنز الایمان)

سورۃ اللیل کی جملہ آیات سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، اور امیہ بن خلف
کے حق میں نازل ہوئیں۔ حضرت ابو بکر کو اتفاقی اجنبہ امیہ کو "اتفاقی" قرار دیا گیا ہے۔
حضرت ابو بکر نے اپنا مال امیہ کو دیکھا اس کی ملک سے حضرت بلاں کو خرید کر آزاد کیا۔
(۵۰)

آیت مبارکہ:

وَأَقِيمُوا الصَّلٰوةَ وَأَتُو الْزَكٰوةَ وَأَفْرِضُوا اللّٰهَ قُرًاضًا حَسْنَاتٍ وَمَا تَقْدِمُوا
لَا نَفْسٌ کُمْ مِنْ خَيْرٍ تَجِدُهُ عِنْدَ اللّٰہِ هُوَ خَيْرٌ وَأَعْظَمُ أَجْرًا وَأَسْتَغْفِرُو
اللّٰہُ عَلَیْهِ غَفُورٌ حَمِیمٌ (۵۱)

(ترجمہ) اور نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دو اور اللہ کو اچھا قرض دو اور اپنے
لئے جو بھلائی آگے بھیجو گے اسے اللہ کے پاس بہتر اور بڑے ثواب
کی (صورت) پاؤ گے اور اللہ سے بخشنش مانگو بے شک اللہ بخشنے والا
مہربان ہے۔ (کنز الایمان)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے تفسیر میں فرمایا کہ قرض سے مراد زکوٰۃ

دعا کرے۔ بخاری و مسلم میں حضور اکرم علیہ السلام میں اسی دعا میں
کے حق میں دعا فرماتے۔ جیسا حضرت عبد اللہ بن ابی اوی کے والد کیلئے دعا فرمائی تھی،
”اللّٰہُمَّ صَلِّ عَلٰی أَلٰلِ ابْنِ اُوْفٰی“ (بخاری ۲۰۳: مسلم ۳۲۶:)

(ترجمہ) اے ایمان والوں اللہ کی راہ میں ہمارے دیے میں سے خرچ کرو وہ دن آنے سے پہلے جس میں نہ خرید و فروخت ہے نہ کافروں کیلئے دوستی اور نہ شفاعت اور کافر خود ہی ظالم ہیں۔ (کنز الایمان)

آیت مبارکہ:

وَالَّذِينَ يُكْنِزُونَ الْذَّهَبَ وَالْفَضَّةَ وَلَا يُنْفَقُو نَهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ لَا
فَبَشِّرُهُمْ بِعَذَابٍ أَلِيمٍ ۝ يَوْمَ يُخْمَى عَلَيْهَا فِي نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكَوَى بِهَا
جِبَاهُهُمْ وَجَنُوبُهُمْ وَظَهُورُهُمْ طَهْدًا مَا كَنَرْ ثُمَّ لَا تَنْفِسُكُمْ فَلَذُقُوا مَا
كُنْتُمْ تَكْنِزُونَ ۝ (۵۵) ۝

(ترجمہ) اور وہ کہ جوڑ کر کھتے ہیں سونا اور چاندی اور اسے اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے انہیں خوش خبری سناؤ دردناک عذاب کی جس دن وہ تپایا جائے گا جہنم کی آگ میں پھر اس سے داغیں گے ان کی پیشانیاں اور کروٹیں اور پیٹھیں یہ ہے وہ جو تم نے اپنے لئے جوڑ کر کھاتھا بچکھومزا اس جوڑ نے کا۔ (کنز الایمان)

آیت مبارکہ:

وَلَا يُحِسِّنُ الَّذِينَ يَبْخَلُونَ بِمَا أَنْهَمُ اللَّهُ مِنْ فَصْلِهِ هُوَ خَيْرُ الْهُمَ طَبَلَ
هُوَ شَرُّ لَهُمْ طَ سَيِطَرَ قُوَّنَ مَا بَخَلُوا بِهِ يَوْمَ الْقِيَمَةِ طَ وَلَلَّهِ مِيرَاثُ
السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ طَوَ اللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَيْرٌ ۝ (۵۶) ۝

کے سواراہ خدا میں خرچ کرنا ہے صلہ رحمی میں اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس سے تمام صدقات مراد ہیں جنہیں اچھی طرح مال حلال سے خوشدنی کے ساتھ راہ خدا میں خرچ کیا جائے۔ (۵۲)

زکوٰۃ نہ دینے والوں کیلئے حکم

آیت مبارکہ:

يَأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذْلِكُمْ أَمْوَالُكُمْ وَلَا أَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ جَوَّ وَمَنْ
يَفْعُلْ ذَلِكَ فَأُولَئِكَ هُمُ الْخَسِرُونَ ۝ وَأَنْفَقُوا مِنْ مَآرِزَ قُنْكُمْ مِنْ
قَبْلِ أَنْ يَأْتِيَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتَ فَيَقُولُ رَبِّ لَوْلَا آتَيْتَنِي إِلَى أَجَلِ قَرِيبٍ
فَأَصَدَّقَ وَأَكْنَ مِنَ الصَّلِحَيْنَ ۝ (۵۳)

(ترجمہ) اے ایمان والو! تمہارے مال نہ تمہاری اولاد کوئی چیز تمہیں اللہ کے ذکر سے غافل نہ کرے اور جو ایسا کرے تو وہی لوگ نقصان میں ہیں، اور ہمارے دیے میں سے کچھ ہماری راہ میں خرچ کر وقبل اس کے کہ تم میں کسی کوموت آئے۔ پھر کہنے لگے اے میرے رب تو نے مجھے تھوڑی مدت تک مہلت کیوں نہ دی کہ میں صدقہ دیتا اور نیکوں میں ہوتا۔ (کنز الایمان)

آیت مبارکہ:

يَأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَنْفَقُوا مِنْ مَآرِزَ قُنْكُمْ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَأْتِيَ يَوْمَ لَآبِيعَ فِيهِ وَلَا
خَلَّةٌ وَلَا شَفَاعَةٌ طَ وَالْكُفَّارُ هُمُ الظَّلِمُونَ ۝ (۵۴)

حدیث مبارکہ:

رسول اکرم اکے کاشانہ اقدس میں ایک بکری ذبح ہوئی، پھر حضور انور اکسی جگہ تشریف لے گئے جب شام کے وقت واپس تشریف لائے تو دریافت فرمایا! بکری کے گوشت میں سے کچھ بچا ہے؟ اہل خانہ نے عرض کیا! کہ بکری کا ایک شانہ بچا ہے باقی اللہ کی راہ میں خرچ کر دیا، آپ اُنے فرمایا! اس طرح نہ کہو بلکہ یہ کہا کرو کہ جو اللہ کے نام پر خرچ کر دیا وہ نجی گیا ہے اور جو گھر میں بچا ہے وہ خرچ ہو گیا ہے۔“ (جامع الترمذی، ۵۲۵:۲)

حدیث مبارکہ:

حضرت بنی اکرم افرماتے ہیں:

”اے امت محمد! قسم ہے اس کی جس نے مجھے حق کے ساتھ بھیجا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ اس شخص کے صدقے کو قبول نہیں کرتا جس کے رشتہ دار اس کے سلوک کرنے کے محتاج ہوں۔ اور یہ غیروں کو دے۔ قسم ہے اس کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ اس کی طرف قیامت کے دن نظر نہ فرمائے گا۔

حدیث مبارکہ:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جناب ختم المرسلین انے فرمایا جو شخص اپنے مال و دولت سونے چاندی سے زکوٰۃ نہیں ادا کرتا قیامت کے دن اس کے پہلو اور پیٹھ کو جہنم کے گرم پتھروں سے داغا جائے گا۔ اس کا جسم وسیع

(ترجمہ) اور جو بخل کرتے ہیں اس چیز میں جو اللہ نے انہیں اپنے فضل سے دی ہرگز اسے اپنے لئے اچھانہ سمجھیں بلکہ وہ ان کیلئے برا ہے۔ غقریب وہ جس میں بخل کیا تھا قیامت کے دن ان کے لگے کا طوق ہوگا اور اللہ ہی وارث ہے آسمانوں اور زمین کا اور اللہ تمہارے کاموں سے خبردار ہے۔ (کنز الایمان)

حدیث مبارکہ:

آقائے دو جہاں سرورِ مرسلان اُنے فرمایا جو مال بر باد ہوتا ہے وہ زکوٰۃ نہ دینے سے بر باد ہوتا ہے اور فرمایا کہ زکوٰۃ دے کر اپنے مالوں کو قلعوں میں بند کر لو اور اپنے بیاروں کا علاج صدقہ سے کرو۔ اور بلا نازل ہونے پر دعا اور تضرع سے استعانت کرو۔ (بہار شریعت ۹:۵)

حدیث مبارکہ:

اللہ تعالیٰ نے چار چیزیں فرض کی ہیں جو ان میں سے تین ادا کرے وہ اسے کچھ کام نہ دیں گے۔ جب تک پوری چاروں کو نہ بجالائے وہ چار چیزیں یہ ہیں (۱) زکوٰۃ (۲) نماز (۳) روزہ (۴) حج۔ (مسند امام احمد، جلد ۵: ۲۲۶)

حدیث مبارکہ:

جو زکوٰۃ نہ دے اس کی نماز قبول نہیں۔ (مجموعہ کبیر لطبرانی، جلد ۹: ۲۰۰)

نے ان پر نہیں بلکہ انہوں نے خود اپنے آپ پر ظلم کیا ہے۔ (سل الہدی و الرشاد، ۸۱:۳)

زکوٰۃ نہ دینے والے کی نماز بھی قبول نہیں ہوتی

سیدنا حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

اموناباقامالصلوٰۃوایتاءالزکوٰۃمن لمیزک فلاصلوٰۃله (۵۹)

”ہمیں حکم دیا گیا کہ نماز پڑھیں اور زکوٰۃ دیں اور جو زکوٰۃ نہ دے اس کی نماز قبول نہیں۔“

حدیث مبارکہ:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم نے فرمایا جس کو اللہ تبارک و تعالیٰ مال دے اور وہ اس کی زکوٰۃ ادا نہ کرے تو قیامت کے بعد وہ مال گنج سانپ کی شکل میں کر دیا جائے گا جس کے سر پر دو بھتیاں ہو گی وہ سانپ اس کے گلے میں طوق بنا کر ڈال دیا جائے گا۔ پھر اس کی باچھیں پکڑے گا اور کہے گا میں تیرا مال ہوں میں تیرا خزانہ ہوں۔ (۶۰)

حدیث مبارکہ:

حضور نبی کریم افرماتے ہیں: دنیا میں جس مال کی زکوٰۃ ادا نہ کی گئی، قیامت کے روز وہ مال اڑ دھا بن کر منہ کھولے، اس کی طرف دوڑے آئے گا وہ بھاگے گا۔ یہ اس کے پیچھے دوڑے گا اور اس بندے کو کہا جائے گا کہ لے اپنا وہ خزانہ جو چھپا کھا تھا۔

کر دیا جائے گا جب اس کی حرارت میں کمی ہو گی تو اس کو بڑھا دیا جائے گا اس کیلئے دن پچھا سال کا طویل کر دیا جائے گا۔ آخر کار اس کا فیصلہ ہو کر دوزخ یا جنت کی راہ اختیار کرے گا۔ (صحیح مسلم شریف، اول: ۳۱۸)

حدیث مبارکہ:

رسول اللہ اکا ارشاد ہے: قیامت کے دن فقراء اغنسیا کی رسوائی کا باعث بنی گے جب وہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے حضور عرض کریں گے۔ اے ہمارے خالق انہوں نے ہمارے حقوق غصب کر کے ہم پر ظلم کیا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ فرمائے گا مجھے اپنے عزت و جلال کی قسم! آج میں تمہیں اپنے جوار حرجت میں جگہ دوں گا انہیں اپنی رحمت سے دور کھوں گا۔ (طبرانی اوسط، راوی حضرت انس ص)

پھر آپ نے یہ آیت پڑھی:

وَالَّذِينَ فِي أَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَعْلُومٌ ۝ لِلسَّائِلِ وَالْمَحْرُوفٌ ۝ (۵۸۰)

(ترجمہ) اور وہ جن کے مال میں ایک معلوم حق ہے اس کے لیے جو مانگے اور جو مانگ بھی نہ سکے تو محروم رہے۔ (کنز الایمان)

حدیث مبارکہ:

ختم المرسلین امعراج کی رات ایسے لوگوں کے قریب سے گزرے جن کے آگے پیچھے چیڑھرے لگے ہوئے تھے، وہ جانوروں کی طرح جہنم کی گرم نباتات اور کانٹے دار جھاڑیاں چر رہے تھے، آپ اے پوچھا اے جبرائیل! یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے عرض کیا یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے اموال سے زکوٰۃ ادا نہیں کرتے تھے۔ اللہ

زکوٰۃ ادا کرنے سے گھر کے بیماروں کو شفا حاصل ہوتی ہے اور مال بھی محفوظ رہتا ہے

حدیث مبارکہ:

نبی کریمؐ نے فرمایا:

اپنے مالوں کو مضبوط قلعوں میں کرو زکوٰۃ دے کر اور اپنے بیماروں کا علاج کرو
خیرات سے (۶۵)

تارک زکوٰۃ ملعون ہے

حدیث مبارکہ:

حضرت سیدنا علی المرتضیؑ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم، حضرت سیدنا جابر بن عبد اللہ
رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ، فرماتے ہیں:
”زکوٰۃ نہ دینے والا ملعون ہے۔“ (جامع الترمذی، اول: ۲۵۰)

حدیث مبارکہ:

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:
رسول اکرمؐ نے سود کھانے والے اور کھلانے والے اور اس پر گواہی دینے والے
اور اس کا غذ لکھنے والے اور زکوٰۃ نہ دینے والے سب کو قیامت کے دن ملعون بتایا۔

بندہ پوچھے گا تو کون ہے؟ کہے گا میں تیرا مال ہوں۔ جو چھوڑ مرا تھا۔ بندہ جب یہ
دیکھے گا کہ وہ اس کا پیچھا کیے ہی جا رہا ہے تو اپنا ہاتھ اس کے منہ میں دے دے گا۔
وہ چباۓ گا اس طرح جیسے کہ اونٹ چباتا ہے پھر اس کا سارا بدن چباڈا لے گا۔ (۶۱)

زکوٰۃ نہ دینے کا دنیا میں نقصان

حدیث مبارکہ:

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول
کریمؐ نے ارشاد فرمایا:

زکوٰۃ کا مال جس مال میں بھی ملے گا اسے تباہ کر دے گا۔ (۶۲)

حدیث مبارکہ:

حضرت سیدنا عمر فاروقؓ ص روایت کرتے ہیں کہ حضور سید عالمؑ فرماتے ہیں:
:

”خشکی اور تری میں جو مال ضائع ہوتا ہے وہ زکوٰۃ نہ دینے ہی سے تلف ہوتا
ہے۔“ (۶۳)

حدیث مبارکہ:

آقائے دو جہاں اکا ارشاد ہے:
”جس نے اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کر دی، بے شک اللہ تبارک و تعالیٰ نے اس
مال کا شراس سے دور کر دیا۔“ (۶۴)

دھیان کرتے ہیں۔ اگر ان پر فاقہ آیا تو ان کی توجہ تقسیم ہو جائے گی اگر میں ان میں سے ایک کا بھی دھیان اللہ تبارک و تعالیٰ کی جانب کر دوں تو میرے نزدیک ہزار فقرے جو دنیا کے طالب ہیں انہیں دینے سے بہتر ہے۔ کسی نے یہ بات حضرت جنید بغدادی علیہ الرحمۃ کو سنائی تو آپ علیہ الرحمۃ نے پسند فرمایا کہ یہ شخص اولیاء اللہ میں سے ایک ہے۔ مدت ہوئی اس جیسی بہترین بات میں نے نہیں سنی تھی۔ کچھ مدت کے بعد آپ کے پاس اس شخص کا ذکر کر کیا گیا کہ وہ اب تنگ دست ہے اور دکان چھوڑنے کا رادہ رکھتا ہے اس پر آپ نے مال بھیج کر کھلا بھیجا اسے مصرف میں لا کیں اور دکان نہ چھوڑیں تم جیسے لوگوں کو تجارت نقصان نہیں دیتی۔ یہ آدمی جس کا تذکرہ ہوا ہے وہ دکان دار تھا کہ صوفیاء اس سے جو کچھ خریدتے پہنچ لیتا تھا۔ (۶۸)

حضرت عبداللہ بن مبارک علیہ الرحمہ اہل علم کی خصوصی طور پر امداد کیا کرتے تھے ان سے عام صدقہ کرنے کیلئے کہا گیا۔ آپ نے فرمایا میں مقام نبوت کے بعد علماء کے درجے سے افضل کسی کا مرتبہ نہیں دیکھتا اگر اہل علم تنگ دست ہو گئے تو دینی خدمت نہیں ہو سکے گی جس کے نتیجے میں امور دینیہ میں نقش آجائے گا لہذا علمی خدمت کیلئے ان کو فارغ اور بے فکر کر دینا سب سے افضل ہے۔ (۶۹)

مصارفِ زکوٰۃ سے متعلق شرعی حکم:

حضرت شیخ الاسلام نواجہ محمد قمر الدین سیالوی علیہ الرحمۃ کا ایک مبارک فتویٰ:

ماقولکم رحمکم اللہ تعالیٰ

اس مسئلہ میں کہ زکوٰۃ و صدقات کی رقوم علوم دینیہ شرعیہ قرآن، تفسیر، حدیث و

(مسند امام احمد، ۱: ۲۵۶)

حدیث مبارکہ:

حضرت سیدنا ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہایت خوبصورت انداز میں روایت کرتے ہیں کہ، مجھ سے میرے جانی دوست یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، ”جو لوگ مال جمع کرتے ہیں وہ خبردار ہو جائیں کہ روز قیامت ایک چھٹمنی گرم پتھران کے سر پستان (یعنی سینوں) پر رکھیں گے، سینہ توڑ کر شانہ سے نکل جائے گا اور شانہ کی ہڈی پر رکھیں گے تو ہڈیاں توڑتا سینہ سے نکلے گا، پیٹھ کو توڑ کر کروٹ سے نکلے گا اور گردی توڑ کر پیشانی سے نکلے گا۔ (۶۶)

سب سے پہلے دوزخ میں جانے والا

حدیث مبارکہ:

حضور نبی کریم افرماتے ہیں:

”دوزخ میں سب سے پہلے تین شخص جائیں گے۔ ان میں ایک وہ مالدار ہو گا جس نے اپنے مال سے خدا تعالیٰ کا حق ادا نہ کیا ہو گا۔ (۶۷)

بزرگانِ ملت کیسے صدقہ و زکوٰۃ ادا کرتے تھے

ایک عالم دین کا دستور تھا کہ وہ صدقہ دیتے وقت صوفیاء و فقراء کا خاص خیال رکھا کرتے تھے۔ آپ سے کہا گیا کہ آپ عام فقراء کو صدقہ دیا کریں اس پر انہوں نے فرمایا کہ صوفی و درویش وہ ہیں جو ہر وقت ہر معاملہ میں اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف

اجرا بحسن و خوبی کر سکتے ہیں اور کرتے رہتے ہیں ایسی حالت میں ایک ایک عالم اور ایک ایک طالب علم کا درجہ سو شہیدوں کے برابر ہوا۔ اس بنا پر عالم دین اور طالبین علوم عربی کی ایک مجاہد ان زندگی ہوئی اور مجاہدین فی سبیل اللہ کے زمرے میں شامل ہو کر بدرجہ اولیٰ مستحق رکوہ و صدقات بنے۔

علوم عربیہ کے منتظمین کو بالعوم رقوم زکوہ حق تملیک کے ساتھ تفویض کی جاتی رہتی ہیں اور ہر مد کی رقوم معطی کی منشاء کے وہادیت کے مطابق خرچ کرنے کے مجاز و مکلف ہوتے ہیں۔ اگرنا گزیر حالات کے تحت ایسے طلبہ پر رقوم خرچ کرنے کی ضرورت ہو جو بنو ہاشم سے ہوں تو منتظمین مدارس اسلامیہ حق تملیک کے ماتحت اور لک صدقۃ ولناہدیۃ کی تصریح کے مطابق جواز کی صورتوں سے استفادہ کر سکتے ہیں۔ **هذا ما عندی والعلم عند الله**

فقیر محمد قمر الدین غفرلہ سجادہ نشین سیال شریف

(فضیلت زکوہ: ۲۸-۲۹، رضا اکیڈمی، لاہور)

عزیز واقارب کا زکوہ میں حصہ

حدیث مبارکہ:

حضور نبی اکرم افرماتے ہیں:

”اے امت محمد! قسم ہے اس کی جس نے مجھے حق کے ساتھ بھیجا اللہ تبارک و تعالیٰ اس شخص کے صدقہ کو قبول نہیں کرتا جس کے رشتہ دار اس کے سلوک کرنے کے محتاج ہوں اور یہ غیروں کو دے۔ قسم ہے اس کی جس کے دست قدرت میں میری

فقہ اور دوسرے علوم عربی پڑھنے پڑھانے والے طلبہ و معلمین پر صرف کی جاسکتی ہے یا نہیں نیز یہ کیا عربی علوم و فنون پڑھنے پڑھانے والے علماء اور طالب علم ان مستحقین کے زمرے میں آجاتے ہیں جن پر شریعت اسلامیہ نے رقم زکوہ خرچ کرنے کی حد بندی اور تصریح کر دی ہے؟

بنیوا تو جروا الجواب

رقوم زکوہ و صدقات کا بہترین اور اعلیٰ ترین مصرف خاص کر عہد حاضر میں عربی علوم پڑھنے پڑھانے والے علماء اور طلبہ ہیں۔ شریعت اسلامی نے رقوم زکوہ و صدقات کو جن طبقات کیلئے مختص کیا ہے ان کے تین گروہ کے زمرے میں عربی طلباء اور علماء شامل ہونے کی وجہ سے بدرجہ اولیٰ مستحق بن جاتے ہیں۔

☆ عربی پڑھنے پڑھانے والے علماء اور طلبہ عام طور پر غریب و نادر ہوتے ہیں لہذا وہ فقراء و مسَاکین کے زمرے میں شامل ہیں اور زکوہ کے مستحق ہیں۔

☆ یہ طلباء عموماً دوراز ملکوں، خطلوں اور علاقوں سے اور گرد و پیش سے سفر کر کے مسافرانہ وارد ہوتے ہیں لہذا مسافرین کے تحت بھی مستحق بن جاتے ہیں۔

☆ حضور اقدس سرورد عالم اکا ارشاد ہے۔ من احیا سنتی بعد ما امیت فله اجر مائہ شہید یعنی جس شخص نے میری سنت کو لوگوں کے چھوڑ دینے کے بعد زندہ کیا اس کیلئے سو شہیدوں کا اجر ہے۔

ظاہر ہے کہ سنت کا علم تام اور بصیرۃ عام حدیث رسول اکے پڑھنے پڑھانے اور سننے سنانے سے ہی ہو سکتا ہے اور معلمین و متلمذین ہی اس متروک سنت کا احیاء و

جان ہے اللہ تبارک و تعالیٰ اس کی طرف قیامت میں نظر نہ فرمائے گا۔” (مجموع الزوائد: ۱۱)

صدقات میں سے مصیبت زدہ لوگوں میں سے مغلوب الحال عزیز واقارب کو ترجیح دینی چاہئے کیونکہ یہ صدقہ بھی ہے اور صلہ رحمی بھی ہے۔ صلہ رحمی کا بے انہتا اجر ہے کہ صدقہ کرنے والا پوشیدہ طور پر صدقہ کرے۔ تاکہ ریا کاری سے بچا رہے اور لینے والا بھی لوگوں میں رسوانہ ہو۔ حضور انے فرمایا: ”پوشیدہ صدقہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے غصہ کو بجھاتا ہے۔“ (تفہیم قرطبی، ۳۳۲:۳)

”آپ اکی حدیث پاک میں ہے کہ سات آدمیوں کو قیامت کے دن اللہ تبارک و تعالیٰ عرش کے سایہ میں جگہ دے گا جب اس کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا۔ ان میں سے اک وہ صدقہ دینے والا ہوگا کہ دائیں ہاتھ سے دیا اور بائیں کو خبر نہ ہونے دی۔“ (بخاری، ۱۹۱:۱)

صدقہ کرنے میں اگر یہ فائدہ ہو کہ دوسرے بھی تقليد کریں تو اس میں کوئی حرج نہیں کہ بظاہری صدقہ کر دیا، بلکہ ریا کاری سے بچا جائے اور احسان بھی نہ جلتا یا جائے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد پاک ہے۔

لَا تَبْطِلُو صَدَقَتِكُمْ بِالْمُنْفَعِ وَالْأَذْلَى (پارہ: ۳، ابقرہ: ۲۶۳)

(ترجمہ) اپنے صدقے قباطل نہ کرو احسان رکھ کر اور ایذا کرے۔

صدقہ دے کر احسان جتنا ایک مصیبت ہے بہتر تو یہ ہے کہ صدقہ دیے جانے کو پوشیدہ رکھا جائے اور بھول جایا جائے۔ جس پر احسان ہوا ہو اس پر لازم آتا ہے کہ وہ اس کا ذکر کرے اور اس کا شکر یہ ادا کرے۔ حدیث مبارکہ میں ہے جو لوگوں کا

(۲۵۹:۲)

شکر یہ ادا نہیں کرتے وہ اللہ تبارک و تعالیٰ کا بھی شکر ادا نہیں کرتے۔ (جامع الترمذی)

مال زکوٰۃ کن لوگوں پر صرف کیا جائے

قرآن مجید میں اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد پاک ہے:

”(ترجمہ) زکوٰۃ تو نہیں لوگوں کے لیے ہے جو محتاج اور نرے ندار ہوں اور جو اسے تحصیل کر کے لائیں اور جن کے دلوں کو اسلام سے الفت دی جائے اور گردنیں چھڑانے میں اور قرض داروں کو اور اللہ کی راہ میں اور مسافر کو، یہ ٹھہرایا ہوا ہے اللہ کا اور اللہ علم و حکمت والا ہے۔“ (القرآن: ۱۰، التوبہ: ۲۰)

زکوٰۃ کے مصارف ساتھ ہیں :

- | | | | |
|----------|------------------|---------------|---------|
| (۱) فقیر | (۲) مسکین | (۳) عامل | (۴) رقب |
| (۵) غارم | (۶) فی سبیل اللہ | (۷) ابن اسپیل | |

۱..... فقیر:

فقیر وہ شخص ہے جس کے پاس کچھ ہو مگر نہ اتنا کہ نصاب کو پہنچ جائے یا نصاب کی مقدار ہو مگر اس کی حاجت اصلی میں مصروف ہو جیسے رہنے کا مکان، پہنچ کے کپڑے وغیرہ۔ (رواح التجار، ۳:۲۷) (بہار شریعت، ۵:۲۷)

۲..... مسکین:

وہ شخص ہے جس کے پاس کچھ نہ ہو یہاں تک کہ کھانے اور بدن چھپانے کیلئے

اس کا محتاج کہ لوگوں سے سوال کرے۔

۳.....عامل:

جسے با دشہ اسلام نے زکوٰۃ اور عشر وصول کرنے کیلئے مقرر کیا ہوا سے کام کے لحاظ سے اتنا دیا جائے کہ اس کو اور اس کے مدگاروں کو متوسط طور پر کافی ہو۔

۴.....رقاب:

مراد مکاتب غلام کر دینا کہ اس مال زکوٰۃ سے بدل کتابت ادا کرے اور غلامی سے اپنی گردن رہا کرے۔ (فتاویٰ عالمگیری، ۱:۱۸۸)

۵.....غارم:

غارم سے مراد وہ مقروظ ہے جس پر اتنا فرض ہو کہ اسے نکالنے کے بعد نصاب باقی نہ رہے اگرچہ اس کا قرضہ دوسروں پر ہو مگر وصول پر قادر نہ ہو، نیز ہاشمی نہ ہو۔ (ردا محترم، ۳:۲۵۷)

۶.....فی سبیل اللہ:

فی سبیل اللہ یعنی راہ خدا میں خرچ کرنا۔ اس کی چند صورتیں ہیں مثلاً کوئی شخص محتاج ہے کہ جہاد میں جانا چاہتا ہے سواری اور زادراہ اُس کے پاس نہیں تو اسے مال زکوٰۃ دے سکتے ہیں کہ یہ راہ خدا میں دینا ہے اگر وہ کمانے پر قادر ہو یا کوئی حج کو جانا چاہتا ہو اور اس کے پاس مال نہیں اس کو زکوٰۃ دے سکتے ہیں مگر اس کو حج کے لیے سوال کرنا جائز نہیں یا طالب علم کے علم دین پڑھتا یا پڑھنا چاہتا ہے اسے زکوٰۃ دیں کہ یہ بھی

راہ خدا میں دینا ہے۔ اسی طرح ہر نیک کام میں زکوٰۃ صرف کرنا فی سبیل اللہ ہے جب تک کہ تمدیک کے طور پر ہو۔ بغیر تمدیک ادا نہیں ہو سکتی۔ (ردا محترم، ۳:۲۵۸)

۷.....ابن اسپیل:

یعنی مسافر جس کے پاس مال نہ رہا ہو زکوٰۃ لے سکتا ہے۔ اگرچہ وطن اصلی کے گھر میں مال موجود ہو، مگر اتنا لے جتنی ضرورت ہے لیکن بہتر یہی ہے کہ مسافر قرض لے کر اپنی ضرورت پوری کرے۔ (بہار شریعت، ۵:۳۹)

زکوٰۃ ادا کرنے میں یہ ضروری ہے کہ جسے دیں مالک بنادیں لہذا زکوٰۃ کا مال مسجد میں صرف کرنا یا اس سے میت کو فن دینا یا میت کا قرض ادا کرنا، پل، سرائے، پانی کی سبیل لگانا، سڑک بنوانا، نہر یا کنوں کھدا دینا یا کتاب وغیرہ کوئی چیز خرید کر وقف کر دینا کافی ہے۔ اس طرح زکوٰۃ ادا نہ ہو گی۔

مال باب، دادا، دادی، نانا، نانی وغیرہم جن کی اولاد میں یہ ہے اور اپنی اولاد بیٹا، بیٹی، پوتا، پوتی، نواسا، نواسی وغیرہم کو زکوٰۃ نہیں دے سکتا۔

زکوٰۃ اور صدقات وغیرہ میں یہ افضل ہے کہ اولاً اپنے بھائیوں، بہنوں کو دے پھر ان کی اولاد کو، پھر چچا اور پھوپھیوں کو، پھر ان کی اولاد کو، پھر ماموں اور خالہ کو، پھر ان کی اولاد کو، پھر ذوالارحام یعنی رشتہ داروں کو، پھر پڑوسیوں کو، پھر اپنے گاؤں یا شہر کے رہنے والوں کو۔

بد دین اور بد عقیدہ کو زکوٰۃ نہ دیں:

بد مذہب اور بد عقیدہ خواہ کتنا ہی محتاج و معذور ہو، اسے زکوٰۃ یا خیرات دینے

مجھ سے وصول کر لیا جس سے میری طہارت اور دوزخ سے نجات ہوگی۔ اگر بالفرض فقیر قبول نہ کرتا تو میرا کلاس حق میں پھنسا رہ جاتا۔ اور یہ خیال کرے کہ فقیر نے اپنا ہاتھ اللہ تعالیٰ کا حق وصول کرنے کیلئے اس کی طرف سے قائم مقام کر دیا۔ اسی لئے سرور دو عالم ا نے ارشاد فرمایا ہے: ”اس سے پہلے کہ صدقہ سائل کے ہاتھوں میں پہنچے اللہ تعالیٰ کے ہاتھوں میں پہنچتا ہے تو یوں سمجھنا چاہئے کہ میں اللہ تعالیٰ کا حق دیتا ہوں اور فقیر جو اس کو لیتا ہے وہ اللہ تعالیٰ سے اپنا رزق لیتا ہے مگر پہلے مال اللہ تعالیٰ کا ہو جاتا ہے پھر فقیر کو ملتا ہے۔“ (۱۷)

نصاب زکوٰۃ

زکوٰۃ فرض ہے اس کی فرضیت کا منکر کافر اور ادا نہ کرنے والا فاسق اور ادا بیگنی میں تا خیر کرنے والا گنہ گار مرد و دا شہادہ ہے۔

زکوٰۃ فرض ہونے کی چند شرطیں ہیں۔ مسلمان عاقل بالغ ہونا، مال بقدر نصاب کا پورے طور پر ملکیت میں ہونا، نصاب کا حاجت اصلیہ اور قرض سے فارغ ہونا، اور مال پر پورا سال گزر جانا۔

سونے کا نصاب ساڑھے سات تولہ ہے جس پر چالیسوائی حصہ یعنی سو ادا ماشہ زکوٰۃ فرض ہے اور چاندی کا نصاب ساڑھے باون تولہ ہے جس میں ایک تولہ تین ماشہ چھر تی زکوٰۃ فرض ہے سونا چاندی کے بجائے بازار کے بھاؤ سے ان کی قیمت گا کرو پیہ وغیرہ دینا جائز ہے۔ (۱۸)

سے زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی اور اللہ تعالیٰ جل شانہ اور اس کے محبوب کریم ابھی شدید ناراض ہوں گے۔ اسلئے بد دین اور بد عقیدہ (نصرانی، یہودی، مجوہی، ہندو مشرک، دھریہ، غیر مسلم ہیں اور بعض مسلمان بد عقیدہ کی وجہ سے عام کافروں مشرک سے زیادہ خطرناک ہیں سے تعاون کرنا دشمنان دین کو تو انائی فراہم کرنے کے مترادف ہے۔ حضرت غوث الاغوات قطب الاقطاب سیدنا غوث العظیم شیخ عبدال قادر جیلانی نور اللہ مرقدہ بد عقیدہ اور فاسق افراد کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں:

”رسول اکرم ا نے فرمایا! اپنا کھانا پر ہیز گاروں کو کھلایا کرو اور اپنا لباس ایمان والوں کو دیا کرو اور جب تم نے پر ہیز گار کو کھلایا اور اس کے امور دینیہ میں اس کا ہاتھ بٹایا تو پر ہیز گار جو بھی نیک عمل کرے گا اس میں تم بھی شریک ہو جاؤ گے اور اس کے اجر میں سے کچھ بھی کمی نہیں ہوگی کیونکہ تم نے اس کے مقصود یعنی عبادت کو پوری کرنے میں اس کی مدد کی اور اس کے فکر معاش کے بوجھ کو اس سے اٹھالیا اور اس کا پیٹ بھر دینے کی وجہ سے اس کے قدم حق تعالیٰ کی طرف بڑھاوائے اور اس کے بر عکس جب تم نے اپنا کھانا ریا کار، نافرمان، منافق، فاسق یا بد عقیدہ کو کھلایا اور اس کے دنیوی معاملات میں اس کی مدد کی تو جو کچھ وہ بد اعمالیاں کرے گا اس میں تم بھی شریک ہو گئے اور اس کی سزا میں کچھ کمی نہیں ہوگی کیونکہ اس کو روٹی کھلا کر حق تعالیٰ کی نافرمانی میں تم اس کے مددگار بننے ہو۔ اس کا اثر بد تمہاری طرف بھی لوٹے گا۔“ (۱۹)

امام غزالی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں:

”زکوٰۃ دینے والے کو یہ سمجھنا چاہئے کہ فقیر نے مجھ پر احسان کیا کہ اللہ تعالیٰ کا حق

کنگن اتار کر رسول اللہ کو دے دیئے اور عرض کیا کہ یہ اللہ اور اس کے رسول اکی راہ میں صدقہ ہیں۔ (۳۷)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں سونے کے "او ضاح" (ایک خاص قسم کے زیور کا نام ہے) پہنچتی تھی، میں نے اس کے بارے میں رسول اللہ اسے پوچھا۔ یا رسول اللہ! کیا یہ بھی اس کنز میں شامل ہے؟ (جس پر سورۃ توبہ آیت ۳۵، ۳۶ میں عذاب جہنم کی وعید آئی ہے) حضور انے فرمایا: جو سونے کے زیورات اتنی مقدار کو پہنچ جائیں کہ ان پر زکوٰۃ واجب ہو جاتی ہے اور پھر ان کی زکوٰۃ ادا کر دی جائے تو ان پر کنز کا اطلاق نہیں ہوتا۔ (۷۲)

ان احادیث مبارکہ سے واضح طور پر ثابت ہوتا ہے کہ استعمال کے زیورات پر بھی زکوٰۃ واجب ہے کیونکہ دونوں خواتین نے سونے کے زیورات پہنے ہوئے تھے۔ اگر سونا یا چاندی مخلوط (Mixed) ہو یا کسی اور چیز کی ملاوٹ اس میں ہو تو غالب جز کا اعتبار ہوگا، یعنی اگر شے مخلوط میں غالب مقدار میں سونا ہے تو سونا قرار دے کر زکوٰۃ ادا کرنی ہوگی ورنہ نہیں، البتہ ہیرے اور دوسرے قیمتی پتھر مثلاً زمرہ، عقین، یاقوت وغیرہ تو اگر وہ تجارت کیلئے ہیں تو ان پر زکوٰۃ ہے، ذاتی استعمال میں ہوں تو ان پر زکوٰۃ نہیں ہے۔ (زکوٰۃ کی اہمیت و فضیلت، صفحہ ۱۲)

پھول کی شادی کیلئے مختص زیورات پر زکوٰۃ کا حکم:

اعلیٰ حضرت مجدد الامم شاہ احمد رضا خان صاحب محدث و فقیہہ بریلوی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں، "نابالغ لڑکیوں کا جوز یور بنایا گیا اگر بھی انہیں مالک نہ کیا

استعمال کے زیورات کا حکم

واضح رہے کہ سونے اور چاندی کے زیورات میں بھی زکوٰۃ فرض ہے تا ہم قیمتی پتھر اور نگینے مثلاً ہیرا، زمرہ، یاقوت، زرقوں، فیروزہ، عقین نیلم اور مرجان وغیرہ زکوٰۃ سے مستثنی ہیں۔ اگر منذر کرہ قیمتی پتھروں کی تجارت ہے تو پھر اس کی زکوٰۃ دینی ہوگی۔ صدر الشریعہ، بدرا الطریقہ حضرت علامہ مفتی امجد علی عظیٰ علیہ الرحمہ درجتار کے حوالے سے فرماتے ہیں:

"موتی اور جواہر پر زکوٰۃ واجب نہیں اگرچہ ہزاروں کے ہوں، ہاں اگر تجارت کی نیت سے لیے تو واجب ہوگئی" (بہار شریعت حصہ ۵، درجتار کتاب الزکوٰۃ، ج ۳، ص ۲۳۰)

ایک اور مقام پر فرماتے ہیں:

"سونے اور چاندی میں مطلقاً زکوٰۃ واجب ہے جبکہ بقدر نصاب ہوں اگرچہ دفن کر کے رکھے ہوں، تجارت کرے یا نہ کرے"۔ (بہار شریعت حصہ ۵) عبداللہ بن عمر العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک خاتون اپنی ایک لڑکی کو لے کر رسول اللہ اکی خدمت میں حاضر ہوئی اس لڑکی کے ہاتھوں میں سونے کے موٹے اور بھاری کنگن (Grapsping) تھے۔ رسول اللہ انے فرمایا: کیا تم ان کنگنوں کی زکوٰۃ ادا کرتی ہو؟ اس نے عرض کیا: نہیں، حضور انے فرمایا: تو کیا تم اس بات پر خوش ہوگی کہ اللہ تعالیٰ (زکوٰۃ نہ دینے کی بناء پر) ان کنگنوں کے عوض قیامت کے دن تمہیں آگ کے کنگن پہنانے؟ (یہ وعید عذاب) سنتے ہی اس نے وہ

- اصلیہ ہے۔
- ☆ سائیکل، موٹر سائیکل ☆ تجارت کیلئے دکان
☆ مل، فیکٹری (البتہ ان سے جو آمدنی حاصل ہوگی اس پر زکوٰۃ ہے)
- ☆ کارخانہ کی مشینری ☆ ہیرے، قبیتی پتھر (اگر مال تجارت نہ ہوں)
- ☆ کارخانہ میں استعمال ہونے والے تمام اوزار
☆ اہل علم کی کتابیں جنہیں پڑھایا پڑھ سکتا ہو یا حوالے وغیرہ کیلئے رکھی ہوں۔
☆ اپنی حفاظت کیلئے رکھے تھیار، پستول وغیرہ پر زکوٰۃ نہیں۔

نزول وحی کے آغاز تا حال ۷۱۲ ہجری سالوں کے

رمضان کا صدی و ارجائنزہ

اقتدار و سلطنت، معزولی حکومت، فتنے، علماء و محدثین کے سامنے ارتھان،
فتوات، تیرت انگیز واقعات، نئی حکومتیں و ممالک وغیرہ سے متعلق تواريخ یہاں
درج کی جا رہی ہیں۔

۸ تیسری تاریخ رمضان المبارک میں سیدنا حضرت ابراہیم پر صاحائف نازل
ہوئے۔ ۸ چھٹی رمضان المبارک کو سیدنا موسیٰؑ پر توریت نازل ہوئی۔ ۸ اٹھارویں
رمضان المبارک میں سیدنا حضرت داؤد پر زبور شریف نازل ہوئی۔ ۸ تیر ہویں
رمضان المبارک کو سیدنا حضرت عیسیٰؑ پر انجیل نازل ہوئی۔ ۸ حضرت عائشہ رضی اللہ
عنہا کی بھرت..... پہلی صدیھ/ ۶۹ مارچ ۲۲۲ ہجری اور وصالؑ ارمضان ۸ ولادت

گیا بلکہ اپنی ہی ملک پر رکھا اور ان کے پہنچنے کے صرف میں آتا ہے اگرچہ نیت یہ ہو
کہ بیاہ ہونے پر ان کے جہیز میں دے دیں گے جب تو وہ زیور مال باپ جس نے
بنایا ہے اُسی کی ملک ہے اگر تنہایا اُس کے اور (دیگر) مال سے مل کر قدر نصاب ہے
اُسی مالک پر اُس کی زکوٰۃ ہے اور اگر نابالغ لڑکیوں کی ملک کردیا گیا تو اُس کی زکوٰۃ
کسی پر نہیں، ماں باپ پر تو یوں نہیں کہ اُن کی ملک نہیں اور لڑکیوں پر یوں نہیں کہ وہ
نابالغہ ہیں جب جوان ہوں گی اُس وقت اُن پر احکام زکوٰۃ وغیرہ کے جاری ہوں
گے۔ (۷۵)

وہ اشیاء جن پر زکوٰۃ فرض نہیں:

وہ اشیاء جنکی انسان کو زندگی برکرنے کیلئے ضرورت ہوں پر زکوٰۃ فرض
نہیں۔ وہ چیزیں یہ ہیں۔

- ☆ رہنے کا مکان ☆ پہنچنے کے کپڑے (جبکہ استعمال میں ہوں)
☆ گھر کے برتن (بعض لوگوں کو دیکھا گیا ہے کہ اعلیٰ، قبیتی و نفسی ڈنر سیٹ گھر میں
پیک رکھتے ہیں استعمال میں نہیں لاتے اور اسی طرح بچوں کے قبیتی کھلونے استعمال
میں نہیں ہوتے شوکیس میں سچے ہوتے ہیں تو ان قبیتی اشیاء پر زکوٰۃ دینی ہوگی۔)
☆ بستر، مسہری (لحاف، کمبل، گدے وغیرہ) ☆ گھر کا فرنچر
☆ قالین، دریاں وغیرہ ☆ فرنچر، ریفریجریٹر
☆ ایکر کنڈیشنر ☆ کار۔ اگر ایک سے زائد گاڑیاں بھی ہوں
جیسے ایک بیٹی کی ایک بیوی کی ان پر بھی زکوٰۃ نہیں کہ آج کے دور میں یہ حاجت

حضرت حسن ص ۳۰/۱۵ فروری ۲۶۳ھی ۸ فتح مکہ ۲۰ رمضان
 المبارک ۸، دسمبر ۲۲۹ھی ۸ آیت ربو (حرمت سود) ۹ھ حضرت سید
 الشہداء حمزہ رضی اللہ عنہ کے قاتل وحشی وند طائف کے ہمراہ آ کر مسلمان
 ہوئے ۹ھ غزوہ تبوک ۱۰ھ / کیم دسمبر ۲۳۱ھی ۸ وفات حضرت فاطمہ
 رضی اللہ عنہا ۱۱ھ / ۲۰ نومبر، ۲۳۲ھی ۸ وفات سہل بن عمرو رضی اللہ عنہ
 ۱۸ھ / ۵ دسمبر ۲۳۹ھی ۸ توسعی مسجد نبوی شریف ۲۶ھ / ۱۰ جون ۲۶۳ھی
 ۸ وفات حضرت عباس رضی اللہ عنہ ۳۲ھ / ۱۱ اپریل ۲۵۲ھی ۸ وفات مقداد
 بن الاسود ص ۳۳ھ / ۲۶ مارچ ۲۵۳ھی ۸ بغاوت اہل کوفہ ۳۴ھ / ۱۵
 مارچ ۲۵۳ھی ۸ جلسہ حکمین ۳۷ھ / ۱۰ فروری ۲۵۴ھی ۸ جنگ
 خوارج ۳۸ھ / ۳۱ جنوری ۲۵۸ھی ۸ وفات زیاد بن ابی سفیان ص
 ۵۳ھ / ۱۹ اگست ۲۷۲ھی ۸ وفات حضرت حسان ص ۵۳ھ / ۱۹ اگست
 ۲۷۳ھی ۸ وفات حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ۷۵ھ / ۸ جولائی،
 ۲۷۶ھی ۸ خلافت عبد الملک بن مروان ۶۵ھ / گیارہ اپریل، ۲۸۱ھی ۸
 وفات عبد اللہ بن برس ۸۸ھ / ۱۵ اگست، ۲۷۶ھی ۸ وفات سہل بن سعید
 رضی اللہ عنہ ۹۱ھ / ۵ جولائی، ۲۷۶ھی ۸ فتح اندرس ۹۲ھ / ۱۷۶ھی ۸ محمد
 بن قاسم نے سندھ فتح کیا ۹۳ھ / ۱۲۷ھی ۸ وفات عمرو بنت عبد الرحمن (معروف
 عالمہ و محدثہ، کئی علماء کی استاد) ۹۸ھ جنگ آرمینیہ ۱۰۵ھ / کیم فروری
 ۲۳ھی ۸ فتح قیساریہ ۱۰۱ھ / ۱۰ جنوری، ۲۶۷ھی ۸ سمرقند کی تیسری

<p>مسلم ۱۱۳ھ جنگ ۱۱۳ھ ابو ۸</p> <p>خراسانی کا اعلان بغاوت ۱۲۹ھ / ۱۶ مئی ۲۷۲ھی ۸ عبد الرحمن اموی تیونس آیا ۱۳۳ھ ۸ وفاتِ حضرت رابعہ بصریہ رحمۃ اللہ علیہا ۱۳۵ھ مہدی نفس ذکیرہ کا قتل ۱۳۵ھ / ۲۳ نومبر ۲۷۲ھی ۸ مردم میں بغاوت ۱۹۱ھ عباس بن المامون مدعا خلافت ہوا ۲۱۸ھ / ۲۱۹ھ فتح صقلیہ ۲۱۹ھ بغاوتِ زنجیان بصرہ ۲۵۵ھ / ۲۵۶ھ وفاتِ امام العتبی فقیہ الاندلس ۲۶۶ھ امام احمد بن حنبل کے صاحبزادے صالح قاضی اصفہان کا انتقال ۲۶۶ھ قرامطیوں نے مکہ میں حج کیلئے آنے والوں کا قتل عام کیا ۲۸۷ھ / ۳۰ اگست، ۹۰ھی ۸ عراق میں مظالم قرامط ۲۹۳ھ / ۲۹۴ھ حضرت منصور حلاج کا نعرہ "انا الحق" اور گرفتاری ۳۰۱ھ (جگہ شہادت ذی قعده ۳۰۹ھ میں ہوئی) ۸ بغداد میں فاقہ سے اموات ۳۳۳ھ / ۳۵۰ھ وفاتِ عبد الناصر و خلافتِ مستنصر الاموی ۸ معروف عربی ادیب و شاعر مُتنی کا قتل ۳۵۷ھ / ۳۵۸ھ راجہ جے پال اور سبکنگین کی پہلی جنگ ۳۸۰ھ / ۳۸۱ھ وفاتِ ابو نصر الکلاباذی البخاری حنفی (معروف صوفی، اصطلاح تصوف کے موجد) ۳۸۵ھ / ۳۸۶ھ یا ۳۹۸ھ وفاتِ ابو الطیب صعلوکی (چوچی صدی کے معاون مجدد) ۳۰۳ھ / ۳۰۴ھ خلافت عبد الرحمن الرابع (اندرس) ۳۰۸ھ / ۳۰۹ھ رحلت معروف محدث حافظ ابو بکر بن مردویہ الاصھانی ۳۱۰ھ / ۳۱۱ھ رحلت حبۃ اللہ محدث بغداد ۳۱۸ھ / ۳۱۹ھ بغداد پر او باشون کا تسلط ۳۲۶ھ / ۳۲۷ھ وفاتِ بوعلی سینا ۳۲۸ھ / ۳۲۹ھ فتنہ البسایری ۳۵۰ھ / ۳۵۱ھ</p>
--

وفات تقى الدین بن قاضی عجلون ۹۲۸ھ وفات امام محبی الدین القرمانی حنفی ۹۲۲ھ وفات سعدی چلپی ۹۲۵ھ ہمایوں کی سلطنت کی بھالی خلافت مراد ثالث ۹۸۲ھ شہادت ملک الحدیث محدث طاہر پنی الہندی ۹۸۶ھ اکبر نے کشمیر فتح کیا ۹۹۵ھ / ۱۵۵۵ھ ۹۶۲ھ وفات محمد قاسم فرشته مورخ ۱۰۲۱ھ معزولی شاہ جہاں و حکومت عالمگیر (اول) ۱۰۶۸ھ / ۱۴۲۵ھ وفات شاہ سلطان خان امیر الامراء وفات مجاہد تحریک آزادی ، علامہ کفایت علی کافی شہید امیر شریعت ، تلمذ شاہ ابو سفینہ مجددی رامپوری ۱۲۷۳ھ / ۱۸۵۸ھ ندوۃ العلماء کا پہلا اجلاس (کانپور) ۱۳۱۱ھ / ۱۹۳۱ھ مارچ، ۱۹۳۱ء وفات سید عبدالحسین قادری بانی دارالعلوم دیوبند ۱۳۳۰ھ / ۱۹۱۲ی (بعد میں اس دارالعلوم پر قسم نانوتی نے غاصبانہ قبضہ کیا) ۱۳۳۲ھ / ۱۹۱۳ی جولائی، ۱۹۱۳ء وفات سید سلیمان اشرف پہلی جنگ عظیم ۱۳۳۲ھ / ۱۹۱۳ء وفات حضرت ۱۳۵۲ھ قیام پاکستان جمعۃ الوداع ، ۱۳۶۶ھ / ۱۹۳۷ء آزادی سوریا یا ۱۳۸۱ھ / ۱۹۵۸ء ۱۱ماہ مارچ، ۱۹۵۸ء یمن میں امامت کا خاتمه ۱۳۲۶ھ / ۱۹۷۸ء خوفناک و ہولناک زلزلہ، جس کے نتیجے میں کشمیر، بالاکوٹ، مانسہرہ اور اسلام آباد وغیرہ میں بڑی تباہی ہوئی اور تقریباً دو لاکھ افراد جاں بحق ہوئے ۱۳۲۶ھ / ۱۹۷۸ء اکتوبر ۲۰۰۵ی۔

سلطنت عباسیہ کے باغی طغرل بک کی وفات اور اس کی جگہ اس کا بھتija الپ ارسلان سلجوقیوں کا حکمران بناء ۹۳۵ھ وفات ابو الحسن الفقیہہ الامدی ۹۳۶ھ یوسف بن تاشفین کی فتح عیسائیوں پر ۹۷۹ھ وفات ابو داؤد اندری ۹۳۹ھ صیدرا پر صلیبیوں کا قبضہ اور پسپائی ۹۵۰ھ بیروت اور صیدرا پر فرنگیوں کا قبضہ ۹۵۰ھ وفات ابوالفتوح الغزاوی (برادر امام محمد غزاوی) ۹۵۲۰ھ مصر و Iraq میں ۳۰ رمضان کو بھی شوال کا چاند نظر نہیں آیا ۱۴۵۳ھ وفات ابو عبد اللہ المازری شارح مسلم ۹۵۳۶ھ حکومت صلاح الدین ایوبی ۹۵۶۳ھ / میت ۱۱۶۸ی خلافت ابو نصر الطاہر العباسی ۹۲۲ھ وفات بہاؤ الدین بلخی (پدر مولانا رومی) ۹۲۸ھ معرکہ "عین جالوت" اور تاتاریوں کی فوج کی بر بادی ۹۵۸ھ وفات فیروز تغلق و تخت نشینی محمد تغلق ۹۰۷ھ وفات علامہ ابن خلدون ۸۰۸ھ وفات حافظ ولی الدین ابن زرعه ۸۲۶ھ وفات ابن البزاری صاحب فتاوی ۸۲۷ھ وفات شمس الدین سعدی ۸۲۸ھ وفات شمس الدین الغنام ماکلی ۸۲۲ھ وفات احمد بن ارسلان المقدسی ۸۲۳ھ ہجری وفات تقى الدین المقریزی ۸۲۵ھ قتل الوغ بیگ بن شاہ رخ بن تیمور ۸۲۵۳ھ مملکتہ المکرمہ میں سیلاپ ۸۵۹ھ ۱۳۸۰رمضان ۸۸۶ھ مدینہ منورہ پر آسمانی بھلی گری ۸ ایران میں صفوی حکومت کا آغاز ۹۰۷ھ وفات مخدوم ابراہیم بن ادھم سلطان بلخی ۹۱۳ھ وفات احمد شاہ گجراتی ۹۱۶ھ اندونیشیا، سماڑا میں مسلم حکومت کا آغاز علی شاہ نے کیا ۹۲۰ھ خلافت المتكل (ثالث) ۹۲۲ھ

رمضان المبارک میں وفات پانے والے مشہور اولیائی، و بزرگان دینِ حمایم اللہ

☆ حضرت مظفر بخش (خلیفہ مخدوم یحییٰ منیری) ۷۸۸ھ ☆ مخدوم راجی سید پور مانکپوری ۷۹۳ھ ☆ حضرت میر عبدالواحد بلگرامی ۷۱۰ھ (گیارہویں صدی میں معاون تجدید دین، مصنف "سبع سنابل") ☆ حضرت شیخ حاجی رمضان چشتی معاون تجدید دین، مصنف "سبع سنابل" (اٹھویں صدی میں تا ۱۲۸۲ھ) ☆ حضرت سید عقیل ☆ حضرت مفتی احمد یار خان نعیمی ۱۳۹۱ھ (لاہور) ☆ حضرت مفتی احمد یار خان نعیمی ۱۳۹۱ھ (لاہور) ☆ حضرت شاہ عبدالهادی صابری ۱۱۹۰ھ (امروہ) ۳ رمضان المبارک : ☆ حضرت شاہ عبدالهادی صابری ۱۱۹۰ھ (امروہ) ☆ حضرت شاہ نبی بخش رامپوری ☆ حضرت علامہ قاضی محمد حسن محدث خانپوری ۱۳۰۱ھ ☆ حضرت الحاج بخشی مصطفیٰ علی بن گنگوہی ۱۳۹۱ھ (مدینہ منورہ) - ۴ رمضان المبارک ☆ سید عبد الہادی جمیل شاہ گرناڑی کاظمی (پیر پٹھ) ۶۲۲ھ ☆ حضرت شیخ صدر الدین عرف شاہ سید و ۹۳۳ھ (جو پور) ☆ حضرت شیخ محمد داؤد گنگوہی ۱۰۹۵ھ ☆ حضرت میران بھیکہ سید محمد سعید ۱۱۳۵ھ (خلیفہ شاہ ابوالمعالیٰ لاہوری) ☆ حضرت شاہ عنایت جیزو و قوۃ المتنین ۱۱۹۵ھ (بہاولپور) ☆ حضرت سید صبغت اللہ شاہ اول ولد پیر سید محمد راشد روشنے ڈھنی المعروف پیر پگارا اول ۱۲۳۶ھ / ۱۸۳۱ءی ☆ علامہ شاکستہ گل مردانی قادری (خلیفہ مانگی شریف) ۱۳۰۱ھ ☆ خواجہ محمد عبد الحکیم قادری نقشبندی شہدادکوت لاڑکانہ ۶ رمضان المبارک : ☆ حضرت شیخ داؤد گنگوہی رحیم دل ۱۰۸۰ھ (گنگوہ) ☆ حضرت سید عبدالباری اویسی ۱۳۱۸ھ ☆ علامہ عبدالشکور شیوہ مردانی قادری ۱۳۰۳ھ / ۱۹۸۳ء ☆ حضرت عبداللہ سری سقطی ☆ بابا ابوالخیر

نولکھ ہزاری شاہ کوئی ☆ حضرت میاں شاہ احمد امیری۔
رمضان المبارک: ☆ حضرت سیدنا داؤد علیہ السلام ☆ حضرت شیخ عبدالقدوس صوفی ۲۹۹ھ (سوس) ☆ حضرت ابو بکر محمد سلمی مدنی ۷۳۲ھ
 (مدینہ) ☆ حضرت سید عصمت قادری ۹۹۹ھ ☆ □ مولانا سید محمد ناصر جلائی تلمیذ فرنگی محل لکھنؤ..... ۱۳۸۵ھ / ۱۹۶۵ء ☆ حضرت مولانا بدر الدین قادری ☆ حضرت سید ہاشم پیر دست گیر بیجا پوری ☆ حضرت شیخ عثمان بن احتجت ۵۴۵ھ (مکہ)۔

رمضان المبارک: ☆ حضرت شیخ عماد الدین رفیقی ۱۳۰۰ھ
 (کشمیر) ☆ حضرت بیدم شاہ وارثی۔

رمضان المبارک: ☆ حضرت شیخ حبیب عجمی ۱۵۶ھ (تابجی۔۔۔ بصرہ)
 ☆ حضرت ابو علی شفیق بلخی ۱۹۲ھ (ختلان) ☆ حضرت سیدنا داؤد طائی ۱۶۵ھ ☆ قطب الاقطاب شیخ عبدالرشید شمس الحق فیاض دیوان (مصنف مناظرہ رشیدیہ) ۱۰۸۳ھ ☆ حضرت مولانا شمس الحق عبدالرشید عرف دیوان رشید جوپوری ۱۲۸۳ھ ☆ حضرت سید عبدالعزیز چشتی صابری (سدادت و پیرزادگان سہارنپور انیٹھے) ۱۳۲۳ھ ☆ حضرت شاہ شرف الدین بعلی قلندر پانی پتی۔

رمضان المبارک: ☆ اُم المؤمنین سیدتنا خدیجۃ الکبری رضی اللہ عنہا ☆ حضرت خواجہ نصیر الدین محمود روشن چراغ دہلی ☆ حضرت سید جان محمد حضوری قادری لاہوری ۱۰۶۳ھ

۱۱ رمضان المبارک: ☆ حضرت ابو صالح حمدون قصار ۱۷۱ھ (ہرات)
 ☆ حضرت احتجت بن عمر مدنی ۵۳۰ھ ☆ حضرت منصور ابو القاسم کرمانی کشمیری ۵۵۶ھ ☆ حضرت میاں محمد امین ڈار کشمیری ۱۰۹۸ھ ☆ حضرت قطب الدین کمال واحدیت ۱۱۲۱ھ (نارنول) ☆ حضرت محمد حنیف ۱۲۵۹ھ ☆ حضرت علامہ عبد الغفور ہماں یونی شکار پوری (صاحب فتاوی ہماں یونی) ۱۳۳۶ھ ☆ شاہ مصباح الحسن پچھوندوی (خلیفہ شاہ امیاز احمد خیر آبادی) ۱۳۸۲ھ ☆ مادھوال حسین لاہور ☆ قاضی حمید الدین ناگوری ☆ حضرت سید محمد موصوم قادری
۱۲ رمضان المبارک: ☆ حضرت ابو عبد اللہ مختار ہروی ۷۲۷ھ (ہرات)
 ☆ حضرت ابو الخیر حمصی ۳۱۰ھ ☆ حضرت شاہ ابو العباس ادریس ۳۲۹ھ
 حضرت شاہ قدرت اللہ نیشاپوری ۲۵۶ھ ☆ حضرت شیخ شریف عبدالسلام بن شیت طرطوسی ۲۷۵ھ ☆ حضرت شیخ ابو الحسن علی ترجم بغدادی ۵۹۸ھ ☆ حضرت ابو الحسن علی بن محمد ۷۲۵ھ ☆ حضرت شیخ نظام فرقی ۷۲۷ھ (فیروز پور) ☆ حضرت شاہ شرف الدین بغدادی ۷۱۳ھ ☆ حضرت شاہ شرف الدین بعلی قلندر پانی پتی ۷۲۲ھ ☆ حضرت سید حسن شاہ خنده روح ۹۰۳ھ ☆ حضرت شیخ سید عصمت قادری ۹۹۹ھ (دہلی) ☆ حضرت شاہ زاہد چشتی ۱۰۹۵ھ (صفی پوری) ☆ مولانا معشوق علی جوپوری (استاذ شاہ غلام معین الدین جوپوری) ۱۲۶۸ھ ☆ حضرت میاں راج شاہ قادری صاحب (سوندھ شریف گوڑ گانوں) ۱۳۰۶ھ ☆ حضرت سید ناصری سقطی۔

۱۵ رمضان المبارک:☆ حضرت شاہ ابو العباس اوریس ۳۲۹ھ
☆ حضرت خواجہ ابو علی بن مطرف اندری ۷۰۰ھ ☆ حضرت شاہ محمد گوشہ نشین
☆ احمد آبادی ۹۰۰ھ ☆ حضرت میر سید علی قوام سوانی الاصل ۹۵۰ھ
☆ حضرت محمد غوث گوالیاری ۷۰۰ھ ☆ صوفی سید اکرم علی شاہ قادری چاٹگامی ابن
☆ سید رحمت علی شاہ قادری ۱۳۸۸ھ / ۱۹۶۸ء (کراچی)۔

۱۶ رمضان المبارک:☆ حضرت عمر و صدیقی بصری ۲۹۲ھ ☆ حضرت ابو
☆ لمظفر ترک طوسی ۷۹۸ھ ☆ حضرت شاہ احق بن شمس الدین قریشی خراسانی
☆ حضرت سید عقیل کوکانی ۸۲۲ھ ☆ حضرت شاہ عبداللہ بن احمد
☆ (بخارا) ☆ حضرت شاہ احمد مجی الخلائق بغدادی ۹۹۹ھ ☆ حضرت
☆ خواجہ شمس الدین محمد روی ۹۰۳ھ (ہرات) ☆ حضرت سید شاہ حسین خدانا
☆ (برہان پور) ☆ حضرت شیخ ابی الصلاح علی بغدادی ۹۱۵ھ
☆ حضرت سید آل محمد مارہروی ۱۱۶۳ھ ☆ حضرت حافظ موئی
☆ (مانکپور) ☆ حضرت مناظر الہست شاہ امانت اللہ
☆ فصحی ۱۲۲ھ (غازی پور)

۱۷ رمضان المبارک:☆ شہدائے بدرا ☆ سیدہ رقیہ بنت رسول اللہ اور پی
☆ امام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ۴۲ھ ☆ حضرت شیخ
☆ محمد طائی ۳۰۰ھ (حلہ) ☆ حضرت ملا حامد قادری ۱۰۲۳ھ (لاہوری)
☆ حضرت سید اخلاص احمد پچھوندوی بدایوی ۱۳۳۸ھ ☆ حضرت خواجہ قمر

۱۳ رمضان المبارک:☆ حضرت شیخ ابو داؤد مدنی ۳۰۰ھ ☆ حضرت
☆ سید یحییٰ بن احمد طوری دہلوی ۲۰۳ھ ☆ حضرت سید محمد سعید مصطفائی صفات
☆ پشاوری ۱۰۸۳ھ ☆ مولانا شاہ محمد نور اللہ فریدی ملقب زبدۃ المودعین، بہادر
☆ مناظر جنگ (مصنف ہدایۃ الوہابیین) ۱۲۶ھ ☆ حضرت مولوی محمد جعفر سندیلی
☆ (رامپور) ☆ حضرت محمد فاروق چشتی صابری ۱۳۳۰ھ ☆ حضرت
☆ شیخ محمد امیر کوهائی ۱۳۸۸ھ ☆ حضرت صوفی قمر الدین قادری نوشابی
☆ ۱۳۹۹ھ

۱۴ رمضان المبارک:☆ حضرت ابو محمد نافع ۱۲۱ھ (مکہ) ☆ حضرت
☆ شیخ عاصم بن عبد الصمد ۲۳۲ھ (مکہ) ☆ حضرت شیخ القوام ابوالکاکی جنیدن
☆ حزازی ۲۹۵ھ (کوہ تبت) ☆ حضرت سید تاج الدین بغدادی ۲۹۹ھ
☆ حضرت ابو الحسن علی خیار عراقی ۲۵۲ھ ☆ حضرت شاہ احمد بن شہاب الدین
☆ دہلوی ۸۲۷ھ ☆ حضرت خواجہ مخدوم نصیر الدین خاکی ۷۸۱ھ (فتح پور
☆ سکری) ☆ حضرت بہاء الدین باغی جوپوری ۸۳۰ھ ☆ حضرت شیخ حسام
☆ الحق عرفان الکوثر مانکپوری ۸۵۳ھ ☆ حضرت بہاء الدین پیران شاہ
☆ ۹۰۳ھ (جده) ☆ حضرت شیخ محمد اسماعیل اوہی ۱۱۱ھ (فیض آباد)
☆ علامہ الحاج ابو الشاہ محمد عبدالقدار قادری شہید رمضان ۱۳۸۳ھ / ۳۰
☆ جنوری، ۱۹۶۳ء ☆ حضرت سیدنا طیفور بایزید بسطامی ☆ حضرت حافظ عبد الوہاب
☆ ۱۲۲۲ھ

الدين سیالوی ۱۳۰۱ھ (رہنمای تحریک پاکستان)

۱۸ رمضان المبارک: ☆ حضرت عبد اللہ محسن مدینی بن حسن شنی بن امام حسن مجتبی ۱۳۰۷ھ
☆ حضرت تیکی بن معاذ رازی نیشاپوری ۲۵۸ھ ☆ حضرت خواجہ نصیر الدین محمود اودھی روشن
چراغ ۷۵۷ھ (دہلی) ☆ حضرت شاہ بہاؤ الدین (قلعہ گنڈی) ۸۰۲ھ ☆ حضرت سید عابد
سنا می دہلوی ۱۱۶۰ھ ☆ حضرت مولانا محمد عبداللاہ ہوری ۱۱۶۰ھ ☆ حضرت شاہ ابو صالح پیر محمد
پنهان چشتی نظامی ۱۱۹۳ھ (سیون) ☆ حضرت حافظ شاہ محمد عبداللہ قزوینی ۱۲۵۳ھ (جے پور)
☆ مناظر اسلام قاطع شدھی تحریک حضرت علامہ غلام قطب الدین برہمچاری (ماہر علوم اساطیریات،
غایفہ قطب المشائخ شاہ علی حسین اشرفی میاں ۱۳۵۰ھ ☆ حضرت مولانا ریحان رضا خاں رحمانی میاں
☆ حضرت تیکی بن معاویہ ☆ پیر نواز شاہ علی چشتی صابری ۱۳۶۷ھ

۱۹ رمضان المبارک: ☆ حضرت سید عماد الدین ابو اصمصام حسین
۱۳۵۳ھ (صمصام) ☆ ابو شلمہ عبد الرحمن بن اسماعیل المقری (معروف عرب
مؤورخ) ۲۲۵ھ ☆ حضرت شیخ نجیب الدین متولی دہلوی ۷۱۷ھ ☆ حضرت شاہ
قطب المعرار بینا دل ۷۲۷ھ (مرزاپور) ☆ حضرت شاہ عمر کابلی
۱۲۰۳ھ ☆ حضرت میاں غلام حسین ۱۲۵۹ھ (کانپور) ☆ حضرت علامہ شیخ
محمد حسن امر وہوی ۱۳۲۳ھ (مؤلف تفسیر غایت البرہان) ☆ شیخ طریقت سائیں قمر
الدین قادری نوشانی لاهوری ۱۳۸۹ھ / ۰۳ نومبر ۱۹۳۹ءی۔

۲۰ رمضان المبارک: ☆ حضرت ابو بکر طوسی قلندری ☆ حضرت شیخ قطب
الدین چشتی جونپوری ۱۰۷۶ھ ☆ حضرت شاہ رکن الدین ابو الحسن اول
۱۳۲۶ھ ☆ شاہ عجیب الرحمن کانپوری ۱۳۲۶ھ

۲۱ رمضان المبارک: ☆ حضرت امیر المؤمنین سیدنا ابو تراب علی مرتضی کرم
الله وجہہ الکریم ۳۰ھ (نجف شریف) ☆ حضرت سیدی عبد اللہ بن مبارک
۱۸۱ھ ☆ حضرت شیخ ابو عبد اللہ حسین جوہری ۳۲۲ھ (کمہ) ☆ حضرت شیخ
علی بازیاری ۳۸۹ھ ☆ حضرت ابو العباس خراسانی ۳۶۳ھ ☆ حضرت
خواجہ عارف پارسائے نجد ۱۵۷ھ ☆ حضرت امام الدین ابدال مثابی
۵۲۷ھ (طوی) ☆ حضرت شاہ داؤد قرقشی ۸۱۹ھ (کوہ قرشی) ☆ پیر
سید علی گوہر شاہ ۸۲۵ھ (خاندان سادات اوج شریف) ☆ حضرت سید مکارم
میرٹھی ۸۸۵ھ ☆ حضرت غیاث الدین گیلانی لاہوری ۹۹۰ھ
☆ حضرت شاہ مرتضی آنند ۱۰۳۷ھ ☆ حضرت جنت اللہ غیب اللسان دہلوی
۱۲۳۶ھ ☆ حضرت شاہ عبدالرحیم چشتی صابری ۱۲۳۶ھ
(اڑہ) ☆ حضرت امام علی موسیٰ رضا ☆ حضرت شاہ علی حسین باقی (پنڈ) ☆ علامہ
پیر محمد ہاشم جان سرہنڈی (اولاد مجدد الف ثانی ، رہنمای تحریک
پاکستان) ۱۳۹۵ھ

۲۲ رمضان المبارک: ☆ امام ابو عبد اللہ محمد ابن ماجہ قزوینی ریبعی ۲۷۳ھ
☆ حضرت شیخ ابو القاسم محمد سراجی ۳۹۹ھ (حلہ) ☆ حضرت شیخ ابو الحسن علی بن
محمود زوری ۴۵۱ھ (کرشک) ☆ حضرت شاہ عبد اللہ صفات الاکبر
۹۵۵ھ ☆ حضرت بندگی شیخ فخر الدین فخر عالم سہروردی جوپوری ۹۹۵ھ
☆ حضرت شیخ فتح الدین لاہوری ۱۰۱۹ھ ☆ حضرت علامہ شیخ محمد حسین فقیر حنفی

شاذی دہلوی ۱۳۲۳ھ ☆ حضرت مولانا حسن رضا بریلوی ۱۳۲۶ھ (امام اسخن، برادر اعلیٰ حضرت ^{رَضِيَ اللہُ عَنْہُ}) ☆ حضرت مولوی پیر محمد ہاشم جان سرہندی ثم ٹھٹھوئی ۱۳۹۵ھ ☆ حضرت ولایت حکیم امرالحسن سہارن پوری ۲۳ رمضان المبارک : (رقم کے مطالعہ میں کوئی قابل ذکر نام نہیں آیا۔)

۲۴ رمضان المبارک : ☆ حضرت ابو مصعب احمد زہری ۱۴۰۲ھ ☆ حضرت سیدی میجنی زاپد بغدادی ۱۴۳۰ھ - ☆ مفتی سعد الدلہ رامپوری ۱۴۹۳ھ -

۲۵ رمضان المبارک : ☆ حضرت سیدتنا مکثوم بنت رسول اللہ ا و رضی اللہ عنہا ۱۴۷۶ھ ☆ حضرت سلطان الدین علاء الدولہ سمنانی ۱۴۷۶ھ ☆ حضرت قاضی سید عبد الملک شاہ اجمل (خلیفہ مخدوم جہانیاں جہاں گشت) ۱۴۸۲ھ ☆ شیریشہ سنت مولانا ہدایت رسول رامپوری ۱۴۳۰ھ (جمعۃ الوداع) ☆ غزالی دوران حضرت علامہ سید احمد سعید شاہ کاظمی -

۲۶ رمضان المبارک : ☆ حضرت خواجہ محمد حسن انداقی ۱۴۵۵ھ
 (بخارا) ☆ حضرت شیخ قلندر شاہ قریشی حارثی ہنکاری لاہوری ۱۴۲۳ھ
 ☆ حضرت مولانا آل احمد پھلواری ۱۴۹۵ھ (بقع) ☆ علامہ لمعان الحق انصاری کھنونی ۱۴۳۲ھ ☆ حضرت مولانا سید ایوب علی رضوی قادری (تربیت یافتہ بارگاہ اعلیٰ حضرت) ۱۴۹۰ھ، جمعۃ الوداع / ۶ نومبر، ۱۹۰۷ء

۲۷ رمضان المبارک : ☆ حضرت شیخ ابو العطا نفیس چمی ۱۴۲۲ھ (کوہ عطا قیس) ☆ حضرت سیدی ابو عبد اللہ محمد ابن ماجہ قزوینی (صاحب سنن) ۱۴۲۳ھ

☆ حضرت شیخ حماد دیاس بن مسلم ۱۴۵۲ھ (شام) ☆ حضرت خواجہ صدر الدین محمد روز بہاں بصری ۱۴۱۱ھ ☆ حضرت شمس الدین محمد حنبلی ۱۴۱۷ھ (مرشد آباد) ☆ حضرت دیوان محمد نور الدین اجوہنی ۱۴۸۲ھ ☆ حضرت محمد سلیم چشتی صابری لاہوری ۱۴۱۰ھ ☆ حضرت خواجہ ابوالعلاء سرہندی ۱۴۱۳ھ ☆ حضرت ابوالشرف شاہ پیر محمد اشرف سلوانی وجданی ولایت ۱۴۱۶ھ (سیلون) ☆ حضرت مولانا عبدالغنی بدالپونی (خلیفہ شاہ آل احمد اچھے میاں) ۱۴۰۹ھ ☆ حضرت علامہ شاہ قیام الدین اصدق قادری قمیسی، چشتی، فخری ۱۴۳۰ھ ☆ حضرت مخدوم امین محمد بن مخدوم محمد زماں ثالث ہالائی ۱۴۳۰ھ ☆ حضرت محمد اسماعیل کرمانوالہ ۱۴۳۸ھ ☆ حضرت خواجہ عزیز -

۲۸ رمضان المبارک : ☆ حضرت شیخ محمود کانپوری ۱۴۰۳ھ ☆ حضرت خواجہ غلام رسول ☆ مفتی زمین علامہ سید ریاض الحسن جیلانی (حیدر آباد، مصنف ریاض الفتاوی) ۱۴۳۸ھ

۲۹ رمضان المبارک : ☆ حضرت شیخ الہند بہاؤ الدین اسلیم چشتی ۱۴۷۶ھ (فتح پور سیکری) ☆ حضرت شاہ ہدایت اللہ سرست ۱۴۸۸ھ (سیتا پور) ☆ خواجہ خدا بخش نقشبندی ۱۴۳۵ھ ☆ حضرت علامہ سید قمر الہدی مونگیری ۱۴۳۸ھ ☆ حضرت شیخ جمال الاولیاء

۳۰ رمضان المبارک : ☆ حضرت ابو عثمان سعید بن منصور مروزی ۱۴۲۹ھ (کمہ) ☆ حضرت شیخ جمال الاولیاء ۱۴۱۰ھ (کوڑہ)

آپ کا اسم گرامی عبدالقدار، کنیت ابو محمد اور لقب محبی الدین تھا۔ عامۃ المسلمين میں آپ غوث الاعظم کے نام سے مشہور ہیں۔ آپ نجیب الطرفین سید ہیں۔ والد ماجد کا نام حضرت سید ابو صالح موسیٰ علیہ الرحمۃ تھا اور والدہ ماجدہ حضرت فاطمہ رحمۃ اللہ علیہ تھیں آپ کا سلسلہ نسب والد کی طرف سے گیارہ واسطوں سے اور بواسطہ مادر محترمہ چودہ واسطوں سے امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم تک پہنچتا ہے آپ نے سادات کرام کے ایک ایسے گھرانے میں آنکھیں کھولیں جہاں ہر وقت قال اللہ و قال الرسول کی صدائیں گوختی تھیں۔ آپ کے نانا حضرت سید عبد اللہ صومعی علیہ الرحمۃ جیلان کے مشائخ میں ایک صاحب کرامت بزرگ تھے آپ کے والد سید ابو صالح ان متقي بزرگوں میں سے تھے جن کا تقویٰ اولیائے امت میں ضرب المثل ہے اسی طرح حضرت کی والدہ ماجدہ سیدہ ام الخیر فاطمہ بھی نہایت عابدہ وزادہ خاتون تھیں۔

جناب غوث الاعظم کی تاریخ ولادت سے متعلق دو روایتیں ہیں ایک روایت میں آپ کا سن پیدائش کیم رمضان المبارک ۱۷۰ھ ہے جبکہ دوسری روایت کے مطابق آپ کیم رمضان المبارک ۱۷۲ھ میں عالم قدس سے عالم امکانی میں تشریف لائے۔ کثرت آراء دوسری روایت کے حق میں ہے۔ آپ کی ولادت کے وقت بہت سے حیرت انگیز واقعات ظہور پذیر ہوئے۔ سب سے بڑی بات تو یہ ہے کہ جب آپ رونق افروز عالم ہوئے تو اس وقت آپ کی والدہ ماجدہ کی عمر ۴۰ سال تھی اور اس عمر میں بھی اعتبار سے عموماً اولاد سے نا امیدی ہو جاتی ہے مگر یہ اللہ تعالیٰ کا

{.....رضی اللہ تعالیٰ عنہم ورحمة اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین}

کیم رمضان المبارک شب ولادت

سیدی محبی الدین (غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

پانچویں صدی ہجری کے آخر میں دنیاۓ اسلام میں ایک ہولناک انتشار پیدا ہو چکا تھا۔ مسلمانوں کی اجتماعی قوت فرقہ بندی اور باہمی افتراق کی نذر ہو چکی تھی۔ ان میں بدعتات اور غیر اسلامی معتقدات کی خوب نشونما ہو رہی تھی۔ ہر طرف محرومی، شقاوت، جبر و استبداد اور فسق و فجور کا دور دورہ تھا۔ غیر مسلم اقوام اس صورت حال کا پورا فائدہ اٹھا رہی تھیں۔ وہ نہ صرف مسلمانوں کو اختیار و اقتدار سے محروم کرنے کے منصوبے بنارہی تھیں بلکہ اپنے ادیان کو دین حق سے افضل ثابت کرنے کیلئے بھی کوشش تھیں۔ غرض نسبت و ادبار کے منحوس سائے ملت اسلامیہ پر چھارہ ہے تھے اور دین حنیف پر پڑ مردگی طاری تھی یا کیم رحمت خداوندی جوش میں آئی اور اس گھٹا ٹوپ اندر ہرے میں ایک مرد کامل کاظہور ہوا جس کی مسیحانہ نفسی نے مردہ دلوں کو حیات تازہ بخش دی۔ اس کاظہور صبح سعادت کا طلوع تھا کہ کرہ ارض کا ذرہ ذرہ جنمگا اٹھا اور بدی کی طاقتیں میں ماتم بپا ہو گیا وہ ایک ابر رحمت تھا کہ جس نے خزان رسیدہ شجر ملت کو سر سبز و شاداب کر دیا۔ یہ مرد کامل تھے قطب ربانی، محبوب سمجھانی، شہباز لامکانی، قطب الکونین غوث الشقلین سید الاولیائی، حضرت شیخ محبی الدین عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔

کچھ شبہ پڑ گیا تھا لیکن جب وقت سحر کے بعد جناب غوث الاعظم نے والدہ ماجدہ کا دودھ نہ پیا تو آپ کی والدہ سمجھ گئیں کہ آج رمضان المبارک کی پہلی تاریخ ہے انہوں نے لوگوں کو یہ خبر سنائی اور بعد میں معتبر شہادتوں سے اس قیاس کی تصدیق بھی ہو گئی۔

(قلائد الجواہر: ۳)

سیدنا غوث الاعظم مادرزادوں کے اور ولی بھی وہ جن کے سر پر اولیاء اللہ و اقطاب زمانہ کی صدارت کا تاج رکھا گیا۔ آپ کی کرامت کی کثرت پر تمام مورخین کا اتفاق ہے شیخ علی بن ابی نصر تہمیث علیہ الرحمۃ کا بیان ہے کہ میں نے اپنے زمانے میں کوئی شخص حضرت شیخ عبدالقدار جیلانی سے بڑھ کر صاحب کرامت بزرگ نہیں دیکھا۔ (سیر اعلام السلا، ۲۰: ۲۳۳)

جس وقت کوئی شخص آپ کی کرامت دیکھنے کا متمنی ہوتا دیکھ لیتا۔ امام نووی علیہ الرحمۃ کا قول ہے کہ جس کثرت سے معتبر راویوں کی زبانی سیدنا شیخ عبدالقدار جیلانی کی کرامات ہم تک پہنچیں ہیں اور کسی ولی کی کرامات اس طرح نہیں پہنچیں۔ شیخ ابن تیمیہ کا قول ہے کہ حضرت شیخ عبدالقدار علیہ الرحمۃ کی کرامات حد تواتر کو پہنچ گئی ہیں۔ (مجموع الفتاویٰ ابن تیمیہ)

بے شمار مشائخ و علماء نے آپ کی کثرت کرامات کی شہادت دی ہے۔ آپ کی سب سے بڑی کرامت مردہ دلوں کی مسیحائی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے قلب کی توجہ اور زبان کی تاثیر سے لاکھوں انسانوں کو نئی زندگی عطا فرمائی۔ آپ کا وجود

خاص فضل تھا کہ اس عمر میں جناب عبدالقدار جیلانی علیہ الرحمۃ ان کے بطن سے ظاہر ہوئے۔

مناقب غوثیہ میں شیخ شہاب الدین سہروردی سے منقول ہے کہ سیدنا حضرت شیخ عبدالقدار جیلانی کی ولادت کے وقت غیب سے پانچ عظیم الشان کرامتوں کا ظہور ہوا۔ اول شب ولادت آپ علیہ الرحمۃ کے والد سید ابو صالح نے خواب میں دیکھا کہ آقائے دو جہاں حضرت رسول مقبول اشرفی لائے ہیں ارشاد فرمار ہے ہیں (ترجمہ) اے ابو صالح، اللہ تعالیٰ نے تجھے فرزند عطا کیا ہے وہ میرا محبوب ہے اور خدائے پاک و برتر کا محبوب ہے، اور تمام اولیاء و اقطاب میں اس کا مرتبہ بلند ہے۔ دوئم جب آپ پیدا ہوئے تو آپ کے شانہ مبارک پر نبی کریم اکے قدم مبارک کا نقش موجود تھا، جو آپ علیہ الرحمۃ کے ولی ہونے کی دلیل ہے۔

سوم آپ کے والدین کو اللہ تعالیٰ نے عالم خواب میں بشارت دی کہ جو لڑکا تمہارے ہاں پیدا ہوا ہے سلطان الاولیا ہوگا۔

چہارم آپ کی ولادت کے شب صوبہ گیلان میں تقریباً گیارہ صد لاکے پیدا ہوئے جو سب کے سب مرتبہ ولایت پر فائز ہوئے۔ اس رات تمام علاقہ گیلان میں کوئی لڑکی پیدا نہیں ہوئی۔

پنجم یہ کہ آپ رمضان المبارک کے مہینہ کی چاندرات کو پیدا ہوئے۔ دن کے وقت مطلق دودھ نہیں پیتے تھے البتہ افطار سے لے کر سحری تک والدہ ماجدہ کا دودھ پیتے تھے۔ ولادت کے دوسرے سال کہر کی وجہ سے رویت ہلال کے متعلق

آپ علیہ الرحمۃ کے طریقہ تعلیم کا اتنا شہر ہوا کہ گرد و نوح کے ہی نہیں بلکہ دور دراز علاقوں سے طلباء آپ کے مدرسہ میں آنے لگے۔ صحیح کے وقت حدیث و تفسیر کا درس اور شام کو تصوف اور فضائل قرآن کا بیان ہوتا ایک وقت میں چھ چھ سو طلباء تعلیم پاتے۔ آپ پوری توجہ سے ان کے علم کی تشقیقی دور کرتے اور جب وہ علم کے اس بحر ذخیر سے سیراب ہو کر گھروں کو لوٹنے لگتے تو آپ ضرورت کے مطابق مختلف علاقوں میں مبلغین کی حیثیت سے معین فرماتے۔ آپ کے فیض یافتہ شاگرد، مرید اور خلفاء دنیاۓ اسلام میں چاروں طرف پھیل گئے اور اپنی تبلیغ و ہدایت سے لاکھوں بندگان خدا کو گمراہی کے گرداب بلا سے نکالا۔ (قلائد الجواہر: ۱۹)

حضرت شیخ عبدالقار جیلانی علیہ الرحمۃ توحید خالص، اتباع رسول اور اقامۃ دین اور احیائے اسلام کے علم بردار تھے اسلئے آپ کی تمام تعلیمات، شریعت، کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ اکی پیروی کے محور کے گرد گھومتی ہیں۔ اس کے سوا آپ کی تعلیمات میں سے کچھ اور ڈھونڈنا عبث ہے۔ آپ کے تمام ارشادات کا مأخذ قرآن حکیم اور سنت نبوی ا ہے اور ان ہی کی روشنی میں آپ نے مخلوق خدا کو تعلیم دی۔

سیدنا غوث العظیم علیہ الرحمۃ کا سلسلہ مowaظ و تقاریر چالیس سال تک جاری رہا اور اس مدت میں آپ کے پر تاثیر خطبات و مواعظ نے دلوں کی دنیا بدل دی۔ آپ کی مخالف وعظ میں سامعین کی تعداد اکثر اوقات ۷۰ ہزار سے تجاوز کر جاتی تھی۔ اکثر سینکڑوں آدمی تجلیات الٰہی سے بے ہوش ہو جاتے۔ آپ علیہ الرحمۃ فرماتے تھے جب میں کلام کرتا ہوں تجلیات الٰہی اثر لے کر نمودار ہو جاتی ہیں۔ آپ کے قلب کی

اسلام کیلئے ایک باد بھاری تھا۔ جس نے دلوں کے قبرستان میں ایک نئی جان ڈال دی اور عالم اسلام میں ایمان و روحانیت کی ایک نئی اہم پیدا کر دی۔

سیدنا غوث العظیم علیہ الرحمۃ نے ابتدائی تعلیم جیلان کے ایک مکتب میں حاصل کی والد ماجد کا پچپن میں ہی انتقال ہو چکا تھا۔ تربیت و نگهداری کی تمام ذمہ داری والدہ کے سپرد تھی۔ آپ کو حصول علم کا بے حد شوق تھا۔ والدہ ماجدہ نے با وجود عمر رسیدہ ہونے کے اجازت دے دی اور آپ صفر ۳۸۸ھ میں بغداد تشریف لائے اور مدرسہ نظامیہ میں داخل ہو گئے جو دنیاۓ اسلام کا مرکز علوم و فنون تھا۔ اور بڑے بڑے نامور علماء و اساتذہ اس مدرسہ سے متعلق تھے۔ آپ جو یہ علم سے خوب خوب سیراب ہوئے تحصیل علم کے معاملے میں آپ نے اپنے طبعی زہد و قناعت سے بالکل کام نہیں لیا۔ بلکہ اوقات مدرسہ کے بعد اس دور کے دوسرے علماء کرام سے بھی خوب استفادہ کیا۔ اور ۳۹۶ھ میں ہر قسم کے علوم پر کامل عبور حاصل کر لیا۔ اس کے بعد مجاہدات و ریاضت میں مشغول ہو گئے۔ اور ایک طویل مدت تک آپ نے ایسے مجاہدے کے اور ریاضتیں کیں کہ ان کا حال پڑھکر انسان تھرا لختا ہے۔ کوئی سختی اور مصیبت ایسی نہ تھی جو اس عرصے میں آپ نے نہ چھیلی ہو۔ داراصل یہ سب کچھ تزکیہ نفس کیلئے تھا۔ کثرت عبادات اور ریاضت سے آپ نے فنا فی اللہ اور فنا فی الرسول ا کے مقامات طے فرمائیے روئیں روئیں میں عشق الٰہی اور حبِ مصطفیٰ ا مؤجzen ہو گیا۔ اور آپ علیہ الرحمۃ عزیزیت واستقامت کا پہاڑ بن گئے۔ تحصیل علوم ظاہری و باطنی کے بعد آپ نے درس و مدریں کا سلسلہ شروع کیا۔

کے پاس پہنچا تو وہ کہنے لگا۔ اے شخ! مجھ پر اپنی توجہ کرو اور اپنے دم مسیحانفس سے مجھے قوت عطا کر۔ میں نے بارگاہ رب العالمین میں اس کی صحت یا بیکیلئے دعا مانگی اور پھر اس پر دم کیا میرے دیکھتے ہی دیکھتے اس شخص کی کمزوری اور نقاہت دور ہو گئی اور وہ تندرست تو ناہ ہو گیا اور کہنے لگا عبد القادر مجھے پہچانا؟ میں نے کہا نہیں۔ وہ بولا میں تمہارے ننانا جان کا دین ہوں۔ ضعف کی وجہ سے میری یہ حالت ہو گئی ہے۔ اب اللہ تعالیٰ نے تیرے ذریعے مجھے حیات تازہ عطا کی ہے۔ تو ”مجی الدین“ ہے اور اسلام کا مصلحِ اعظم ہے۔ میں اس شخص کو چھوڑ کر بغداد کی جامع مسجد کی طرف روانہ ہوا۔ راستہ میں ایک شخص ننگے پاؤں بھاگتا ہوا میرے پاس آیا اور بلند آواز سے پکارا ”سیدی مجی الدین“، میں حیران رہ گیا۔ میں نے مسجد میں جا کر دو گانہ ادا کیا جو نبی سلام پھیرا میرے چاروں طرف لوگ موجود تھے اور مجی الدین مجی الدین کے فلک شگاف نعرے بلند کر رہے تھے اس سے پہلے مجھے کبھی کسی نے اس لقب سے نہیں پکارا تھا۔ ”سیرت غوثِ اعظم“ (۲۳۳)

۵۶۱ھ میں آپ کی عمر شریف نوے سال کی ہوئی تو یکا یک قوا میں اضھلال محسوس ہوا، جس نے آہستہ آہستہ شدید صورت اختیار کر لی اور آپ صاحب فراش ہو گئے۔ یہ علات درحقیقت ذات الہی سے محبت کی کشش تھی اور اس بات کا اشارہ کہ بارگاہ خداوندی سے بلا و آیا ہی چاہتا ہے۔ وصال سے کچھ دیر پہلے آپ علیہ الرحمۃ نے تازہ پانی سے غسل کیا اور نماز عشا ادا کی اور دیر تک بارگاہ الہی میں سجدہ ریز رہے اور یہ دعا فرماتے رہے۔ ”اے اللہ عز وجل! محمد مصطفیٰ اکی امت پر حرم

توجہ اور زبان کی تاثیر سے لاکھوں انسانوں کوئی زندگی عطا ہوئی۔ ایوانہائے کفر و شرک میں زلزلہ آگیا۔ بدعتات و مظلالت کی ہولناک آندھیوں کا گرد و غبار چھپٹ گیا۔ اور دین حق ایک بار پھر لوگوں کے سامنے اپنی اصلی صورت میں نمودار ہو گیا۔

سیدنا شخ عبد القادر جیلانی علیہ الرحمۃ کو دنیا نے اسلام میں مجی الدین کے معزز و مقرب لقب سے پکارا جاتا ہے حقیقت یہ ہے کہ آپ کا سب سے بڑا کا نامہ یہی ہے کہ آپ علیہ الرحمۃ نے اسلام کیلئے بے مثال جد جہد کی۔ مجلس وعظ ہو یا خانقاہ کی خلوت، مدرسے کے اوقاتِ درس و تدریس ہوں یا مسند افتاء ہر جگہ آپ کی جدو جہد احیائے دین کیلئے تھی۔ اسلام کی اس وقت کیا حالت تھی اس کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ آپ علیہ الرحمۃ نے فرمایا: لوگو! اسلام رو رہا ہے اور ان فاسقوں، بدعتیوں، گمراہوں، مکر کے کپڑے پہننے والوں اور ایسی باتوں کا دعویٰ کرنے والوں کے ظلم سے جوان میں موجود نہیں ہیں اپنے سر کو تھامے ہوئے فریاد مچا رہا ہے۔ رسول اللہ اکے دین کی دیواریں پے بپے گرہی ہیں اور اس کی بنیاد گری جاتی ہے۔ اے باشدگان زمین! آؤ جو گرگیا ہے اس کو مضبوط کریں، یہ چیز ایک سے پوری نہیں ہوتی۔ اے سورج، اے چاند، اے دن تم سب آؤ۔

ایک دفعہ سیدنا غوثِ اعظم سے کسی نے پوچھا کہ آپ ”مجی الدین“ کے لقب سے کیسے مشہور ہوئے؟ آپ علیہ الرحمۃ نے فرمایا:

”ایک دن میں بغداد سے باہر گیا ہوا تھا۔ واپس آرہا تھا تو راستے میں ایک بیمار اور خستہ حال شخص کو دیکھا جو ضعف و کمزوری کے سبب چلنے سے عاجز تھا۔ میں اس

اتفاق اسی پر ہے کہ سیدہ کی ولادت مبارک نبوت کے پہلے سال ہوئی اور سیدہ خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے بطن سے ہیں اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عمر مبارک اس وقت اکتا لیس سال تھی۔ (۷۶)

سیدہ کے نام کی شان:

حضور اقدس اپنی صاحبزادی کا نام ”فاطمہ“ اس بنا پر رکھا کہ حق تعالیٰ نے ان کو اور ان کے محبین کو آتشِ دوزخ سے محفوظ رکھا ہے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مصطفیٰ اپنے فرمایا ہے:

انما سمیت ابنتی فاطمۃ لآن اللہ تعالیٰ فطمه او محبیها عن النار
تحقیق میں نے اپنی بیٹی کا نام فاطمہ اس لیے رکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ
نے اس کو اور اس کے محبین کو دوزخ سے علیحدہ کر دیا ہے۔ (رواہ
الریبی وابن عساکر، الصواعق محرقة صفحہ ۱۵۳)

معلوم ہوا کہ سیدہ رضی اللہ عنہا کے نام مبارک کی ہی تعظیم و تکریم اور محبت، ایمان والوں کو جنت کی بشارت اور نجاتِ دوزخ سے پیش گوئی ہے۔

سیدہ کے القابات عظیمه اور ان کے خصائص:

حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے القابات تو بہت ہیں لیکن ایک مشہور لقب آپ کا ”زہرا“ ہے اور زہرا کے معنی ہیں کلیٰ یعنی نہایت خوبصورت۔ سیدہ سب سے زیادہ حضور نبی کریم اکی سیرت و صورت اور حسن و جمال سے مشابہ تھیں اس لیے آپ کو کلیٰ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے آپ کا حسن و جمال ایسا خوبصورت تھا کہ جیسے

فرما۔ اے نفسِ مطمئنہ اپنے رب کی طرف لوٹ آ تو اس سے راضی ہے۔ اور وہ تجوہ سے راضی ہے۔ پس میرے بندوں میں شامل ہو جا اور میری جنت میں داخل ہو جا۔ ”اس کے ساتھ ہی آپ علیہ الرحمۃ کی روح نفسِ عصری سے پرواز کر گئی۔ ان اللہ وانا الیہ راجعون۔ عمر مبارک ۹۰ سال ۹۰ ماہ تھی۔ آپ کا مزار مبارک آج بھی بغداد شریف میں مر جمع خلاائق ہے۔

۳۲ رمضان المبارک، یوم وصال

حضرت سیدہ فاطمہ بنت رسول اللہ ا:

حضور سید عالم اکی چوتھی صاحبزادی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا ہیں۔

ولادت با سعادت:

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی پیدائش، ولادت نبوی علیہ السلام کے اکتابیسیں سال ہوئی۔ اہل سیر کہتے ہیں کہ یہ قول ابوکبر رازی کا ہے۔ ابن احْمَق کا قول ہے کہ حضور اکی تمام اولاد اظہار نبوت سے پہلے پیدا ہوئی ہے بجز حضرت ابراہیم آپ کے صاحبزادے کے جو مدینہ المنورہ میں پیدا ہوئے۔ اس لیے اس قول کے بھو جب سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی ولادت اظہار نبوت سے پانچ سال قبل ہے مشہور تر روایت یہی ہے جبکہ ابن احْمَق کے دوسرے قول کے مطابق سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا حضور اکی صاحبزادیوں میں سب سے چھوٹی صاحبزادی ہیں۔ (طرانی کبیر ۳۹۷: ۲۲)

رسول اللہ اکی جیتی جاگتی تصویر کو دیکھا
کیا ناظارہ جن آنکھوں نے تفسیر بوت کا
سیدہ کے القابات میں طاہرہ، زاکیہ اور طبیبہ بھی ہیں جس کے معنی ہیں ہر قسم کی
آپ کو ظاہر و باطن کی پاکیزگی حاصل تھی حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ
فرماتے ہیں:

ان فاطمۃ احصنت فرجها فحرم اللہ ذریتها علی النار۔ (المستدرک،
۱۵۲:۳)

(ترجمہ) بے شک سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا پاک دامن ہیں اور اللہ
تعالیٰ نے ان کی اولاد پر جہنم کی آگ حرام کر دی ہے۔
دوسری حدیث میں حضرت اماماء بنت عمیں زوجہ ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ
عنہا فرماتی ہیں کہ سیدنا امام حسن ص کی ولادت شریفہ کے وقت سیدہ فاطمہ رضی اللہ
عنہا کے پاس تھی اور میں نے دایہ کے فرائض انجام دیے میں نے کوئی خون وغیرہ جو
بوقت ولادت ہوتا ہے نہ دیکھا یہ جب حضور اکرم ا سے بیان کیا گیا تو آپ ا نے
فرمایا:

اما علمت ان فاطمۃ طاهرۃ مطہرۃ لا يرى لها دماً في طلعت
(ترجمہ) کیا تم نہیں جانتی ہو کہ فاطمہ میری طاہرہ مطہرہ ہے اس کے
جیسے میں بھی خون نہیں ہے۔ (الشرف المؤبد: ۳۲)

(فیض القدر شرح جامع الصیفی جلد۔ ۵۵۵:۳)

معلوم ہوا کہ سلطان دارین سرکار محمد رسول اللہ اکی اس مقدس شہزادی کو نمایاں

چودھویں رات کا چاند چمکتا ہے سیدہ اس طرح حسین و جمیل تھیں اور سیرت و صورت
میں سیدہ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:

(ترجمہ) میں نے کسی کو نہیں دیکھا کہ جو بیٹھنے اٹھنے پھرنے،
حسن و خلق اور گفتگو میں رسول اللہ ا کے ساتھ سیدہ فاطمہ بنت رسول
اللہ ا کے زیادہ مشابہ ہو۔ (جامع الترمذی، ۷۰۶:۲)

ایک اور حدیث میں آتا ہے کہ سیدہ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا
فرماتی ہیں:

مارایت احد کان اصدق لهجة من فاطمة الا ان يكون الذي ولدها
صلوات الله عليه

(ترجمہ): کہ میں نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بڑھ کر کسی کو فتح
نہیں دیکھا اور ایسا کیوں نہ ہوتا کہ وہ سید عالم ا کی بیٹی
تھیں۔ (المستدرک ۱۶۰:۳، ذخائر العقبی، ص ۳۲، الاستیعاب
۷۷۲:۲)

معلوم ہوا کہ سیدہ رضی اللہ عنہا کا بچپن شریف اور زندگی کا ہر لمحہ حضور سید
العالمین اور ام المؤمنین حضرت خدیجہ الکبری رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی آغوش مبارک
میں گذر رہا۔ ظاہر ہے کہ ایسی شہزادی کے اعمال و افعال حسن و سیرت، فصاحت و
بلاغت اخلاق و عادات، طہارت و عصمت، سر مبارک سے لے کر پاؤں تک ہم شکل
مصطفی تھیں آپ کی چال ڈھال ہر وضع قطع مصطفیٰ ا کے مشابہ تھی اللہ تعالیٰ نے اپنے
محبوب کی جیتی جاگتی تصویر بنائی تھی۔

اس بتوں جگر پارہ مصطفی
جلہ آرائے عفت پہ لاکھوں سلام

سیدہ کا نکاح:

ہجرت کے دوسرے سال (جب عمر شریف ۱۳ یا ۱۴ برس تھی) حضور سید عالم ا نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ذریعے اکابر صحابہ سیدنا ابو بکر صدیق و سیدنا عمر فاروق و عثمان ابن عفان و سیدنا علی المرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین اور دیگر اصحاب کو پیغام بھیجا آپ کے حکم پر سب جمع ہو گئے اور آپ نے ایک خطبہ پڑھا جس میں حمد و ثناء کے بعد ترغیب نکاح کا مضمون تھا پھر فرمایا:

ان الله تعالیٰ يامرک ان تزوج الفاطمة من على

(نور الابصار: ۲۶)

مجھے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ میں اپنی بیٹی فاطمہ کا نکاح حضرت علی سے کر دوں۔ اور ان کا مہر چار مشقال مقرر کرتا ہوں اے علی کیا تجھے منظور ہے؟ حضرت مولانا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا ہاں میں بخوبی قبول کرتا ہوں تین بار آپ نے اس کا تکرار حاضرین کی موجودگی میں فرمایا اور یہ دعا فرمائی

بارک الله عليکما و اخراج منکما ولدا کثیر اطیبا

برکت دے تجھ کو اللہ تعالیٰ اور تم کو نیک و پاک اولاد دعوا

فرمائے۔ (زرقانی علی المواهب ۲۰: ۲)

آپ نے جب تمام اجتماع میں عقد فرمادیا اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو سیدنا

اور ممتاز مقام حاصل ہے سلطنت اسلام کی یہ طیبہ طاہرہ حیض و نفاس، رجس و نجس سے مبراسیدہ زہرہ رضی اللہ عنہا ہیں۔

سیدہ زہرہ، طیبہ ، طاہرہ
جان احمد کی راحت پہ لاکھوں سلام
”عابدہ اور زاہدہ“ بھی سیدہ کے مشہور لقب ہیں جس کے معنی ہیں زہد و عبادت سے زندگی گزارنے والی اور ”راضیہ مرضیہ“ بھی ہیں جو ہر وقت اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی پر رہا کرتی تھیں۔

سیدہ فاطمہ زہرہ رضی اللہ عنہا اور مصطفیٰ:

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا بھی پیچی تھیں کہ حضور نبی کریم ﷺ میں نماز پڑھ رہے تھے وہاں، بہت سے کفار و قریش موجود تھے جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سجدہ میں گئے تو عقبہ بن ابی معیط نے اونٹ کی اوجھ حضور اکی پیٹھ مبارک پر رکھ دی اور حضور اسی طرح سجدہ میں تھے کہ سیدہ آئیں اور انہوں نے اپنے باپ کی پشت انور سے اوجھ کو گردیا اور عقبہ کیلئے بد دعا فرمائی۔ (بخاری شریف اول: ۲۷)

ایک مرتبہ سیدہ فاطمہ کو خبر ہوئی کہ آپ اکوزخمی کر دیا گیا ہے اس خبر کا ملنا تھا کہ سیدہ جلدی سے پہنچیں اور دیکھا کہ آپ شدید زخمی ہیں اور زخموں سے خون مبارک بہہ رہا ہے۔ سیدہ نے باپ کے زخموں کو دھویا اور جب خون ہمتا نہیں تھا تو کھجور کی چٹائی کو جلا کر اس کی راکھ بنانے کر زخموں پر رکھی جس سے خون بند ہو گیا۔ (جامع الترمذی، ۲: ۳۷)

میری بیٹی سے شادی کرتے تو میں تمہیں اتنا جھیز دیتا کہ اونٹوں کی قطاریں لگ جاتیں۔ سیدنا علی المرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا یہ شادی نہ تقدیر سے اور نہ تدبیر سے ہوئی بلکہ امر الہی سے ہوئی ہے جو سب سے بڑا جھیز ہے اور دنیا کے مال و متعاق پر تو میری نظر ہی نہیں جب آپ یہ جواب دے چکے تو غیب سے ندا آئی: اے علی! اوپر دیکھو۔ آپ نے اوپر دھیان فرمایا تو دیکھا کہ تمام آسمان پر اونٹوں کی قطاریں لگی ہوئی ہیں کہ ان پر بہشت کے انعام و اکرام کے ڈھیر لگے ہوئے ہیں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اے منافق! مجھے اللہ تعالیٰ نے فاطمہ کا وہ جھیز دکھایا ہے جو روئے زمین میں قیامت تک کسی نے نہ دیکھا ہے اور نہ دیکھ سکے گا۔ (الحیات، اول: ۹۸)

پھر بھی حضور انے جھیز عطا فرمایا اس میں دوجوڑے اور دوباز و بندوقتی اور ایک چادر، ایک پیالہ، ایک چکی، دو گلاس، ایک مشک اور ایک کٹورہ پانی پینے کا دور پسائی جو کتنا سے مخلوق ہیں چار گدے دواون سے بھرے ہوئے اور دو کھجور کے پتوں سے بنے ہوئے تھے۔ (طبقات ابن سعد، ۸: ۳۰-۳۱)

سیدہ کی عبادت و ریاضت و تلاوت قرآن:

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا معمول تھا کہ آپ کھانا پکانے کی حالت میں قرآن پاک کی تلاوت جاری رکھتیں۔ حضور سرور کائنات اجنب نماز فخر کے واسطے تشریف لاتے تو راستہ میں سیدہ کے گھر سے گزرتے تو سیدہ کی چکی چلنے کی آواز سننے تو نہایت درد محبت کے ساتھ فرماتے: اے اللہ العالمین! میری فاطمہ کو ریاضت و قناعت کی

علی المرتضی کے ہاں رخصت فرمادیا۔ عشا کی نماز کے بعد سیدنا علی المرتضی کے ہاں تشریف لائے تو آپ نے پانی پر دم کیاروایات میں ہے کہ آپ نے معوذتین پڑھ کر اس پانی کو دونوں پر چھڑکا اور پھر فرمایا:

اللَّهُمَّ انِّي أَعْيُذُكَ بِوَذْرِيَّهَا بَكَ وَذُرِّيَّهَا مِنَ الشَّيْطَنِ الرَّجِيمِ

(ترجمہ) یعنی اے اللہ! نہیں اور ان کی اولاد کو تیری پناہ میں دیتا ہوں دھنکارے ہوئے شیطان سے)

پھر یہ دعا فرمائی:

اللَّهُمَّ انْهَمَا مَنِّيْ وَ انا مِنْهُمَا اللَّهُمَّ كَمَا اذْهَبْتَ عَنِي الرِّجْسَ وَ طَهَرْتَ تَنِي فَطَهَرْ هَمَا.

(ترجمہ) اے اللہ! بے شک دونوں مجھ سے ہیں اور میں ان دونوں سے ہوں، اے اللہ! جیسے تو نے مجھ سے ہر ناپاکی دور کر دی ہے اور مجھے پاک کر دیا ہے ایسے ہی ان دونوں کو بھی پاک فرمادے۔ (مجموع الزوائد، ۹: ۲۲)

پھر سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا روپڑیں تو آپ انے فرمایا کہ بیٹی کیوں روئی ہونے روؤں میں نے تمہارا عقد اللہ تعالیٰ کے حکم سے علی المرتضی سے کر دیا ہے۔ (مدارج النبوة، جلد ۲، ۱۳۰: ۲)

سیدہ کا جھیز مبارک:

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے جھیز کی توکوئی حد ہی نہیں جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمایا ہے ایک مرتبہ ایک منافق نے حضرت علی المرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا اگر تم

جزائے خیر عطا فرم۔ (الحیات، اول: ۹۹)

سیدنا امام حسن علیہ السلام فرماتے ہیں کہ بعض اوقات میں نے اپنی امی جان سیدہ خاتونِ جنت کو شام سے صبح تک عبادت و ریاضت اور خدا کے حضور گریہ زاری نہایت عاجزی سے دعا والجا کرتے دیکھا میں نے دیکھا کہ اکثر اپنی دعا کیں رسول کریمؐ کے حق میں فرمایا کرتیں۔ (المستدرک، جلد سوم)

حضرت سلمان فارسی ص فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہؐ کے حکم سے سیدہ علیہا السلام کے گھر پر گیا تو میں نے دیکھا کہ حسین کریمین سور ہے ہیں اور سیدہ ان پر پنکھا کر رہی ہیں اور زبان مبارک سے قرآن کی تلاوت جاری ہے یہ دیکھ کر مجھ پر عجیب کیفیت طاری ہوئی۔ حضرت ام ایمن فرماتی ہیں کہ رمضان المبارک کے مہینہ میں دو پھر کے وقت جب شدید گرمی پڑ رہی تھی میں سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر پر حاضر ہوئی اور دروازہ بند تھا اور چکلی کے چلنے کی آواز آرہی ہے میں نے جھانک کر دیکھا کہ سیدہ تو چکلی کے پاس زمین پر سورہ تھیں اور چکلی خود بخود چل رہی تھی اور ساتھ ہی حسین کریمین کا گھوارہ خود بخوبی دیکھ کر میں نہایت حیران و متعجب ہوئی اور اسی وقت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہو کر تمام ماجرا بیان کیا تو آپؐ اے فرمایا: اس شدت کی گرمی میں فاطمہ روزہ سے ہے اللہ تعالیٰ نے فاطمہ پر نیند غالب کر دی تاکہ اسے گرمی اور تنگی محسوس نہ ہو اور ملائکہ کو حکم دیا کہ وہ فاطمہ بنت رسول کے کام کو سرانجام دیں۔ (شہادت نواسہ سید الابرار، صفحہ ۱۲۶)

ایک مرتبہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے سیدنا مولاؐ کائنات علی المرتضیؐ کرم اللہ

وجہہ الکریمؐ نے فرمایا کہ پانی بھرتے بھرتے میرے سینے میں درد ہو گیا ہے اور اے سیدہ آپ کے ابا جان سرکار محمدؐ کے پاس غلاموں کی کمی نہیں ان کو فرما کر کوئی خادمہ ہی لے لو سیدہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میرے ہاتھوں میں بھی آٹا پیس کر چکی چلانے سے چھالے پڑ گئے ہیں اور تمام گھر کا کام بھی کرنا پڑتا ہے چنانچہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا اپنے ابا جان سرکار محمد رسول اللہؐ کی خدمت میں حاضر ہو گئیں تو اتفاقاً اس وقت آپؐ گھر میں موجود نہ تھے سیدہ رضی اللہ عنہا نے اپنے آنے کی غرض سیدہ عائشہ صدیقہ ام المؤمنین سے بیان فرمائی کہ مجھے کوئی کام کا ج کیلئے خادمہ دی جائے۔ یہ فرم اکر سیدہ واپس آگئیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جب معلوم ہوا کہ میری شہزادی آئی تھیں لیکن میں نہیں مل سکا وجہ معلوم ہوئی کہ آپؐ پیغام مذکورہ دے کر چلی گئیں ہیں آپؐ اسی وقت اپنی لخت جگر کے گھر تشریف لائے اور فرمایا اے پیاری بیٹی تم خادمہ کیلئے آئی تھیں، کیا میں تم کو ایسی چیز نہ بتا دوں جس سے تم تمام گھر کے کام کا ج کرتی رہو اذر را بھی تحکاوم محسوس نہ ہو اور یہ تمہارے لیے خادم سے بہتر ہو گا۔ عرض کیا ہاں ابا جان سرکار آفاسید الابر ارنے فرمایا:

”جو تم نے مانگا ہے یعنی خادمہ سے بہتر تمہارے لیے یہ ہے کہ جب تم اپنے بستر پر لیٹو تو ۳۳ بار سجن اللہ اور ۳۳ بار الحمد اللہ اور ۳۳ بار اللہ اکبر پڑھ لیا کرو پس یہ تمہارے لیے بہترین ہے اور تمہیں کبھی تحکاوم نہ ہو گی۔ (بخاری، اول ۵۲۵-۵۲۶)

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا اور عجیبی رزق:

قیص جو ہمیز میں ملتحا وہ سائل کو دے دیا۔ (نرخۃ المجالس: ۲۰۷: ۱)

ایک مرتبہ ایک وقت کے بعد سب کو کھانا میسر ہوا سیدنا علی المرتضی کرم اللہ وجہہ اور سیدنا امام حسن ص سب کھانا کھاچکے تھے اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے ابھی کھانانے کھایا تھا اور دروازہ پر ایک سائل نے آ کر کہا اے نبی کی شہزادی میں دو وقت کا بھوکا ہوں اگر کچھ کھانے کیلئے ہے تو مجھے عنایت کر دو سیدہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: اے حسن جاؤ اور میرا کھانا اس سائل کو دے دو عرض کیا امی جان آپ کیا کھائیں گی؟ فرمایا بیٹا میں نے تو ایک وقت کا کھانا نہیں کھایا اور سائل نے دو وقت کا نہیں کھایا میں اپنا گذر تو کروں گی اس سائل کو دو جو دو وقت کا بھوکا ہے۔ (سیرت فاطمہ: ۳۵)

سیدہ رضی اللہ عنہا اور پرده:

حضور مصطفیٰ نے ایک مرتبہ اپنے اصحاب سے فرمایا عورت کے کیلئے کوئی چیز بہتر ہے؟ سب خاموش ہو گئے اور سیدنا علی المرتضی کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں میں فوراً گھر آیا اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا کہ آج حضور نے یہ سوال کیا ہے بتاؤ کیا جواب دوں؟ کہ عورتوں کیلئے بہتر چیز کیا ہے؟ سیدہ نے فرمایا: قالت لا يراهن الرجال ولا يرون نهن فذ كرت النبى افقال فاطمة بضعة مني

"عورتیں مردوں کو نہیں دیکھیں اور نہ مرد غیر عورتوں کو دیکھیں۔
(دارقطنی، جامع المسانید والسنن: ۲۳۱: ۱۹) (مجموع الزوائد: ۲۵۵: ۳)

فرماتے ہیں میں نے یہ جواب جا کر حضور کو پیش کیا تو آپ نے فرمایا فاطمہ

ایک مرتبہ حضور اقدس اسیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لائے تو سیدہ کو تین روز کے فاقہ سے دیکھا تو حضور انے دعا فرمائی:

اللَّهُمَّ انْزِلْ رَزْقًا عَلَى مُحَمَّدٍ وَّأَهْلِ بَيْتِهِ كَمَا انْزَلْتَ عَلَى مَرِيمَ بَنْتِ عُمَرَ

اے اللہ! تو روزق نازل فرم محمد اور اس کی اہلبیت پر جیسے تو نے نازل کیا رزق مریم بنت عمران پر۔ (الحیات، اول: ۱۰۱)

اس کے بعد فرمایا: بیٹی! اندر جاؤ اور جو کچھ ہو وہ لے لو آپ جب اندر گئیں تو وہاں پر ایک طباق جو جواہرات سے بھرا تھا اور ثریڈ بھرا ہوا تھا اور بھنا ہوا گوشت جو اس پر رکھا ہوا تھا اور خوشبو آرہی تھی۔ سیدہ نے وہ طباق اٹھایا اور ابا جان کے پاس لے آئیں آپ اے فرمایا بیٹی! کھاؤ اللہ کا نام لے کر کھاؤ پھر حضور اور سیدنا علی المرتضی اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا اور حسین کریمین شہزادگان عظیمین نے تناول فرمایا۔

سیدہ رضی اللہ عنہا کا غریبوں کی استعانت فرمانا:

حضور اقدس اے اپنی بیٹی! سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو جو ہمیز میں ایک نیا قیص دیا تھا کچھ عرصہ کے بعد ایک سائل نے سیدہ کے دروازے پر آ کر دروازہ کھلکھلایا اور کہا اے نبی کے گھر والو! میں محتاج ہوں مجھے کوئی پھٹا پرانا کپڑا عنایت کر دو۔ سیدہ رضی اللہ عنہا کے پاس ایک پرانا قیص تھا جس کو دینے کا خیال آیا تو فوراً فرمایا: لئن تھا لَوْ أَلِّبَّ حَتَّى تُنْفِقُوا إِمَّا ثِجْبُونَ جس کے معنی ہیں کہ تم ہرگز فلاحت کو نہیں پہنچ سکتے جب تک تم وہ چیز نہ دوجس کے ساتھ تم کو محبت ہے تو سیدہ رضی اللہ عنہا نے فوراً وہ نیا

سیدہ کا عمل ہمارے لیے عملی نمونہ ہے۔

سیدہ النساء العالمین و سیدہ النساء اہل الجنة:

حضرت عمران ابن حصین فرماتے ہیں کہ حضور انے فرمایا:

یا بنتیہ امام تر ضیت انک سیدۃ نساء العالمین قالت یا بت این مریم
بنت عمران قال تلک سیدۃ نساء عالمہا وانت سیدۃ نساء
عالماک اما و اللہ لقد زو جتك سید فی الدنیا و الآخرة۔

(ترجمہ) اے بیٹی! کیا تو اس بات پر خوش نہیں ہے کہ تم سارے
جهان کی عورتوں کی سردار ہو سیدہ نے عرض کیا مریم بنت عمران بھی تو
ہیں فرمایا وہ اپنے زمانہ کی عورتوں کی سردار تھیں اور تم اپنے زمانہ کی
عورتوں کی سردار ہو اور اللہ کی قسم تمہارے شوہر علی دنیا و آخرت میں
سردار ہیں۔ (ذخیر العقی: ۳۳)

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ:

قال رسول اللہ ﷺ افضل نساء اہل الجنة خدیجۃ بنت خویلد و
فاطمة بنت محمد و مریم بنت عمران و اسیہ بنت مزاحم امراۃ
فرعون۔

(ترجمہ) فرمایا رسول اللہ انے کہ جنت کی عورتوں میں سب سے
فضل عورتیں خدیجہ بنت خویلد اور فاطمہ بنت محمد اور مریم بنت عمران
اور آسیہ بنت مزاحم فرعون کی بیوی ہیں۔ (المستدرک: ۵۹۲: ۲)

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے اپنی والدہ صاحبہ

میرے جگر کا ٹکڑا ہے۔ حضرت ام جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ سیدہ فاطمہ
رضی اللہ عنہا نے حضرت اسما بنت عمیں رضی اللہ تعالیٰ عنہا زوجہ سیدنا ابو بکر صدیق
رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا! اے اسماء آج کل جس طرح عورتوں کا جنازہ لے کر
جاتے ہیں مجھے یہ اچھا معلوم نہیں ہوتا کہ جسم پر ایک چادر ڈال دیتے ہیں جس سے
پوری طرح پر دنہیں ہوتا بلکہ جسامت وغیرہ نظر آتی رہتی ہے حضرت اسماء رضی اللہ
تعالیٰ عنہا نے فرمایا اے بنت رسول امیں نے جب شے کے لوگوں میں ایک طریقہ دیکھا
ہے وہ آپ کو دکھاتی ہوں خیال ہے کہ وہ آپ کو ضرور پسند آجائے گا، پھر آپ نے
تازہ کھجوروں کی شاخیں منگوئیں اور ان کو چار پائی پر کمان کی طرح لگا کر باندھا اور
کپڑا ڈال دیا سیدہ نے دیکھ کر فرمایا یہ تو بہت ہی اعلیٰ شاندار طریقہ ہے اس طرح
مرد و عورت کے جنازہ کی پہچان بھی ہو جاتی ہے۔ جب میں انتقال کر جاؤں تو میرا بھی
اسی طرح جنازہ بنانا اور علی المقصی دونوں مجھے غسل دینا اور کسی کو شامل نہ
کرنا۔ (المستدرک: ۳: ۱۶۲)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا
سے آپ کے کسی بچہ کو مانگا تو آپ نے پرده کے پیچھے سے ہاتھ بڑھا کر دیا حالانکہ
حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور ا کے خاص طور پر خادم تھے اور عزیزوں کی
طرح آپ کے پاس رہتے تھے پھر بھی سیدہ نے ان سے پرده فرمایا اور سامنے نہ
ہو نہیں اللہ تعالیٰ کا ارشاد اور سیدہ کے پاکیزہ عمل سے معلوم ہوا کہ غیر محروم کے
روروہونا فتنہ کا موجب ہو سکتا ہے۔

اہل اسلام غور کریں کہ ہماری فلاحت و آبرو کا تحفظ اسلامی پرده میں ہے اور

سے کہا کہ مجھ کو اجازت دیں کہ میں حضور اقدس اکے پاس جا کر آپ کیلئے بخشش کی دعا کروں والدہ مختارہ نے اجازت دے دی اور پھر آپ اکی خدمت عالیہ میں حاضر ہوا مغرب کی نماز آپ کے ساتھ ادا کی پھر نوافل پڑھے اس کے بعد عشاء کی نماز ادا کی جب آپ نماز عشاء کے بعد فارغ ہو کر چلے تو میں بھی آپ کے پیچھے پیچھے چل پڑا آپ نے میرے قدموں کی آوازن کر فرمایا کہ تم میرے پیچھے آنے والے حدیفہ تو نہیں ہو میں نے عرض کیا ہاں۔ آپ انے فرمایا:

ما حاجتك غفران اللہ لك ولا مك ان هذا ملك لم ينزل الارض
قط قبل هذه الليلة استاذن ربہ ان یسلم على ویشرنی باں فاطمة
سیدة نساء اهل الجنة و ان الحسن والحسین سیدا شباب اهل
الجنة۔ (الصوات عن الحجرة: ۱۹۱)

(ترجمہ) تجھے کیا حاجت ہے؟ اللہ تعالیٰ تجھے اور تیری ماں کو بخشدیہ ایک فرشتہ ہے جو اس رات سے پہلے کبھی زمین پر نہیں اترتا اس فرشتے نے اللہ سے میرے پاس آ کر سلام کرنے کی اجازت چاہی اور یہ مجھے بشارت دے رہا ہے کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا جنت کی عورتوں کی سردار ہیں اور سیدنا حسن و حسین علیہما الرضوان جنت کے نوجوانوں کے سردار ہیں۔

دوسری حدیث سیدہ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مرودی ہے کہ حضور نبی کریم انے سیدہ فاطمہ علیہما السلام سے فرمایا تھا:
الاتر ضئین ان تکونی سیدۃ نساء اهل الجنة او نساء العالمین۔

(ترجمہ) کیا تو میری بیٹی اس بات پر راضی نہیں ہے کہ تو سارے جہاں اور جنت کی عورتوں کی سردار ہے۔ (بخاری، ۵۳۲: ۱، مسلم جلد دوم: ۲۹۰)

ایک اور حدیث حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ اُنے کہ تمام جہاں کی عورتوں میں بہتر چار عورتیں ہیں۔ حضرت مریم بنت عمران رضی اللہ عنہا اور حضرت آسیہ بنت مزماعہ رضی اللہ عنہا اور حضرت خدیجہ بنت خویلہ رضی اللہ عنہا اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت محمد رسول اللہ اُبیں۔ ایک حدیث حضرت انس بن مالک ص سے ہے کہ حضور اقدس اکے فرمایا:

خير النساء امتی فاطمة بنت محمد۔ میری امت کی عورتوں میں بہتر میری بیٹی فاطمہ ہے۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے یہ مسئلہ پوچھا کہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا میں سے کون افضل ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ سیدہ فاطمہ کو جو مقام مصطفیٰ سے حاصل اور نسبت ہے اس لیے سیدہ جگر گوشہ رسول اپر کسی اور کو فضیلت نہیں مل سکتی۔ (ترمذی دوم: ۶۹۸)

امام سعکی رحمۃ اللہ علیہ سے ایسا ہی سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سب سے افضل و اعلیٰ ہیں۔ جیسا کہ حدیث میں خود سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے بھی اس بات کا اقرار و اعتراف کیا ہے کہ سیدہ فاطمہ زہرا کی افضليت کے اکمل ہونے میں کچھ شک نہیں۔ (فیض القدر شرح جامع الصغیر، جلد ۵۵۵: ۳)

محب الدین بن عبد اللہ طبری متوفی ۶۹۷ھ)

مصطفیٰ اکی سیدہ سے والہانہ محبت:

حضرت جعیل بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اپنی پھوپھی کے ساتھ امام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا

تو آپ اسے پوچھا:

ای الناس کان احباب الی رسول اللہ ﷺ قالت فاطمة فقال من رجال قال زوجها.

(ترجمہ) رسول اللہ کو سب سے زیادہ محبوب یعنی پیارا کون ہے تو سیدہ نے فرمایا حضرت فاطمہ الزہرا پھر میں نے کہا مردوں میں سے کون پیارا ہے تو فرمایا ان کے شوہر علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ (المستدرک، ۳:۷۸)

دوسری روایت میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

كان احباب النساء الى رسول الله ﷺ فاطمة ومن الرجال على
(ترجمہ) کہ حضور اعزوزتوں میں سے زیادہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا اور مردوں میں سے حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کو محبوب رکھتے تھے۔ (رواہ الترمذی، ۲:۲۰۷) (المستدرک، ۳:۱۵۵)

ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے۔

كان النبي صلی اللہ علیہ وسلم اذا قدم من سفر قبل نحر فاطمة وقال منها اشم رائحة الجنة اذا اشتقت لرائحة الجنة شمنت رقبت

یہ ایک ایسا اعلیٰ وارفع شرف و کمال ہے جو کسی بھی دوسری شخصیت کو حاصل نہیں ہے اس سے صاف واضح ہوتا ہے کہ سیدۃ الزہرا او لین و آخرین کی تمام عورتوں سے افضل ہیں۔

شرف فضیلت:

حضرت ابوالیوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت سیدہ خاتون جنت فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا سے فرمایا:

بیٹی جس کو ساری کائنات "نبینا خیر الانبیاء" کہتی ہے۔

هو ابوک و شهیدنا خیر الشهداء و هو عم ابیک حمزہ و منا من له جناحان يطير بهما فی الجنة حيث شاء و هو ابن عم ابیک جعفر و مناسبط هذه الامة الحسن والحسین و هما ابناءك و منا المهدی

(ترجمہ) خیر الانبیاء تمہارا باب ہے اور ہمارا شہید تمام شہیدوں سے بہتر ہے وہ تمہارے باپ کے چچا حمزہ ہیں، اور ہم میں سے ایک وہ ہیں جن کے دو پر ہیں وہ جنت میں جہاں چاہتے ہیں پرواز کرتے ہیں اور وہ تمہارے باپ کے چچا کے بیٹے جعفر ہیں، اور ہم میں اس امت کے کریم و فیاض حسن و حسین ہیں اور وہ دونوں تمہارے بیٹے ہیں اور ہم ہی میں مہدی بھی ہیں۔ (ذخائر العقبی: ۲۳، مؤلف حافظ

حضور اکھڑے ہو جایا کرتے تھے اور زہرا پر بوسہ دیتے تھے اور اپنے پاس بھلا لیتے اور جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ان کے گھر تشریف لاتے تو سیدہ زہرا آپ اکی تعظیم کیلئے کھڑی ہو جاتی تھیں۔ (المستدرک، ۱۶۰:۳)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ خود محبوب رب العالمین سرکار سیدنا محمد رسول اللہ اپنی شہزادی کی عزت افزائی کیلئے کھڑے ہو جاتے تھے یہ کوئی معمولی بات نہیں ہے جس کی عزت و تکریم کیلئے نبوت کھڑی ہو جائے گویا کائنات اس کی تعظیم کیلئے کھڑی ہو گئی پھر ایسی عظیم سیدہ کی عظمت و مقام و احترام و عزت کا کیا ٹھکانہ ہو سکتا ہے۔

سیدہ کی خوشی و ناراضگی اللہ تعالیٰ کی خوشی و ناراضگی:

حضرت مسیح بن مخرم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بے شک حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے:

فاطمة بضعة مني فمن اغضبها اغضبني و في رواية يربيني ما ارها و
يؤذني ما اذاها۔

فاطمہ میرے گوشت کا ٹکڑا ہے جس نے اس کو ناراض کیا اس نے مجھ کو ناراض کیا اور اضطراب میں ڈالے گی مجھے وہ چیز جو اس کو اضطراب میں ڈالے اور دوسری روایت میں ہے کہ مجھے تکلیف دیتی ہے وہ چیز جو اس کو تکلیف دے۔ (بخاری، ۱:۵۳۲)

دوسری حدیث میں حضرت ابوسعید خُدْری رضی اللہ تعالیٰ عنہ، فرماتے ہیں کہ

فاطمہ۔

(ترجمہ) کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی سفر سے تشریف لاتے تھے تو فاطمہ کا گلاؤ چوتے تھے اور فرماتے تھے میں اس سے جنت کی خوبصورتی ہوں۔ جب مجھے اشتیاق ہوتا ہے کہ میں جنت کی خوبصورتی سو گھوٹوں تو فاطمہ کی گردان سے خوبصورتی ہے۔

(المستدرک، ۱۵۲:۳)

یہ ہے شان سیدہ النساء العالمین فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کی بلکہ حضور اقدس انے فرمایا جسے امام الحدیث شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ نے شرح مشکوٰۃ میں نقل کیا ہے:-

میں اور بیٹی فاطمہ تو اور تیراشوہر علی اور حسنین کریمین جنت میں اس مقام اور اسی محل میں اکھٹے ہوں گے جہاں میرا مقام ہوگا۔ (اشعۃ المتعات، اردو، جلد ۷: ۳۹۲)

تعظیم سیدہ اور مصطفیٰ:

حضرت ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

اذا دخلت على النبي ﷺ قام اليها تقبّلها و اجلسها في مجلسه و كان النبي ﷺ اذا دخل عليها قامت من مجلسها فقبلته و اجلسسته في مجلسها۔

(ترجمہ) جب بھی فاطمہ زہرا حضور اکی خدمت میں حاضر ہوتیں تو

رسول اللہ اُنے فرمایا ہے:

انَّ اللَّهَ يَغْضِبُ بِعَصْبَيْ فَاطِمَةٍ وَيَرْضِي بِرَضَاءِهَا۔

(ترجمہ) بے شک اللہ تعالیٰ فاطمہ کے غضبناک ہونے پر غضبناک ہو جاتا ہے اور اس کے راضی ہونے پر راضی ہو جاتا ہے۔ (رواہ الطبرانی فی الاوسط بسنده صحیح ۱۰۸: او فی الکبیر شرح زرقانی ، ۳: ۱۵۲ / المسدرک ، ۳۳۳)

الفتی سیدہ منافع امت:

حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سید عالم ا نے مجھ سے فرمایا ہے کہ اے سلمان یاد رکھو:

من احباب فاطمة بنتی فہو فی الجنة معی و من ابغضها فہو فی النار یا سلمان حب فاطمة یینفع فی مائیہ من المواطن ایسر ذالک الموت و القبر والمیزان والصراط والمحاسبة فمن رضیت عنه بنتی فاطمة رضیت عنه من رضیت عنه رضی اللہ تعالیٰ عنه و من غضبت بنتی فاطمة علیہ غضبت علیہ غضب اللہ علیہ یا سلمان ویل لمن یظلمہا و یظلم بعلہا علیا و ویل لمن یظلم ذریتها۔

(ترجمہ) جو کوئی میری بیٹی فاطمہ سے محبت رکھے وہ بہشت میں میرے ساتھ ہوگا اور جو کوئی اس کے ساتھ دشمنی کرے وہ جہنم میں جائے گا اے سلمان میری بیٹی فاطمہ کی الفت سوچ گئے نفع پہنچاتی ہے کہ ان جگہوں میں زیادہ سہل مقامات موت اور قبر اور میزان اور

صراط اور حساب قیامت ہیں۔ جس شخص سے میری بیٹی فاطمہ خوش ہوگی میں اس سے خوش ہوں گا اور اللہ تعالیٰ بھی اس سے خوش ہوگا اور جس کسی سے میری بیٹی فاطمہ ناراض ہے میں بھی اس سے ناراض ہوں جس سے میں ناراض ہوں اللہ تعالیٰ بھی اس سے ناراض اور غضبناک ہے اے سلمان! اور اس شخص پر جو اس پر ظلم کرے اور اس کے شوہر علی المرضی پر ظلم کرے اور اس پر، جوان کی اولاد پر ظلم کرے ان کے لیے ویل ہے ہلاکت ہی ہلاکت۔ (شہادت نواسہ سید الابرار ص ۱۷۱)

قیامت کے دن ندا ہوگی اہل محشر اپنی نگاہوں کو جھکا لوا فاطمہ

بنت رسول اللہ الائمه ستر ہزار حوروں کے ساتھ گذر:

حضرت ابو یوب انصاری اور حضرت علی المرضی رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور سید عالم ا نے فرمایا ہے کہ روزِ قیامت ایک ندا ہوگی:

اذا كان يوم القيمة نادى منا ديا من وراء الحجاب يا اهل الجمع
غضروا ابصاركم و نكسوا رؤوسكم حتى تقر فاطمة بنت محمد
وَاللَّهُ أَعْلَمُ فتمروا معها سبعون الف جارية من حور العين كمر البرق۔

(ترجمہ) قیامت کے دن ایک ندا کرنے والا ندا کرنے گا پرده میں سے اے محشر والو! اپنی نگاہوں کو جھکا لو اور اپنے سروں کو جھکا لو یہاں تک کہ سیدہ فاطمہ بنت محمد اگذر جائیں چنانچہ سیدہ ستر ہزار

سے پہلے مجھ سے تم ہی آ کر ملوگی۔ یہ سن کر میں خوش ہو گئی اور ہنسنے لگی۔ (بخاری، اول: ۵۱۲) (مسلم، کتاب الفضائل الصحابية)

حضرت سید عالم اکے وصال شریف پر سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو جو صدمہ پہنچا وہ بیان سے باہر ہے خود شیر خدا علی المرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، فرماتے ہیں کہ سید عالم اکے وصال شریف کے بعد سیدہ فاطمہ اکثر روتی اور فرمایا کرتی تھیں ہائے ابا جان:

جنان الخلد رب یکرم رب یسلمہ
یعنی رب کو پیارے ہو گئے خلد کے باغات میں آرام پذیر ہو گئے ان کا رب ان کی تکریم اور ان پر سلام بھیج رہا ہے۔

قبر مصطفیٰ اپر سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا حال

جائے ت فاطمة رضی اللہ عنہا فاخذت قبضة من ثراب القبر فی
فوضعته على عیناها وبكت وانشدت

(ترجمہ) پھر سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قبر اقدس پر آئیں اور ایک مٹھی خاک لے کر قبر اقدس سے اپنی آنکھوں پر رکھی اور بہت روئیں اور یہ کہا۔

ماذًا على من شم تربت احمد

ان لا شم مدي الزمان الغواليا

صبت على مصائب لوانها

صبت على الايام عدن لياليا۔

(ترجمہ) جس کو احمد اکے مزار اقدس کی خوشبو دار مٹی ملے اس کو زمانہ بھر کی خوشبو عین پسند نہیں آئیں گی آپ کے وصال کے بعد جو

حوروں کے ساتھ برق کی طرح گزر جائیں گی۔ (المستدرک، ۳: ۱۶۱) (اسد الغافر، ۱۰: ۲۰۹)

وصال محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور صدمہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا

حضرت سیدہ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ حضور اپیار ہوئے تو سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا تشریف لائیں آپ اے دیکھا تو فرمایا مرحبا میری بیٹی، پیار و محبت سے اپنے پاس بٹھا کر آہستہ آہستہ ان سے کچھ بتائیں کیں جن کو سن کر سیدہ زار و قطار رونے لگیں جب آپ نے ان کے غم اور دل کو دیکھا تو پھر اور ان سے آہستہ آہستہ بتائیں کیں تو پھر وہ ہنسنے لگیں سیدہ ام المؤمنین فرماتی ہیں میں نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ حضور انے تم سے کیا گفتگو فرمائی؟ جس سے پہلے آپ روئیں اور بعد میں آپ ہنسیں۔ سیدہ نے فرمایا: میں آپ اے کے راز کو ظاہر نہیں کرنا چاہتی جب حضور اقدس انتقال کر گئے تو میں نے سیدہ کو قسم دے کر کہا کہ تم مجھے ضرور بتاؤ کہ تم پر سید عالم اے کیا ظاہر کیا تھا؟ سیدہ نے فرمایا مجھے پہلی بار ابا جان نے فرمایا تھا میرے وصال کا وقت قریب آگیا ہے اور میں تم سے جدا ہونے والا ہوں میٹی صبر کرنا ارخدا سے ڈرتے رہنا تو میں روپڑی جب زیادہ غمگین ہو گئی تو آپ نے فرمایا میٹی کیا تم کو خوشخبری نہ دوں جس سے تمہارا غم دور ہو جائے؟ میں نے کہا ابا جان ہاں آپ نے فرمایا:

الا ترضين ان تكوني سيدة النساء اهل الجنة او نساء العالمين
فضحكت لذلك۔

(ترجمہ) کیا تو اس پر راضی نہیں ہے کہ تو سارے جہاں اور جنت کی عورتوں کی سردار ہے اور فرمایا کہ میرے اہل بیت میں سے سب

(ترجمہ) میری جان درد و غم اور رنج والم میں گھرگئی ہے
اے کاش یہ جان درد و غم کے ساتھ نکل جائے

لا خیر بعدک فی الحیوة و انها
ابکی فحافته ان تطول حیاتی

(ترجمہ) آپ کے بعد جینے میں کوئی بہتری نہیں ہے اور میں نہیں روتی
مگر اس خوف سے کہ کہیں میری حیات طویل نہ ہو جائے
(مدارج النبوت، ۷۵۲:۲)

سیدہ کے گریئے غم میں جہان کی شرکت:

حضور اقدس اکے وصال کی جدائی کے صدمہ میں آپ اس قدر غمگین تھیں کہ
آپ کے رنج اور گریے زاری سے دوسرے لوگ بھی بہت متاثر ہوئے چنانچہ ہند بنت
اثاثہ نے حضور سید عالم اکے وصال اقدس پر جو اشعار سیدہ خاتون جنت رضی اللہ عنہا
کی طرف منسوب کر کے کہے وہ یہ ہیں۔

اشاب ذوابتی و اذل رکنی
بکاؤک فاطمة المیت الفقیدا

اے فاطمہ! اس وصال پانے والے کے صدمہ میں تیرے گریئے
میرے بال سفید کر دیے اور مجھ کو ضعیف کر دیا

افاطم فاصبری فلقد اصابت
وذرتک التھا ئم والوجودا

سخت مصیبتیں مجھ پر آئیں ہیں اگر وہ دنوں پر آ جاتیں تو وہ راتیں ہو
جائے۔ (مدارج النبوت، ۷۵۲:۲)

جب سیدہ فاطمہ دوسری مرتبہ قبراطہ پر حاضر ہوئیں تو یہ شعر پڑھے
اذا اشتد شوقی زرت قبرک باکیا
انوح واشکو لا اراك مجاوبی
(ترجمہ) جب شوق ملاقات شدت کی صورت اختیار کر جاتا ہے تو روتے ہوئے
آپ کی قبر اقدس کی زیارت کو آ جاتی ہوں اور شکوہ کرتی ہوں اور جب دیکھتی ہوں
آپ جواب نہیں دیتے۔

فیا ساکن الصحراء علمتی البکا
و ذکرک انسانی جميع المصائب

(ترجمہ) اے قبر انور میں آرام فرمانے والے میری گریے زاری
دیکھ

ان تمام مصائب میں تیری یاد ہی میرا سکون قلب ہے
فان كنت عنی فی التراب مغیبا

فما كنت من قلب الحزن بغائب

(ترجمہ) اگر آپ بظاہر مجھ سے خاک قبر میں غائب ہیں
مگر میرے قلب حزین سے غائب نہیں ہیں۔

(سلالحدی والرشاد: ۱۲: ۲۹۰)

نفسی على زفراها محبوسة
يا ليتها خرجت مع الزفرات

اس وقت فاطمہ رضی اللہ عنہا عرش کے ایک ستون کو پکڑ کر عرض کریں گی اے حکم الہائیں! میرے اور میرے فرزندوں کے قاتلوں کے درمیان فیصلہ فرم اقسام ہے پروردگار کعبہ کی کہ اللہ تعالیٰ میری بیٹی کے حق میں فیصلہ فرمائے گا۔ (الحیات الحنفی اول، ص ۱۰۸
بحوالہ شہادت نواسہ سید الابرار، ص ۱۲۵)

دوسری حدیث بھی حضرت علی المرتضی کرم اللہ وجہہ سے مردی ہے کہ حضور سید عالم علیہ السلام نے فرمایا:

(ترجمہ) جب روز قیامت ہوگا تو وسط عرش سے ایک منادی نداء کرے گا اے اہل محشر! اپنی آنکھیں بند کروتا کہ فاطمہ بنت محمد اخون حسین سے رنگین شدہ قمیص کو اپنے ہمراہ لیئے ہوئے گز رجاں کیں پس فاطمہ ساقی عرش کو پکڑ کر عرض کریں گی اے اللہ تو جبار اور عادل ہے میرے فرزند حسین کے قاتلوں کے اور میرے درمیان حکم کر پروردگار کعبہ کی قسم ہے کہ اللہ تعالیٰ میری بیٹی کے حق میں فیصلہ فرمائے گا اس کے بعد فاطمہ عرض کریں گی اے اللہ جو لوگ میرے حسین کی مصیبت پر روئے ہیں مجھ کو ان کا شفیع مقرر فرماء، اللہ تعالیٰ ان کو ان کے حق میں شفع کرے گا۔ (الحیات الحنفی بحوالہ شہادت نواسہ سید الابرار و مناقب آل نبی المختار ص ۱۳۶)

سیدہ رضی اللہ عنہا کا وصال

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اپنے ابا جان سرکار محمد رسول اللہ اکی جدائی میں چ

اے فاطمہ صبر کرو بے شک تمہارے غم نے دور کے لوگوں کو غمزدہ کر رکھا ہے
وہل البر والابحار طرا
فلم تحظی مصیبته وحیدا
اور خشکی و تری والے سب اس میں شریک ہیں اس غم مصیبۃ نے کسی کو تھا نہیں
چھوڑا۔ (سلیمان الحمدی والرشاد، جلد ۲: ۲۸۲)

سیدہ کی گود میں اونٹی نے جان دے دی

حضور سید عالم کی اونٹی نے آپ اے وصال اقدس کی جدائی کے صدمے میں کھانا پینا چھوڑ دیا تھا چنانچہ ایک رات سیدہ کو عبا اونٹی ملی تو اس نے کہا:
اے رسول اللہ اکی شہزادی! تجھ پر سلام ہو، آپ اپنے باپ کو کوئی پیغام دینا چاہتی ہیں تو دے دیں میں ان کے پاس جا رہی ہوں اتنا سننا تھا کہ سیدہ زاروزارو نے لگیں یہ حال دیکھ کر اونٹی نے اپنا سر سیدہ کی گود میں رکھ دیا اور اسی وقت اونٹی جان بحق ہو گئی۔ تو پھر اس کو دفن دیا گیا۔ تین یوم بعد جب اس جگہ کوکھوں کر دیکھا گیا تو وہاں اونٹی کا نشان نہیں ملا۔ (نزہۃ المجالس، جلد دوم: ۲۲۸)

یوم محشر خون آلو قمیص اور سیدہ رضی اللہ عنہا

حضرت علی المرتضی کرم اللہ وجہہ سے مردی ہے کہ حضور اقدس اے فرمایا ہے کہ قیامت کے روز میری بیٹی فاطمہ ایسے حال میں میدان قیامت میں آئے گی کہ ان کے ہمراہ بہت سے کپڑے ہوں گے جو لہو سے رنگین ہوں گے

وکل الہی دون الفرق قليل
میرا جماعت میں افتراق ضروری ہے اور ہر صلسوائے فرقاً کے کم ہے
و ان افتقادی فاطما بعد احمد
دلیل علی ان لا یدوم خلیل
اور سیدہ فاطمہ محبوبہ کی جدائی حضور ا کے بعد دلیل ظاہر علامت باہر ہے
کہ محبوب بیشہ کسی کا کسی کے پاس نہیں رہتا۔
(المستدرک، ۳: ۱۶۳)

سیدہ رضی اللہ عنہا کی اولادِ طاہرہ

سیدہ فاطمہ النزہرہ رضی اللہ عنہا کے بطن اقدس سے حضرت سیدنا امام حسن، سیدنا امام حسین، سیدہ ام کلثوم، سیدہ زینب تولد ہوئے اس پرتوافقاً ہے لیکن بعض نے یہ بھی لکھا ہے کہ ایک محسن اور رقیہ بھی پیدا ہوئے لیکن صغیر استی میں انتقال کر گئے۔
حضرت سیدہ ام کلثوم کا نکاح سیدنا عمر فاروق سے ہوا ان کے بطن سے زید اور رقیہ پیدا ہوئے حضرت فاروق اعظم کے بعد ان کا نکاح ثانی عون بن جعفر طیار سے ہوا۔
(ھلذافی البخاری مناقب فاطمہ) اور زید بن عمر کا انتقال اس روز ہوا جس روز ان کی والدہ ام کلثوم بنت علی المرضی کا ہوا تھا۔ بنو عدی کسی بات پر جھگڑہ ہے تھے زید صلح کرنے کیلئے تاریکی میں نکلے ان کی کوئی شناخت نہ کر سکا ایک شخص کی ضرب ان کے سر پر لگ گئی مصروف ہو کر را ہیگیر عالم بقا ہوئے۔ سیدہ زینب بنت فاطمہ کا نکاح عبد اللہ بن جعفر طیار سے ہوا میدان کر بلہ میں اپنے برادر مکرم و معظم سیدنا امام حسین ص کے ہمراہ تھیں گرفتاری کے بعد بھی انہوں نے نہایت صبر و استقامت سے جملہ

ماہ رورک بڑی مشکل سے دن پورے فرمائے یوم وصال سیدہ نے خود بخود غسل فرمایا اور پا کیزہ کپڑے پہنے اور نماز ادا کی بعد ازاں اپنا داہنا ہاتھ رخسار کے نیچے رکھ کر قبلہ رو لیٹ گئیں اور فرمایا میں اپنی جان اللہ تعالیٰ کے سپرد کر رہی ہوں۔ ۳ رمضان المبارک شب سہ شنبہ کو ہجر و فراق و در دغم کی کٹھن منزوں سے گزر کر رسول اللہ اکا جگر پا رہا قدس ان سے جاما۔ (اناللہ وانا الیه راجعون) (المستدرک، ۳: ۱۶۲)

سیدہ رضی اللہ عنہا کی جدائی اور سیدنا علی المرضی ص

اس عظیم وصال مبارک پر سیدین حسین کریمین عظیمین اپنی امی جان کو رورک یاد کرتے رہے کہ نانا جان کے وصال مقدس کو آج امی جان نے یاد کر دیا ہے۔ شیر خدا علی المرضی کرم اللہ وجہہ بھی روتے رہے اور آپ نے شہزادوں کو صبر کی تلقین فرمائی اور سیدہ فاطمہ النزہرہ کی طرف منسوب کر کے اس طرح فرمایا:

حبيب ليس بعد له حبيب

وما سراه في قلبي نصيب

مجھ سے وہ بیمار جدا ہوا ہے جس کے بعد اب کوئی محبوب ہی نظر نہیں آتا اور میرے دل میں اس کے سوا کسی کا حصہ بھی نہیں

ارى علل الدنيا على كثيرة

وصا جها حتى الحماة عليل

دنیا کے امراض بہت دیکھتا ہوں اور مریض بلکہ موت بھی بیمار نظر آتے ہیں۔

لكل اجتماع من خليلين فرقة

آگے بڑھوں تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہاں میں اجازت دیتا ہوں آپ سیدہ کی نمازِ جنازہ پڑھائیں۔

فصلی ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ علی فاطمۃ بنۃ رسول اللہ
وَالْمُسْلِمِ فَكَثُرَ عَلَيْهَا الْبَعْدُ۔

(ترجمہ) ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بنتِ محمد رسول اللہ اپر چار تکبیروں سے نمازِ جنازہ پڑھائی۔ (مدارج النبوت، ۲: صفحہ ۹۲، طبقات ابن سعد، ۸: ۳۷)

اس سے معلوم ہوا کہ یہ نامکن ہے کہ خلیفہ اول اور دیگر اصحاب عظام ایسی عظیم شخصیت کے نمازِ جنازہ میں شریک نہ ہوتے تھے اصحاب کی عداوت کی بنا پر مشہور کرکھا ہے جہاں تک سیدہ کے پردہ کا تعلق ہے تو وہ باوجود اس کے کرات کو جنازہ تاریکی میں اٹھایا گیا اور نمازِ جنازہ پڑھی گئی اور جنازہ کی چار پائی پر کھجوروں کی سبز ٹہنیاں اس طرح لگائی گئیں جیسے کوہاں ہوتی ہے ایسی صورت میں کیسے بے پردگی ہو سکتی تھی۔

۱۰ رمضان المبارک، یوم وصال

**أُمّ الْمُؤْمِنِينَ سِيدَ الْخَدِيجَةِ الْكَبِيرَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا
أُمّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ:**

مصطفیٰ کو برداشت فرمایا اور اہل بیت حسینی کی نگہبانی فرمائی اور اپنے بیٹوں (عوو محمد) کو بھی قربان کر دیا۔

آپ تطہیر میں جس کے پودے جسے اس ریاضِ نجابت پر لاکھوں سلام

سیدہ کی نمازِ جنازہ:

سیدہ فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ عنہا کا وصال شب سہ شنبہ تیسری رمضان المبارک ۱۱ھ میں رسول اللہ اکے وصال کے چھ ماہ بعد واقع ہوا یہی قول مشہور صحیح ہے اور بھی کئی قول ہیں لیکن وہ درجہ صحیت سے دور ہیں اور نقیع شریف میں رات کے وقت دفن ہوئیں ان کی نمازِ جنازہ ایک قول سے حضرت علی اور ایک قول سے حضرت عباس نے پڑھائی بعض لوگ کہتے ہیں کہ دوسرے دن ابو بکر صدیق اور عمر فاروق اور دیگر اصحاب نے حضرت علی المرتضی کرم اللہ وجہہ سے شکایت کی کہ ہمیں کیوں خبر نہ کی ہم بھی نماز کا شرف پاتے حضرت علی المرتضی نے عذرخواہی میں فرمایا میں نے فاطمہ کی وصیت کی بنا پر ایسا کیا کہ جب میں دنیا سے رخصت ہو جاؤں تو رات کو دفن کرنا تاکہ نامحرموں کی آنکھیں میرے جنازے پر نہ پڑیں۔ لوگوں میں مشہور یہی ہے اور دیگر روایات میں آیا ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق نے نمازِ جنازہ پڑھائی اور حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان اور عبد الرحمن بن عوف، زیر العوام رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی شریک ہوئے سیدنا علی المرتضی کرم اللہ وجہہ نے ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ آپ جنازہ پڑھائیں حضرت نے فرمایا! کیا میں آپ کے ہوتے ہوئے

زینب بنت جوش، سیدہ میمونہ بنت الحارث ہلالیہ، سیدہ زینب بنت خزیمہ ہلالیہ ام المساکین، سیدہ جویریہ بنت الحارث رضی اللہ تعالیٰ عنہن اور ایک غیر عربیہ بنی اسرائیل سے ہیں وہ سیدہ صفیہ بنت حبیبہ نصیر سے ہیں اور وہ ازواج حضور اقدس ا کے سامنے انتقال کر گئیں وہ دو ہیں۔ ایک سیدہ خدیجۃ الکبریٰ اور دوسری سیدہ زینب ام المساکین رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال اقدس کے وقت ۱۹ ازواج مطہرات بلا اختلاف موجود تھیں۔ (۷۸)

رمضان المبارک کی دس تاریخ کو ام المؤمنین سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور ۱۴ رمضان المبارک کو ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا وصال ہوا۔ ہم انہی دونوں مقدس ماوں کا تذکرہ اپنے قارئین کے استفادہ کیلئے پیش کر رہے ہیں۔

تذکرہ: حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا:

سب سے پہلے جن سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نکاح فرمایا وہ سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں اور جب تک وہ حیات رہیں ان کی موجودگی میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کسی عورت سے نکاح نہ کیا۔ سیدہ ام المؤمنین کا نسب نامہ یہ ہے۔ خدیجہ بنت خویلد بن اسد بن عبد العزیز بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی۔ سیدہ کا نسب حضور اے قصی میں مل جاتا ہے۔ ان کی کنیت ام ہند ہے اور ان کی والدہ فاطمہ بنت زائدہ بن الاصم، بنی عامر بن لوی سے تھیں وہ پہلے ابو ہالہ بن نیاس بن زرادہ کی زوجیت میں تھیں اور اس سے ان کے دو فرزند ہوئے ایک

اہل اسلام کی مادران شفیق
بانوان طہارت پہ لاکھوں سلام
حضور سرکارِ دو عالم اکی بارگاہ اقدس میں جن عورتوں کو زوجیت کا شرف حاصل ہو
حق سبحانہ تعالیٰ نے اپنے حبیب اکی نسبت کی بنی پران کو امہات المؤمنین فرمایا ہے۔
یہ موننوں کی مائیں ہیں۔

الَّتِي أَوْ لَى بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنفُسِهِمْ وَ أَزْوَاجُهُمْ ط
(پ ۲۱، احزاب: ۲)

(ترجمہ) یہ نبی کریم ایمان والوں کی جانوں سے بھی زیادہ نزدیک
ہیں اور ان کی ازواج موننوں کی مائیں ہیں۔ (کنز الایمان)

یہ ارشادِ حرمت نکاح اور وجوب احترام میں ہے کہ دیکھنے اور تنہار بنے میں اس کے باوجود ان کی بیٹیاں مسلمانوں کی بہنوں کے حکم میں نہیں ہیں اور نہ ان کی مائیں،
آباً و اجداد اور دادیاں اور نہ ان کی بہنیں اور بھائی ماموں اور خالاوں کے حکم میں
ہیں اور نہ حضور اقدس امرد و عورت کے لیے باپ کے حکم میں ہیں بس ازواج
مطہرات کو خصوصی فضیلت حاصل ہے۔ (۷۷)

حضور اقدس اکی ازواج مطہرات کی تعداد اور ان کی ترتیب میں علماء اختلاف رکھتے ہیں ان میں سے متفق علیہ گیارہ ازواج مطہرات ہیں چھ قریش میں سے یعنی حضرت خدیجۃ الکبریٰ، سیدۃ عائشہ بنت ابوکبر صدیق، سیدہ حفصة بنت عمر فاروق، سیدہ ام حبیبہ بنت ابوسفیان، سیدہ ام سلمہ بنت ابی امیہ، سیدہ سودہ بنت زمعہ، سیدہ

رہا ہے یہاں تک کہ مکہ مکرمہ کا کوئی گھر ایسا نہیں ہے جو اس نور سے روشن نہ ہوا ہو جب وہ بیدار ہوئیں تو یہ خواب اپنے چچا کے لڑکے ورقہ بن نوفل سے بیان کیا اس نے اس خواب کی تعبیر بیان کی نبی آخر الزماں ا کے ساتھ نکاح کرو گی۔ سیدہ خدیجہ الکبری وہ پہلی عورت ہیں جن پر اسلام کی حقیقت سب سے پہلے روشن ہوئی اور انہوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رضا میں خرچ کیا اور حضور اکی تمام اولاد خواہ فرزند ہوں یا دختر سب انہیں سے پیدا ہوئے بجز حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جو سیدہ ماریہ قبطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پیدا ہوئے تھے اور یہ حضور اکی پچیس یا چوبیس سال شریکِ حیات رہیں ان کا انتقال ہجرت سے تین سال پہلے ہوا۔ اس وقت ان کی عمر مبارک پینیسٹھ سال تھی۔ ان کا انتقال بعثت کے دسویں سال ماهِ رمضان میں ہوا اور مقبرہ ججون میں مدفون ہوئیں۔ حضور اقدس علیہ السلام خود ان کی قبر میں داخل ہوئے اور دعائے خیر فرمائی نماز جنازہ اس وقت تک شروع نہیں ہوئی تھی۔ حضور ان کے انتقال کے بعد بہت ملوں و محروم ہوئے تھے ان کے انتقال پر ملال کے سال کا نام ”عام الحزن“، یعنی غم کا سال قرار دیا۔ ان کے فضائل و مناقب بہت ہیں سیدہ خدیجہ کو سب سے بڑی فضیلت یہ بھی ہے کہ سیدہ فاطمہ الزہرا حییہ شہزادی انہی کے بطن سے پیدا ہوئیں اہل تفسیر بیان کرتے ہیں کہ کفار قریش کی تکذیب سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جو غم و اندوہ اور تکلیفیں اٹھاتے تھے وہ سب حضرت خدیجہ کو دیکھتے ہی جاتی رہتیں اور آپ خوش ہو جاتے جب حضور اسیدہ کے پاس تشریف لاتے تو وہ حضور اکی خاطر کرتیں جس سے آپ کی ہر مشکل آسان ہو جاتی

ہندوسرے بالہ اور ابو بالہ کا نام مالک تھا اور ایک قول سے زرارہ اور دوسرے قول سے ہند تھا۔ اس کے بعد انہوں نے عقیق بن عایز مخزوی سے نکاح کیا اس سے ان کی ایک لڑکی ہوئی جس کا نام ہند تھا وہ الاحباب میں کہا گیا ہے کہ ایک لڑکا اور ایک لڑکی ہے اور ہند ایسا نام ہے جو مرد عورت دونوں کیلئے رکھے جاتے ہیں۔ بعض نے عقیق کا ابو بالہ پر مقدم بیان کیا ہے اس کے بعد انہوں نے حضور سید عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے نکاح کیا اس وقت حضرت خدیجۃ الکبری رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عمر مبارک چالیس برس کی تھی اور حضور اقدس اکی عمر مبارک پچیس سال تھی۔ سیدہ خدیجۃ الکبری رضی اللہ تعالیٰ عنہا عاقلہ، فاضلہ اور پارسا عورت تھیں۔ زمانہ جاہلیت میں ان کو ظاہرہ کہتے تھے عالی نسب اور بڑی مالدار تھیں۔ ابو بالہ عقیق کے بعد اشرف قریش خواستگاری رکھتے تھے کہ وہ ان سے نکاح کر لیں مگر انہوں نے قبول نہ کیا اور انہوں نے حضور اقدس اکے لئے خود اپنے آپ کو پیش کیا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کا تذکرہ اپنے چچاؤں سے فرمایا اس کے بعد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ خویلد بن اسد کے پاس تشریف لائے اور ان کو پیام دیا پھر ولادت کے پیسویں سال میں جب کہ شام کے سفر سے واپس تشریف لائے تھے اور سیدہ سے نکاح فرمایا تھا اور سیدنا خدیجۃ الکبری کا مہر آتیں جو ان اونٹ اور ایک روایت میں ہے کہ بارہ او قیہ سونا طے ہوا۔ (۷۹)

اہل سیر کا بیان ہے کہ سیدہ خدیجۃ الکبری رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے خواب میں دیکھا تھا کہ آسمانی آفتاں کے گھر اتر آیا ہے اور اس کا نور ان کے گھر سے پھیل

میری بیوی میرے لیے خطاب امیختہ کرنے میں معاون ہوئی یہ کہ درخت کا پھل کھالیا اور دوسرے یہ کہ حق تعالیٰ نے ان کے شیطان (ہمزاد) پر اعتمانت فرمائی کہ وہ مسلمان ہو گیا مگر میرا شیطان (ہمزاد) کافر ہوا اور ایسی حدیث خود رسول اللہ سے مروی ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام سے پوچھتا تو ایسے ہی فرمایا۔ (واللہ اعلم)۔ (نیم الریاض، ۲۳:۳، الوفاء: ۳۸۱)

بہر تقدیر حال یہی ظاہر ہوتا ہے کہ اس سے مراد ذ وجہ سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ کو دیکھا:

ومارايتها ولكن كان النبي صلى الله عليه وآله وسلم يكرذ ذكرها
وربما ذبح الشاة ثم يقطعها اعضاء ثم يبعثها في صدائق خديجة
فربما قلت له كاتئه لم يكن في الدنيا امرأة إلا خديجة فيقول انها
كانت وكانت وكان لها منها ولد (۸۰)

(ترجمہ) کہ رسول اللہ اکثر سیدہ خدیجہ کا بہت ذکر فرماتے تھے بہت دفعہ بکری ذبح کرتے پھر اس کے اعضاء کاٹتے پھر وہ حضرت خدیجہ کی سہیلیوں میں بھیج دیتے تھے تو وہ کبھی آپ سے کہہ دیتی تھیں گویا خدیجہ کے سواد نیا میں اور کوئی عورت ہی نہیں تھیں تو آپ فرماتے وہ ایسی تھیں اور ان سے میری اولاد ہوئی۔

اس حدیث مبارکہ سے واضح ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنی سیدہ خدیجہ

صحیحین میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ بارگاہ رسالت آب میں جبریل علیہ السلام نے حاضر ہو کر عرض کیا: فقل يا رسول الله! هذه خديجة قد أتت معها أنا فيه ادام و طعام فإذا اتتك فاقرء عليها السلام من ربها ومني وبشرها بيت في الجنة من قصب لا صخب فيه ولا نصب (متفق علیہ حوالہ بخاری اول: ۵۳۸، مسلم دوم: ۲۸۳)

یا رسول اللہ! یہ خدیجہ آرہی ہیں ان کے ساتھ برتن ہے جس میں سالم اور کھانا ہے تو جب وہ آپ کے پاس آئیں تو انہیں ان کے رب کی طرف سے سلام اور میرا سلام فرمائیں اور انہیں جنت کے اس گھر کی بشارت دے دیں جو ایک موتی کا ہے نہ اس میں شوروں ہے اور نہ کوئی رنج و تکلیف۔

اس حدیث میں سیدہ خدیجۃ الکبریٰ عنہا کے اسوقت کھانے لانے کا ذکر فرمایا گیا ہے جب آپ غارِ حرام میں تشریف فرماتھے تو سیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ کیلئے کھانا لارہی تھیں تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کو سلام دیا گیا۔

حضرت عبد الرحمن بن زید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا بلاشبہ میں نوع بشری کا روز قیامت میں سردار ہوں مگر انبیاء علیہم السلام سے میری نسل میں ایک وہ شخصیت ہیں جن کا نام اقدس احمد ہے اور ان کو مجھ پر دو باتوں میں فضیلت ہے ایک یہ کہ ان کی بیوی بھلانی میں ان کی مددگار اور معاون ہو گی اور

طاہران کے القاب تھے۔ (۸۱)

امہات المؤمنین میں سے سیدتنا خدیجۃ الکبریٰ کی امتیازی شان ہے جو ان کے سوا اور کسی کی نہیں۔ حضرت سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنی عمر شریف کے پچاس برس سے زائد کے باوجود سامان خواراک اور پانی کا مشکلہ لے کر جبل نور کی اونچائی پر واقع غار حرام میں اپنے خاوند اور اللہ کے رسول اکے پاس جایا کرتی تھیں۔

سیما پہلی ماں کھف امن و اماں
حق گزاران رفاقت پہ لاکھوں سلام
منزل من قصب لا نصب لا صخب
ایسے کوٹک کی زینت پہ لاکھوں سلام

۱۰ رمضان المبارک یوم باب الاسلام (یعنی فتح سندھ)

تذکرہ محمد بن قاسم شہید علیہ الرحمہ:

سندھ میں راجہ داہر ظالم وجابر کی حکومت کے دوران بعض مسلمان عرب

سے اس قدر محبت تھی کہ آپ ان کا اکثر ذکر مبارک کرتے رہتے تھے اور آپ ان کے نام کی بکری ذبح کرتے اور اس کا گوشت کاٹ کر حضرت خدیجۃ کی سہیلیوں میں تقسیم فرماتے تھے اور سیدہ عائشہ فرماتی ہیں میں کہا کرتی تھی کہ کیا دنیا میں عورت کوئی نہیں یعنی بطور شک کہ میں بھی آپ کی اسی طرح محبوبہ ہو جاؤں جس طرح یہ سیدہ خدیجۃ کو محبوبہ سمجھتے ہیں تو پھر ان کی تعریف میں فرماتے وہ ایسی تھیں یعنی میری بہت زیادہ خدمت کرنے والی، بہت روزہ دار، عبادت گزار، تہجد گزار، میری غمگسار و مدد گار تھیں میری اکثر اولاد ان سے ہوتی اور وہ میری فاطمہ کی ماں ہے۔

مسند امام احمد سیدنا عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ جتنی عورتوں میں سب سے افضل حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت سیدہ مریم علیہما السلام اور حضرت سیدہ آسیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں۔ ایک اور حدیث میں آتا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے: کہ تمام جہان کی عورتوں میں سب بہتر اور افضل چار عورتیں ہیں۔ (۱) سیدہ خدیجۃ الکبریٰ (۲) سیدہ فاطمہ (۳) سیدہ مریم (۴) سیدہ آسیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہن۔ (مجموع الکبیر لطبرانی علیہ الرحمہ، ۱۱: ۲۶۶)

حضرت سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے جو اولاد رسول متولد ہوتی ان میں چار صاحبزادیاں (۱) حضرت زینب (۲) حضرت رقیہ (۳) حضرت ام کثوم (۴) حضرت فاطمہ اور بہ اخلافِ روایت دو یا چار صاحبزادے (۱) قاسم (۲) عبد اللہ (۳) طیب (۴) طاہر۔ تولد ہوئے۔ اگر دو صاحبزادے تھے تو طیب و

سال تھا جب کراچی میں موجودہ پورٹ قاسم کے ساحل پر محمد بن قاسم علیہ الرحمۃ اپنی افواج کے ساتھ اترے اور کراچی سے لے کر حیدر آباد اور وہڑی تک راجدہ اہر کی افواج کا مقابلہ کر کے اسے شکست فاش دی اور سندھ میں اسلامی مملکت قائم کی اور یہاں موجود ہندوؤں کے ساتھ ایسا حسن سلوک کیا کہ بڑی تعداد میں ہندو مسلمان ہو گئے۔ ازاں بعد بنو امیہ کے ایک حکمران سلیمان بن عبد الملک (جو اہل بیت اطہار کا شدید دشمن تھا) نے محمد بن قاسم کو ایک اور مشن سونپا، حکم یہ تھا کہ جو اولاد رسول حکومت بنی امیہ کے بعد حجاز اور عرب سے ہجرت کر کے ہندوستان کی سر زمین پر چلے گئے ہیں ان کی سرکوبی کی جائے تاکہ وہ اپنے عقیدت مندوں اور پیروکاروں کی تعداد میں اضافہ کر کے حکومت بنی امیہ کیلئے خطرہ ثابت نہ ہوں۔ ان میں امام حسن مجتبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد میں حضرت عبداللہ شاہ غازی علیہ الرحمۃ (جن کا مزار ساحلِ کافٹن پر واقع ہے) اور ان کے اہل خانہ بھی شامل تھے جنہیں سلیمان بن عبد الملک اپنے لیے خطرہ محسوس کرتا تھا۔

محمد بن قاسم علیہ الرحمۃ، اہل بیت اطہار سے بڑی محبت کرتے تھے لہذا انہوں نے یہ حکم ماننے سے انکار کر دیا جس کے نتیجے میں محمد بن قاسم کو سندھ کی امارت سے معزول کر کے دمشق بلا لیا گیا اور قید کر دیا گیا قید خانے ہی میں آپ کو زہر دے کر شہید کر دیا گیا۔ محمد بن قاسم علیہ الرحمۃ کا تابعین میں شمار ہوتا ہے۔

کے رمضان المبارک غزوہ بدرا

معرکہ بدرا تاریخ اسلام میں پہلا فیصلہ کن معرکہ ہونے کے لحاظ سے خوزیز

تاجروں کے مال و اسباب کے ساتھ ساتھ ان کی بیویوں اور بیٹیوں پر بحری قذاقوں نے بقدر کر لیا تو مسلمان تاجروں نے راجہ داہر سے اپنی خواتین اور سامانِ تجارت بازیاب کرنے کی اپیل کی جو راجدہ اہر نے مسترد کر دی بلکہ بحری قذاقوں کی سر پرستی کی۔ ایسے موقع پر مسلمان تاجروں نے اسلامی مملکت (بنو امیہ) سے فریاد کی اور عراق و بصرہ کے گورنر جاج بن یوسف کو خلیفہ وقت نے سندھ میں جہاد کا حکم دیا۔ جاج بن یوسف نے اپنے نوجوان بھتیجے اسالہ محمد بن قاسم علیہ الرحمۃ کی سر کردگی میں ایک لشکرِ جراحت نکلیں دیا اور بحری راستے سے سندھ پر حملہ آور ہونے کا حکم دیا۔

نام و نسب:

امداد الدین محمد بن قاسم بن محمد ثقیفی، قبیلہ بنی ثقیف سے تعلق۔

ولادت:

۶۹ ہجری بمقابلہ ۲۹۵ء، طائف میں ہوئی، بچپن میں یتیم ہو گئے۔ قرآن کی تعلیم ان مفسرین سے حاصل کی جو مفسر قرآن حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے شاگرد رہے۔ فون حرب و جنگ اپنے چچا جاج بن یوسف سے سیکھے، محمد بن قاسم کی سرنشیت میں بہادری کا عنصر و راثت میں شامل تھا کہ عرب کے انتہائی بہادر و جنگجو قبیلے بنو ثقیف سے تعلق تھا۔ حضرت خواجہ حسن بصری علیہ الرحمۃ سے بھی ملاقات کا شرف حاصل ہوا ہوگا کیونکہ خواجہ علیہ الرحمۃ کے صاحبزادے حضرت کہم علیہ الرحمۃ، محمد بن قاسم کی قیادت میں سندھ کی مہم میں شامل رہے تھے۔ ۸۶ ہجری کے رمضان المبارک کی ۱۰ تاریخ تھی اور شمشی کلینڈر کے اعتبار سے ۱۱۷ عیسوی کا

کے فوراً بعد بدر کا معرکہ ہوا۔ (طبقات ابن سعد، ۳۱۰:۱)

معرکہ بدر سے قبل مسلمانوں کی گشتی پارٹیاں:

بقیہ عسکری کاروئیاں، جاسوتی پارٹیوں سے زیادہ مشابہ تھیں، جنہیں مسلمانوں نے مدینہ کا گھیراؤ کرنے والے راستوں اور مکہ پہنچانے والے راستوں کے حالات معلوم کرنے اور قبائل کی طاقت کا جائزہ لینے کیلئے تیار کیا تھا جو علاقہ کو گھیرے ہوئے تھے اور کم از کم ان کا مقصد بعض قبائل سے مصالحانہ اور حلیفانہ تعلقات پیدا کرنا تھا، نیز یہ مقصد بھی تھا کہ مشرکین اور یہود کو بتا دیا جائے کہ مسلمان ہر پیش آمدہ زیادتی کو روکنے کی قوت رکھتے ہیں، جن گشتی پارٹیوں اور سرایا کو مسلمانوں نے معرکہ بدر سے قبل تیار کیا ان کا خلاصہ درج ذیل ہے۔

۱) گشتی جنگی پارٹی:

یہ پارٹی حضرت سیدنا حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کی کمان میں تیار کی گئی اس میں تیس مہاجرین شامل تھے۔ یہ گشتی پارٹی قریش کے تجارتی قافلے سے ملی، جس کی حفاظت قریش کے تین سو جانباز ابو جہل بن ہشام کی کمان میں کر رہے تھے یہ واقعہ ساحلِ سمندر کے پاس عیسیٰ (سمندر کی جانب منبع اور مرودہ کے درمیان کی جگہ) کی جانب ماہ رمضان میں ہجرت کے پہلے سال پیش آیا اور فریقین کے درمیان مجدى بن عمر و جہنی کی مداخلت کی وجہ سے جنگ نہ ہوئی۔ اس شخص نے سلامتی

مقابلہ کا پہلا مرحلہ ہے جس میں اسلام نے کفر و شرک کے خلاف فرضیت جہاد پر عمل کیا اور علی الاطلاق یہ پہلا معرکہ ہے جس میں فریقین نے ایک دوسرے کا سامنا کیا اور جب سے دعوتِ اسلام کا آغاز ہوا ہے اور اس کے اور کفر کے درمیان جنگ کی ٹھنی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللَّهُ بِإِذْرَاقِ النُّئُمَاءِ إِذْلِلَةٍ حَفَّاتِهِمُ الْأَنْوَارُ فَأَنْتُمُ الْأَعْلَمُ
تَقُولُ لِلْمُؤْمِنِينَ أَلَّا يَكُفِيْكُمْ أَنْ يَمْدَدَكُمْ رَبُّكُمْ بِشَلَةٍ الْفِيْ مِنَ الْمَلِكَةِ
مُنْزَلِيْنَ ۝ بَلَى لَا إِنْ تَصْبِرُوا وَتَنْفُذُوا وَبِأَنْفُذُكُمْ مَنْ فَرَّ هُمْ هَدَايَمِدَدَكُمْ
رَبُّكُمْ بِخَمْسَةِ الْفِيْ مِنَ الْمَلِكَةِ مُسَوِّمِيْنَ ۝ (۸۲)

(ترجمہ) اور بے شک اللہ نے بدر میں تمہاری مدد کی جب تم بالکل بے سروسامان تھے۔ تو اللہ سے ڈروتا کرم شکر گزار ہو۔ جب اے محبو! تم مسلمانوں سے فرماتے تھے کیا تمہیں یہ کافی نہیں ہے کہ تمہارا رب تمہاری مدد کرے تین ہزار فرشتہ اتار کر ہاں کیوں نہیں اگر تم صبر و تقویٰ کرو اور کافر اسی دم تم پر آپڑیں تو تمہارا رب تمہاری مدد کو پانچ ہزار فرشتے نشان والے بھیجے گا۔ (کنز الایمان)

معرکہ بدر سے قبل عسکری سرگرمی:

ہجرت رسول اللہ اسے معرکہ بدر تک کا زمانہ تقریباً ۱۹ ماہ کا بنتا ہے اس دوران میں مکہ اور مدینہ کے درمیان کوئی خونی معرکہ نہیں ہوا، صرف اس سریہ میں کچھ خوزیزی ہوئی تھی جس کی کمان عبداللہ بن جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہ کر رہے تھے جس

کی کبوتری کا کردار ادا کیا اور ان دونوں کے درمیان رکاوٹ بن گیا۔ (طبقات: ۱:۳۰۷)

۲..... جنگی گشتی پارٹی:

یہ ساٹھ افراد پر مشتمل تھی، جسے حضرت عبید بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ وادی رانغ تک لے گئے، یہ واقعہ ہجرت کے پہلے سال ماشوال میں ہوا۔ اس گشتی پارٹی کا مقصد قریش کی تجارت کو تہدید (یعنی خوف میں بیتلہ) کرنا تھا، اس پارٹی نے قریش کے دوسرے بھی زیادہ جانبازوں کے ساتھ ملاقات کی، جن کی قیادت ابوسفیان کر رہا تھا مگر فریقین میں کوئی جنگ نہ ہوئی۔ اس غزوہ میں کمی فوج کے دو آدمی حضرت عبید بن حارث کی گشتی پارٹی میں شامل ہو گئے۔ یہ دو آدمی مقداد بن عمر والجعرانی اور عتبہ بن غزوان تھے۔ یہ دونوں مسلمان تھے جو کمی فوج میں آگئے تھے۔ (غزوہ بدر: ۱۲۹)

۳: جاسوس گشتی پارٹی:

اس پارٹی میں آٹھ مہاجرین شامل تھے، جن کی کمان حضرت سعد بن ابی وقار ص رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کر رہے تھے، یہ پارٹی مکہ اور شام کے درمیان قریش کے تجارتی راستے کی تہدید کے لئے الغراء تک پہنچ گئی۔ لیکن یہ گشتی پارٹی دشمن کے ساتھ جنگ میں نہیں الجھی، یہ واقعہ ہجرت کے پہلے سال ذوالقعدہ کا ہے۔ (غزوہ بدر: ۱۲۹)

۴: غزوہ ودان:

یہ ایک جنگی گشتی پارٹی تھی جس میں دو سو جانباز شامل تھے۔ جن کی کمان خود رسول اللہ نے ہجرت کے دوسرے سال صفر کے مہینے میں ودان کے علاقے تک کی اور آپ بغیر کسی جنگ کے واپس آگئے، ہاں آپ نے حمزہ بن بکر بن کنانہ کے قبائل سے عدم جاریت کا معاہدہ کیا۔ (المرجع سابق)

۵: غزوہ بواط:

یہ ایک جنگی گشتی پارٹی تھی جس کی کمان خود رسول اکرم ا نے علاقہ بواط تک اس راستے پر کی جو شام سے مکہ پہنچتا ہے۔ یہ ربيع الاول ۲ھ کا واقعہ ہے۔ اس گشتی پارٹی کا مقصد قریش کے قافلہ پر حملہ کرنا تھا لیکن قافلہ پنج گیا اور آنحضرت بغیر جنگ کے واپس آگئے۔ اس گشتی پارٹی میں دو سو سوار شامل تھے۔ (المرجع سابق)

۶: غزوہ العشرہ:

یہ ایک جنگی گشتی پارٹی تھی جس میں دو سو جانباز شامل تھے۔ اس کی کمان خود رسول کریم ا نے قریش کی تجارت کی تہدید کیلئے العشرہ مقام تک کی جو منبع کے علاقے میں واقع ہے اور رسول کریم ا بغیر کسی جنگ کے واپس آگئے کیونکہ قریش کا قافلہ اس علاقے سے گزر کر پنج گیا تھا، ہاں آپ نے (اس غزوہ کے دوران) بنی مدح اور ان کے حلیفوں بنی حمزہ سے عدم جاریت کا معاہدہ کیا۔ یہ جمادی الاولی کیم ہجری کا واقعہ ہے۔ (طبقات ابن سعد، اول: ۳۱۰)

۷: غزوہ بدر الاولی:

یہ ایک گشتنی پارٹی تھی جو دوسو جانبازوں پر مشتمل تھی، اس کی کمان خود رسول کریم اُنے کی۔ یہ واقعہ جمادی الآخرہ کا ہے۔ آپ نے اس کے ذریعے مشرکین کی عمومی فوجوں کو بھگا دیا، جنہوں نے مدینہ کی چراگا ہوں پر حملہ کر کے بعض مویشی لوٹ لیے تھے، آنحضرت ان کے تعاقب میں وادی سنوان تک پہنچ گئے جو بدر کے قریب ہے لیکن آپ اکو غارتگری کرنے والی فوجیں نہ ملیں اور آپ بغیر کسی جنگ کے واپس آگئے۔ (غزوہ بدر: ۱۳۰)

معرکہ بدر کے اسباب:

ماہ رمضان کے شروع میں آنحضرت اُویہ خبر پہنچی کہ اہل قریش کا تجارتی مال و اسباب سے بھرا ہوا قافلہ شام سے مکہ آ رہا ہے اس کے ساتھ تیس یا چالیس آدمی خاص اہل قریش کے ہیں جن کا سردار ابوسفیان ہے اور اس کے ہمراہیوں میں عمرو بن العاصی و محزمۃ بن نوبل ہیں۔ آپ اُنے مسلماناں مہاجرین و انصارِ ربِ اللہ تعالیٰ عنہم کو جمع کر کے اس قافلے کی طرف پیش قدمی کرنے کا حکم صادر فرمایا۔ (۸۳)

آقائے دو جہاں اکا اپنے اصحابِ ث سے مشورہ:

آپ اُنے مہاجرین و انصار کو جمع کر کے مشورہ کیا۔ پہلے مہاجرین نے نہایت خوبصورتی اور برسرو چشم ہر حکم بجا لانے کا اقرار کیا اور اس کے بعد آپ اُنے انصار کی طرف رخ کیا ان میں سے حضرت سعد بن معاذ نے نکل کر عرض کیا ”اے رسول اللہ! ہم نے آپ اُکے دست مبارک پر بیعت کی ہے۔ اگر آپ اُدرا یا میں کو دنے کو فرمائیں گے تو ہم اس میں بھی غوطہ لگادیں گے۔ آپ اللہ کے نام پر ہمارے

ساتھ چلنے، ہم ساتھ چھوڑنے والوں میں سے نہیں ہیں۔“ آنحضرت ایہ سن کر خوش ہو گئے اور یہ ارشاد فرمایا: ”کہ تم لوگوں کو بشارت ہو، کہ اللہ جل شانہ نے مجھ سے فتح و نصرت کا وعدہ فرمایا ہے۔“ (طبقات ابن سعد، ا: ۳۱۵)

اکثر اصحاب رسول اللہ اکاگمان یہی تھا کہ حضور قافلہ پر حملہ آور ہونے کو جاری ہے ہیں وہ دل ہی میں خوش تھے کہ قافلہ ہی سے مدد بھیڑ ہو کیونکہ مسلمان بلحاظ جنگی ساز و سامان کے مکمل نہ تھے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے تو نبی اکو مدینہ ہی میں مطلع فرمادیا تھا کہ حملہ آور دشمن سے جنگ کیلئے جانا ہے۔

جنگ ناگزیر تھی کہ امراء الہی تھا:

قافلہ قریش تو چلا گیا تھا، مسلمان چاہتے تو جنگ نہ ہوتی لیکن امراء الہی مقدر تھا۔

قرآن مجید میں ہے کہ:

وَلَوْتَوَا عَذْتُمْ لَا خَتَّلَقُمْ فِي الْمَيْعَادِ لَا وَلَكُنْ لَيْقُضِيَ اللَّهُ أَمْرًا كَانَ
مَفْعُولًا لَا لَيْهِ لَكَ مَنْ هَلَكَ عَنْ بَيْتِهِ وَيَحْمِي مَنْ حَيَ عَنْ بَيْتِهِ طَوْانَ
اللَّهُ لَسْمِيْعُ عَلِيْمٌ ۝ (پارہ ۱۰، سورۃ الانفال، آیت ۲۲)

(ترجمہ) اور اگر تم آپس میں کوئی وعدہ کرتے تو ضرور وقت پر برابر نہ پہنچتے لیکن یہ اس لئے کہ اللہ پورا کرے جو کام ہونا ہے۔ کہ جو ہلاک ہو دلیل سے ہلاک ہو اور جو جئے دلیل سے جئے۔ اور بے شک اللہ ضرور سنتا جانتا ہے۔ (کنز الایمان)

غزوہ بدر کو اللہ تعالیٰ نے یوم الفرقان بھی قرار دیا۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے

کہ:

يَوْمَ الْفُرْقَانِ يَوْمَ النَّقَى الْجَمِيعِ (٨٥)

(ترجمہ) فیصلے کے دن جس دن دونوں فوجیں ملی تھیں۔

مجاہدین کی روانگی اور بحیثیت کمانڈر انچیف

رسول اللہؐ کا ایشارہ:

آٹھ رمضان کے بعد جناب رسول امدینہ سے روانہ ہوئے حضرت سیدنا عمر و ابن ام مكتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کو اپنے بجائے نماز پڑھانے کیلئے چھوڑ گئے پھر مقام رجاء میں پہنچ کر ابو لبابة رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کو مدینہ کا حاکم مقرر کر کے واپس کیا اس لشکر میں تین علم تھے ایک حضرت مصعب بن عمير رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دوسرا حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کے تیسرا کسی انصاری کے ہاتھ میں تھا ان آخری دو کی کی نسبت بیان کیا جاتا ہے کہ سیاہ رنگ کے تھے۔ (تاریخ ابن خلدون، ۱:۱۷)

صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کے ساتھ اس معمر کہ میں صرف ستر (۰۷)

اونٹ تھے جس پر باری باری سوار ہوتے تھے۔ رسول اکرم اور مرشد بن ابی مرشد اور علی بن ابی طالب باری باری اونٹ پر سوار ہوتے۔ حضور نبی کریمؐ نے اپنے دونوں ساتھیوں ابن ابی طالب اور ابن ابی مرشد سے اپیل کی کہ وہ اپنے اپنی حصے کے مطابق اونٹ پر سواری کریں اس نے دونوں نے آپؐ سے عرض کیا ہم آپؐ اکی طرف سے بھی پیدل چلیں گے، آپؐ نے فرمایا: ”تم دونوں مجھ سے زیادہ طاقتور

نہیں ہوا ورنہ ہی میں تمہاری طرح اجر سے بے نیاز ہوں۔“ اور آپؐ نے انکار کرتے ہوئے فرمایا کہ میرا حصہ بھی تم میں سے ہر ایک کے مطابق ہو گا۔ (غزوہ بدر: ۱۳۹ - ۱۴۰)

نبوی اٹھیلی جیسیں:

رسول اکرمؐ نے اونٹوں کی گردنوں سے گھٹیاں اتارنے کا حکم دیا، معلوم ہوتا ہے کہ آپؐ نے یہ کام فوج کی حرکت کو خفی رکھنے کیلئے کیا۔ کیونکہ اونٹوں کے چلنے سے گھٹیوں سے بلند آواز لکھتی ہے جس سے دشمن کو فوج کی جگہ معلوم کرنے میں آسانی ہو جاتی ہے اس وجہ سے رسول کریمؐ نے گھٹیوں کو اونٹوں کی گردنوں سے اتارنے کا حکم دیا۔ جنگی حالات کا عام دستور ہے اور ان حالات کا تقاضا ہوتا ہے کہ احتیاطی تدبیر اختیار کی جائے۔ رسول کریمؐ نے دشمن کے حالات معلوم کرنے کیلئے اپنے جاسوس بھیجے۔

موجودہ دور میں انہیں اٹھیلی جیسیں یا حالات معلوم کرنے کے آلات کہا جاتا ہے۔ اٹھیلی جیسیں کے آدمی فوج کے آگے ادھر ادھر پھیل جاتے ہیں، ان میں سے ایک حضرت بسبس بن عمر و جہنی اور دوسرے حضرت عدی بن ابی الزغماء تھے یہ دونوں پہلے اشخاص ہیں جنہیں رسول کریمؐ نے بدر کی جانب ابوسفیان کے حالات معلوم کرنے کیلئے بھیجا۔ اور وہ بدر سے یہ خبر سن کر آئے کہ قافلہ کل یا پر سوں بدر میں پہنچ گا۔ (طبقات، ۱: ۳۱۳)

بدر کا راستہ:

چند افراد کے جن میں ابو لہب بھی تھا۔ ابوسفیان اپنے قافلے کو ساحل کے ساتھ ساتھ لے کر مکہ کی جانب چلا تو راستے میں اہل مکہ بھی مل گئے اس نے خوش ہو کر کہا چلو واپس چلو ہمارا قافلہ صحیح و سالم نج آیا مگر ابو جہل نے ابوسفیان کے مشورے کو رد کر دیا اور فوج کی بدر تک جانے پر اصرار کیا۔ اس نے بڑے تکبر اور غضب سے کہا، خدا کی قسم! ہم واپس نہیں جائیں گے ہم بدر تک جائیں گے اور تین دن وہاں ٹھہریں گے اور اونٹ ذبح کریں گے اور کھائیں گے کھلائیں گے اور شراب نوشی کریں گے اور گلوکارائیں ہمارے لیے گانے گائیں گی اور عرب ہمارے متعلق اور ہماری پیش قدی سے متعلق سنیں گے تو ہمیشہ ہم سے ڈرتے رہیں گے۔ (سلیمان الہدی والرشاد، ۲۹:۳)

آغاز جنگ

کے رمضان المبارک جمعہ کا دن نمازِ فجر حضور سالارِ عظیم اُنے لشکرِ اسلام کو پڑھائی اور فرمانِ الہی کے مطابق ایک مختصر مبلغ خطبہ ارشاد فرمایا۔

”جب تک کفار کی جانب سے پیش قدمی نہ ہو مسلمان ہرگز حملہ نہ کریں، اگر کفار مسلمانوں کی جانب بڑھنے لگیں تو ان کو روکنے کیلئے پہلے تیر برسائیں، اگر وہ نہ کریں اور آگے بڑھتے رہیں تو مسلمان جم کر لڑیں، خبردار کوئی گھبرائے نہ، کوئی پیٹھ نہ پھیرے، اللہ سبحانہ تعالیٰ تمہیں ہدایت فرماتا ہے:

يَا يَهَا الَّذِينَ أَمْنَوْا إِذَا لَقِيْتُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا رَحْفًا فَلَا ثُوَلُ هُمُ الْأَذْبَارُ
وَمَنْ يُؤْلَمْ يَوْمَ مَيْدِ دُبْرَهُ إِلَّا مَتَحِزِّ فَالْقِتَالِ إِذَا مَتَحِزِّ إِلَى فَقْدَتِي

رسول کریم ا مدینہ سے بدر کی طرف مدینہ کے دریے کے راستے چلے پھر عقین، پھر ذواللیفہ، پھر اولاتِ اجیش، پھر تربان، پھر مل، پھر غمیں الحمام، پھر صنیراتِ الیمامہ، پھر سیالہ، پھر فتح الروحائی، پھر شوکہ (شنوکہ) گئے۔ بیر الروحائی سے آگے مقام ”منصرف“ کو چھوڑتے وقت آپ نے مکہ کے راستے کو باعثیں جانب چھوڑ دیا۔ پھر آپ دائیں جانب نازیہ کی طرف بدرجانے کیلئے مڑ گئے۔ جب آپ نازیہ اور مصیق الصفراء کے درمیان وادی وحقان (یا رحقان) میں چلے تو اس سے سیدھے ہو گئے۔ پھر آپ نے وادی الصفراء کو باعثیں جانب چھوڑ دیا اور دائیں جانب وادی ذفران میں چلنے لگے۔ اس وادی سے نکلتے وقت آپ کوئی فوج کے خروج کی اطلاع ملی کہ وہ بدر کی طرف آ رہی ہے۔ وادی ذفران سے نکلنے کے بعد آپ شنایا پر چلے، جسے اسافر“ کہتے ہیں پھر آپ وہاں سے بدر کے قریب ایک شہر کی طرف چلے گئے۔ جسے الدبة“ کہتے ہیں اور آپ نے الحمان“ کو دائیں جانب چھوڑ دیا پھر بدر کے قریب اتر گئے۔ (غزوہ بدر صفحہ ۱۳۰ اوضیاء النبی ۱، ۳۰۶:۳))

ابوسفیان کا مکہ سے مدد طلب کرنا:

اتفاق سے یہ خبر رفتہ رفتہ ابوسفیان تک پہنچ گئی اس نے مسلمانوں سے ڈر کر ضم خصم بن عمرو و غفاری کو اجرت دے کر مکہ کی طرف روانہ کیا اور یہ کہلا بھیجا کہ تمہارا قافلہ محمد رسول اور انکے تابعین کی وجہ سے معرض زوال میں ہے، دوڑوا اور اپنے قافلے کو بچاؤ۔ چنانچہ اہل مکہ یہ سنتے ہی سب کے سب نکل کھڑے ہوئے سوائے

سب سے پہلے مغورو سردار عتبہ بن ربیعہ اپنے بھائی شیبہ اور بیٹے ولید کے ساتھ آگے بڑھا اور بڑے زعم سے مبارزت طلب کی، انصار اصحاب میں سے حضرات عوف، معاذ اور عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم مقابلہ کیلئے آگے بڑھے تو عتبہ نے کہا کہ ہم انصار مدینہ سے مقابلہ نہیں چاہتے تم ہمارے جوڑ کے نہیں مہاجرین میں سے کسی کو جرات ہو تو آگے آئے، تب چیلنج دینے والے اس مغورو کے سردار کے ایک فرزند (جو مسلمان ہو چکے تھے) حضرت ابو حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چاہا کہ اپنے کافر باپ کا مقابلہ کریں مگر حضور رحمۃ اللعالمین اనے آپ کو روک دیا اور آپ انے اپنے محترم چچا اسد اللہ و اسد الرسول حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، اور حضرت عبیدہ ابن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کو آگے بھیجا۔ حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نے شیبہ بن ربیعہ کو ایک ہی وار میں واصل جہنم کر دیا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نے اسی آن واحد میں ولید بن عتبہ کا خاتمہ کیا اور عتبہ بن ربیعہ اور حضرت عبیدہ کے باہم مقابلے میں حضرت عبیدہ کے پاؤں کٹ گئے تو حضرت حمزہ اور حضرت علیؑ نے عتبہ کو بھی موت کے گھاٹ اتار دیا۔ (تاریخ طبری، ۱۷۹:۱)

تین ممتاز و معزز و نامور سردار ان قریش کے اس طرح مارے جانے پر کفار کی فوج میں صفات ماتم بچھگئی اور عجیب ہیبت کی دھاک پیٹھگئی۔ اسلامی لشکر میں فرطِ فرحت و لشکر سے احمد..... اور اللہ اکبر..... اللہ اکبر کے نلک بوس نعرے گونجھے لگے جو کفار کے حق میں جگر شکاف تھے۔ بعد ازاں کفار نے اپنے مقام سے تیر بر سائے جن سے حضرت مجمع بن صالح اور حضرت حارثہ بن سراقة شہید

(بغضِ مِنَ الَّذِي مَا وَهَجَهُمْ طَوْبَسَ الْمَصِيرُ (۸۲۰))

(ترجمہ) اے ایمان والو! جب کافروں کے لام (بڑے لشکر) سے تمہارا مقابلہ ہو تو انہیں پیٹھ نہ دو اور جو اس دن انہیں پیٹھ دے گا مگر لڑائی کا ہنر کرنے یا اپنی جماعت میں جا ملنے کو تو وہ اللہ کے غصب میں پلٹا اور اس کا ٹھکانا دوزخ ہے اور کیا برجی جگہ ہے پلٹنے کی۔ (کنز الایمان)

اور رسول کریمؐ نے دوسری حکم الہی بھی سنایا:
یَا يَهُا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا لَقِيْمُ فَتَّأْبُشُوا وَإِذْ كَرَّ اللَّهُ كَثِيرًا لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ (۸۷)

(ترجمہ) اے ایمان والو! جب کسی فوج سے تمہارا مقابلہ ہو تو ثابت قدم رہو اور اللہ کی یاد بہت کرو کہ تم مراد کو پہنچو۔ (کنز الایمان)

اسراق کے بعد کفار کی فوج اپنے دل دلی حصہ زمین سے اسلامی فوج کی طرف بڑھی اور بدر کی بے شجر وادی میں دونوں فوجیں آمنے سامنے ہوئیں، ایک جانب بڑھی اور بدر کی بے شجر وادی میں دونوں فوجیں آمنے سامنے ہوئیں، ایک جانب لو ہے میں ڈھکے ہوئے سرتاپ مسلح فن جنگ کے خوب ماہر قہر مجسم ایک ہزار قریشی سرداروں، پہلوانوں اور نامور بہادروں کی پیش قدمی ہے تو دوسری جانب ۳۱۳ اسلامی لشکر کے افراد کہ جن کے پاس تکمیل جنگی ساز و سامان بھی نہیں ہے اکثر کے لباس بھی پھٹے پرانے ہیں۔ تمام ظاہری آثار بتاتے ہیں کہ قریشی لشکر اسلامی لشکر کا صفائی چند لمحوں میں بڑی آسانی سے کر دے گا۔

آپ اکے بارگاہِ الٰہی میں دعا کرتے وقت آپ اکے ساتھ عریش میں کوئی نہ تھا۔ سوائے قدیم یا رغوار سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جو حضور انور اکی حفاظت کیلئے تلوار لیے ہوئے آپ کی پشت پر داخل ہوئے تھے، عاجزانہ دعا کی حالت میں آپ اکے مقدس ہاتھ جو ہلتے تھے تو آپ کی مبارک چادر آپ کے پاک کنڈھوں سے بار بار گرجاتی اور سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کو پھر آپ کے کنڈھوں پر ڈالتے رہتے۔ اس دعا کی طوالت نے سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو متاثر کیا تو آپ نے عرض کیا..... ”یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان، دعابس فرمائیے..... بس فرمائیے، اللہ تعالیٰ نے جو وعدہ فرمایا ہے وہ ضرور پورا فرمانے والا ہے۔“ (مسلم، ۹۳:۲)

یہ گزارش گویا الہام غبی تھی کہ اسی وقت سیدنا جبرائیل علیہ السلام اللہ تعالیٰ سے بشارت کا پیغام لے آئے اور سنایا:

(ترجمہ) جب تم اپنے رب سے فریاد کرتے تھے تو اس نے تمہاری سن لی کہ میں تمہیں مدد دینے والا ہوں ہزار فرشتوں کی قطار سے۔ (۸۸)

اس پیاری وحی سے آپ کی تسلی میں مزید اضافہ ہوا اور آپ نے یہ نوید پہنچا کر لشکرِ اسلام کی مزید خوب ہمت افزائی فرمائی۔

امدادِ ملائکہ:

معاً سفید عمامہ پوش اپنے گھوڑوں پر سوار فرشتوں کی فوج کا نزول ہوا، فرشتوں کو بارگاہِ الٰہی سے حکم ملا:

ہو گئے۔ اور پھر گھمسان کی لڑائی شروع ہو گئی۔ لشکرِ اسلام کے علم بردار حضرت مصعب بن عمير رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے حقیقی بھائی جو مشترک تھا عبد اللہ بن عمير کو قتل کیا اور حضرت سیدنا فارقِ عظیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے حقیقی ماموں عاص بن ہشام بن مغیرہ کو قتل کیا۔

تین تین چار چار سوار و پیادہ آہن پوشوں کا اکیلے مہاجرین یا تن تھا انصار پر ٹوٹ پڑنا، تبغ و تبر کی چھا چھن، بر چھیوں اور نیزوں کی جھنجھناہٹ، تیروں کی فشاش، کفار کے گھوڑوں کے ٹاپوؤں کی ٹھپا ٹھپ، ہوا کی سنسناہٹ کفار کے جنگی نقاروں کی ہبیت ناک گرج، لات و منات، ہبیل و عزیزی کی امداد کیلئے کفار کی شورو پکار، مجاہدین اسلام کی أحد..... أحد کی صدائیں اور ہر ضرب پر اللہ اکبر..... اللہ اکبر کے پُر جوش و فلک بوس نعروں سے میدان کا رزار ایسا ہونا ک مظہر ہوا کہ گویا زمین پر نزلہ تھا، پھاڑ لرز رہے تھے، اور آسمان پھٹ رہا تھا، حضور انور و اقدس اسپہ سالارِ لشکر اسلام علیہ افضل التحیۃ والصلوٰۃ والسلام منتشر ہو کر داخل عریش ہوئے اور دونوں مبارک ہاتھوں کو پھیلائ کر حق تعالیٰ جل جلالہ عَمْنَوَالَّهُ سے نہایت خلوص و عجز سے عرض کرنے لگے ”یا الٰہ العالمین، یا ذوالجلال والا کرام اگر آج اس میدان میں یہ نہتے مسلمان کٹ جائیں اور مٹ جائیں تو پھر تیری عبادت کرنے والے بندے دنیا میں کوئی باقی نہ رہیں گے، یا الٰہی تیری عبادت کرنے والے ان نہتے مسلمانوں کو آج فتح سے نواز، اے مولیٰ تیرا وہ وعدہ کہ مسلمانوں کو فتح سے سرخو فرمائے گا اب پورا فرماء..... اخ۔ (سیرت ابن ہشام، ۲۷:۶۲ و مسلم ۹۳:۲)

بیشک اللہ سنتا جانتا ہے۔” (پارہ: ۹، الانفال: ۱۷)

حضرت جبراہیل علیہ السلام فرشتوں کی قیادت کرتے ہوئے حضرات مہاجرین و انصار کی اس طرح مدد کر رہے تھے کہ حضرت ربع بن انس انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ، اپنا مشاہدہ روایت کرتے ہیں کہ ہم جنگ بدر میں کشتگانِ ملائکہ کو پیچانے تھے۔ کسی کا سرگردان سے اڑا دیا ہے، کسی کے پوروں پر ضرب پہنچائی ہے، گویا کہ وہ آگ سے جلا ہوا ہے اور داغ ہو گیا ہے۔ (رواہ بیہقی، سبل الحدی ۲: ۳)

حضرت سہیل بن حنیف انصاری اور حضرت ابو داؤد عمر بن عامر انصاری رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ معزکہ بدر میں ہم سے کوئی توار اٹھاتا تو اس کی تلوار مشرک تک پہنچنے سے قبل ہی مشرک کا سر جسم سے جدا ہو کر گرجاتا تھا۔ (رواہ لیہیقی دلائل النبوة) رسول اکرم اکے ایک بچا عباس بن عبدالمطلب ابھی مسلمان نہ ہوئے تھے اور مشرکوں کے ساتھ فوج میں تھے طویل قامت اور قوی جسم والے تھے انہیں ایک دبليے پتے پستہ قد انصاری صحابی حضرت ابوالیسر خزر جی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے گرفتار کر کے حضور سید الانبیاء والمرسلین اکی خدمت میں پیش کیا۔ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا، اے ابوالیسر تم نے عباس کو کیسے گرفتار کیا، ایسے مرد نے میری مدد کی جسے میں نے پہلے یا بعد انہیں دیکھا وہ ایسا ایسا تھا، حضور علیہ الصلوٰۃ السلام نے فرمایا کہ تمہاری مدد (ملک کریم) یعنی حضرت جبراہیل علیہ السلام نے فرمائی۔“ (سبل الحدی ۲: ۳)

ظہورِ معجزات:

(ترجمہ) اے (فرشتو)! میں تمہارے ساتھ ہوں، تم مسلمانوں کی کو ثابت قدم رکھو، عنقریب میں کافروں کے دلوں میں ہیبتِ ڈالوں گا، پس کافروں کی گردنوں سے اوپر مارو اور ان کے ایک ایک پور پر ضرب لگاؤ

(۸۹)

ابلیسِ عین جو سراقد سردار بنو کنانہ کی شکل میں مع ایک لشکر وارد تھا نزولِ ملائکہ دیکھتے ہی ہیبت زدہ ہو کر میدان سے یہ کہتے ہوئے فرار ہوا ”میں تم سے الگ ہوں، میں وہ دیکھ رہا ہوں جو تمہیں نظر نہیں آتا۔ میں اللہ سے ڈرتا ہوں اور اللہ کا عذاب سخت ہے۔“ (۹۰)

پہلے ہزار فرشتے آئے پھر تین ہزار ہو گئے۔ بعد ازاں بصورت صبر و تقویٰ پانچ ہزار ہو گئے۔ حضور اقدس اے ایک کنکریوں کی مٹھی لے کر شاہت الوجه (یعنی ذلیل ہوں چہرے) فرماتے ہوئے لشکر کفار کی جانب پھینکنے۔ دفعتاً ایک ایسی تیز آندھی چلی کہ کفار میں ہر ایک کے منہ اور ناک ریت سے بھر گئے، سانس لینا دشوار ہو گیا، دم گھٹنے لگے وہ مبہوت ہو کر حیران و پریشان بھاگنے، مرنے اور اپنے ہتھیار پھینک کر قید ہونے لگے۔ اس مجزہ کا ذکر ذوالجلال والا کرام نے بڑے لطف و پیارے الفاظ میں یوں فرمایا ہے۔

”(ترجمہ) تو تم نے انہیں قتل نہ کیا بلکہ اللہ نے انہیں قتل کیا اور اے محبوب (۱) وہ خاک جو تم نے پھینکنی تھی بلکہ اللہ نے پھینکنی اور اس لیے کہ مسلمانوں کو اس سے اچھا انعام عطا فرمائے۔

کے ساتھ پانچ افراد ایسے بھی تھے کہ جو ایمان لانے کے بعد حضور انور اکے حکم سے ہجرت کر کے مدینہ نہیں آئے، اللہ کے رسول اکی نافرمانی کی اور ان کے اعز و اقرباء نے انہیں سمجھا بجھا کہ اسلام چھوڑنے پر راضی کر لیا اور اس طرح یہ مرتد ہو گئے۔ ان میں (۱) بنو اسد بن عبد العزیز بن قصی سے حرث بن زمعہ (۲) بنو مخزوم سے ابو قیس ابن الفا کہہ بن مغیرہ (۳) ابو قیس بن الولید بن مغیرہ (۴) بنو جعہ سے علی بن امیہ بن خلف (۵) بنو سہم سے عاصی بن منبہ، یہ قریش کے لشکر میں شامل ہو کر بدر تک آئے تھے اور واصل جہنم ہوئے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ مرتدین کو جلد از جلد کیفر کردار تک پہنچا دیتا ہے۔ (۹۱)

حضرت عبد اللہ بن سہیل کی ثابت قدمی:

رسول اکرم اکے ایک صحابی حضرت عبد اللہ بن سہیل مہاجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، مکہ مکرمہ میں اپنا اسلام ظاہر کیے بغیر قیام فرماتھے مگر پیکر استقامت تھے۔ لشکر کفار میں داخل ہو کر میدان بدر میں وارد ہوئے اور مشرکین کے لشکر کو چھوڑ کر حضور انور اکی قدم بوئی کا شرف حاصل کیا اور مسلمانوں کے ساتھ مل کر کافروں سے خوب مقابلہ کیا۔

(۹۲)

حضرت سواد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والہانہ عقیدت:

جب سروکا نات اپنے جانثاروں کی صفائی درست فرمائے تھے تو ایک صحابی حضرت سواد بن غزیہ کو صفائی سے باہر ملاحظہ فرمایا کہ اپنے عصا سے ان کے جسم کو مس کیا اور فرمایا: ”سواد سید ہے کھڑے ہو جاؤ۔“ جس پر حضرت سواد نے احتجاجاً

معرکہ بدر میں حضور علیہ اصلوۃ والسلام کے کئی معجزات ظاہر ہوئے، میدانِ جنگ میں اپنی صفوں کو لے کر بنی کریم امیدان کے وسط میں تشریف لائے اور جنگ سے ایک روز قبل آپ انے اپنے عصائے مبارکہ سے مختلف لکیریں میدان میں کھینچتے ہوئے فرمایا: ”کل یہاں عتبہ بن ربعیہ کی موت ہوگی، اور یہاں اس دور کے فرعون ابو جہل کی موت واقع ہوگی، الغرض مشرکین کی موت اور ان کے مقتل کی جیسی نشاندہی فرمائی گئی تھی اس سے ہٹ کر وقوع نہ ہوا۔“ (مسلم شریف، ۱۰۲:۲)

حضرت عکاشہ کے پاس ایک زنگ آلو دپڑانی تلوار تھی جو ٹوٹ گئی تو رسول اکرم اکر نے میدان سے ایک سوکھی جنگلی جلانے والی لکڑی اپنے دست مبارک سے اٹھا کر انہیں دے دی اور ارشاد فرمایا: ”جاوہ اس سے ٹڑو،“ وہ لکڑی حضرت عکاشہ کے ہاتھ میں ایک سفید چمکدار فولادی تیز تلوار بن گئی اور عرصہ دراز تک (۱۱ ہجری) ان کے پاس رہی۔ اسی طرح حضرت سلمہ بن اسلم النصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کو بھی حضور انے کھجور کی سوکھی شاخ دی جو کہ فوراً ایک تیز دھار تلوار بن گئی۔ حضرت رفاعة بن رافع بن مالک خزر جی انصاری و حضرت قادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی زخمی آنکھوں کو حضور علیہ اصلوۃ والسلام نے اپنے لعاب دہن سے تندرست کر دیا۔

(ابن کثیر، ۳۲۶:۲ - ۳۲۷:۲)

حیرت انگیز واقعات:

مرتدین کا عبرتناک انجام:

یہ معرکہ بدر امر الہی کے نتیجے میں اسلئے بھی پیش آیا تھا کہ مکہ مکرمہ میں مشرکین

ہوئے۔

شہداء و شرکاء بدر کی فضیلت:

رفاع بن رافع الزرقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے،

”جبرایل علیہ السلام رسول اللہ اکی خدمت میں حاضر ہوئے اور پوچھا آپ اہل بدر کو مسلمانوں میں کیسا سمجھتے ہیں؟ رسول اللہ انے فرمایا! سب مسلمانوں سے افضل سمجھتا ہوں۔ حضرت جبرایل نے عرض کیا کہ فرشتوں میں سے جو فرشتے بدر میں حاضر تھے ان کا درجہ بھی ملائکہ میں ایسا ہی سمجھا جاتا ہے۔“ (۹۳)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کیا کہ،

”رسول اللہ انے اہل بدر کو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں بخش دیا ہے اب تم جو چاہو سو کرو۔“ (۹۴)

اندلس کے مشہور سیاح محمد بن جبیر (متوفی ۲۷ شعبان ۶۱۳ھ) نے بدر کے حال میں پوچھا ہے۔

”اس موضع میں کھجور کے بہت باغات ہیں۔ اور آب روائیں کا ایک چشمہ ہے۔ موضع کا قلعہ بلند ٹیلے پر ہے۔ اور قلعہ کا راستہ پہاڑوں کے بیچ میں ہے۔ وہ قطعہ زمین نشیب میں ہے جہاں اسلامی لڑائی ہوئی تھی اور اللہ تعالیٰ نے اسلام کو عزت اور اہل شرک کو ذلت دی۔ آج کل اس زمین میں کھجور کا باغ ہے اور اس کے بیچ میں گنج شہید اس ہے۔ اس آبادی میں داخل ہوتے وقت بالکل طرف جبل الرحمۃ ہے۔ لڑائی کے دن اس پہاڑ پر فرشتے اترے تھے۔ اس پہاڑ کے ساتھ جبل الطبول ہے۔ اس کی

عرض کیا: ”یا رسول اللہ! آپ نے مجھے تکلیف پہنچائی میں اس کا بدلہ چاہتا ہوں۔“ تو نبی کریم ا نے اپنا کرتا اٹھالیا اور اپنا عصا انہیں دے کر فرمایا: ”لو اپنا بدلہ لے لو۔“ جس پر حضرت سواد نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے برہنہ سینہ اور پیٹ کو بو سے دیے اور فرط عقیدت سے چومنے لگے اور انہوں نے عرض کیا کہ میں نے بدلہ لینے کی گستاخی کا جملہ اس لیے کہا تھا کہ آج پتہ نہیں میں زندہ رہوں یا نہیں کم از کم موت سے پہلے آپ کے جسم اقدس کا ملک حاصل کروں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کی بھلانی کیلئے دعا فرمائی۔ (سیرت ابن ہشام) (الاصابہ، جلد ۲: ۱۹۵)

نتیجہ جنگ:

- ☆ سید الشہدا حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سات مشرکین کو قتل کیا۔
- ☆ حضرت علی المتقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ۱۲ مشرکین کو قتل کیا۔
- ☆ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے حقیقی ماموں کو قتل کیا۔
- ☆ حضرت سعد بن ابی وقار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ۲۲ مشرکین کو قتل کیا۔
- ☆ حضرت زییر بن العوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ۳ مشرکین کو قتل کیا۔
- ☆ حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ۲ مشرکین کو قتل کیا۔
- ☆ حضرت عمر بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ۲ مشرکین کو قتل کیا۔
- ☆ حضرت بلاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک مشرک کو قتل کیا۔
- ☆ اور دیگر مہاجر و انصار صحابہ نے مجموعی طور پر ۷۰ مشرکین قتل کیے۔ اور ستر کے قریب مشرکین اسیر ہوئے۔ جب کہ صرف ۲۳ اصحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم شہید

نے حضرت سعد بن خویں رضی اللہ تعالیٰ عنہ، اور حضرت عبداللہ بن سعید بن عاصی اُموی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کو شہداء بدر میں شمار کیا ہے۔ طبقات میں ہے کہ صفوان بن بیضاۓ کی وفات رمضان ۳۸ھ میں ہوئی۔

شہداء بدر کے ناموں کا اور حصول برکت

اور دفع مصائب کا ذریعہ ہے

اکثر علماء، صلحائی، اصفیائی، عرفائی، نقابی، نجایی، اتقیاء اور اولیاء فرماتے ہیں کہ شہداء بدر کے ناموں کو پڑھ کر ان کے وسیلے سے دعا کریں تو حاجت روائی ہوتی ہے اور یہ نام لکھ کر گھر میں لگائیں تو اس کی برکت سے گھر کے مکینوں کے ایمان، جان اور مال و آبرو کی حفاظت ہوگی۔ (کوکبہ غزوہ بدر: ۲۵۸، مؤلف مولانا بخشی مصطفیٰ علی خان میسوری مدنی علیہ الرحمہ)

حضرت مجح بن صالح رضی اللہ تعالیٰ عنہ

مجح بن صالح رضی اللہ تعالیٰ عنہ، قوم عک سے تھے، سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آزاد کردہ غلام تھے۔ غزوہ بدر میں سب سے پہلے یہی شہید ہوئے ہیں۔ رسول اکرم نے ارشاد فرمایا: يَوْمَئِذٍ مَهْجُونٌ سَيِّدُ الشَّهِيدَاتِ..... (اس دن (یعنی آخرت) مجح شہیدوں کا سردار ہوگا۔)۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجح سے متعلق یہ آیت نازل فرمائی:

وَلَا تَنْظُرُ إِلَيْنَّا يَنْذَعُونَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاقِ وَالْعَشَّى۔ (پارہ: ۷، الانعام: ۵۲)

قطع ریت کے ٹیکے کی سی ہے۔ کہتے ہیں ہر شب جمعہ کو اس پہاڑ سے نقارے کی صدا آتی ہے۔ اس لیے اس کا نام جبل الطیول رکھا ہے۔ ہنوز نصرت نبوی اکا یہ بھی ایک مججزہ باقی ہے۔ اس بستی کے ایک عرب باشندے نے بیان کیا کہ میں نے اپنے کانوں سے نقاروں کی آواز سنی ہے اور یہ آواز ہر جمعرات اور دو شنبے کو آیا کرتی ہے اس پہاڑ کی سطح کے قریب حضور انور اکے تشریف رکھنے کی جگہ ہے اور اس کے سامنے میدانِ جنگ ہے۔^(۹۵)

اسماۓ مبارکہ شہداء بدر، مختصر حالات

بعض مؤرخین نے شہداء بدر کی تعداد سترہ اور بائیس بھی بیان کی ہے، لیکن چودہ شہیدوں پر امام زرقانی اور امام ابن عبد البر متفق ہیں^(۹۶) اسی طرح شرکاء بدر کی تعداد اکثر مؤرخین ۱۳ تین سوتیرہ بیان کرتے ہیں اور بعض تین سوتیرہ^(۹۷) بیان کرتے ہیں۔ علامہ محمد احمد باشیل لکھتے ہیں، ”معركة بدر میں تین سوتیرہ مسلمان شامل ہوئے، جن میں سے چھیساںی (۸۶) مهاجرین اور دوسوائیں (۲۳۱) انصار تھے، جن میں سے ایک سوتیرہ^(۹۸) بنو خزر ج سے اور اکسٹھ^(۹۹) بنو اوس سے تعلق رکھتے تھے۔“ (غزوہ بدر، صفحہ ۲۰۳)

موصوف نے اپنی تالیف میں ان شرکاء کے ناموں کی فہرست بھی دی ہے۔ علامہ ابن سعد لکھتے ہیں کہ راوی محمد بن اسحاق کے شمار میں تین سو چودہ^(۱۰۰) اور موسیٰ بن عقبہ کے شمار میں تین سو سولہ^(۱۰۱) نیز شہداء بدر میں مهاجرین کی طرف سے ایک نام حضرت صفوان بن بیضاۓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، بھی درج کیا ہے۔ اور بعض

آپ اسلام میں سابقون الاؤن میں شمار ہوتے ہیں۔ (۹۷)

حضرت عبیدہ بن حارث بن مطلب بن عبد مناف بن قصیٰ ص:

ان کی کنیت ابوالحارث یا ابو معاویہ تھی، ان کی والدہ سخیلہ بنت خزانی تھیں۔ قرشی و مطلبی نسب ہے۔ قریش کی شہسواروں اور بہادروں میں سے تھے۔ مکہ میں پیدا ہوئے، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پرداد حضرت ہاشم بن عبد مناف اور حضرت عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پرداد حضرت ہاشم بن عبد مناف آپس میں حقیقی بھائی تھے اس نسبت سے حضرت عبیدہ بن حارث رسول اللہ اکے رشتہ میں پچاہوتے ہیں، آپ بالکل ابتداء میں اسلام لائے تھے۔ سب سے اوپرین سریہ اسلامی کے دو سرداروں میں اول حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دوم یہی حضرت عبیدہ تھے جن کے لئے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسلام میں جھنڈا باندھایا اس وقت کا واقعہ ہے جب حضور اُنے آپ کو ہجرت کے پہلے سال ساٹھ ۲۰ یا ایسی ۸۰ سواروں کے جاسوس گشتنی دستے کے ساتھ بھیجا یہ وہ دستہ ہے جو ابوسفیان کو "ثینیہ المرۃ" میں ملا تھا اور ابوسفیان کے ساتھ بھیجا یہ وہ دستہ ہے جو ابوسفیان کو "ثینیہ المرۃ" میں ملا تھا اور بن ربعہ بن عبد ثمس بن عبد مناف (جو رشتہ میں کزن یعنی پچاڑ تھا) نے حضرت عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ٹانگ کاٹ دی تھی اسلامی فوج نے زخمی حالت میں آپ کو اٹھا لیا تھا واپس مدینہ آتے ہوئے پہلی منزل وادی صفراء میں آپ شہید ہو گئے۔ جب انصار نے غزوہ بدر میں اول مرحلہ میں پیش قدمی کی تو حضور اُنے انصار صحابہ کو روک دیا اور فرمایا کہ میرے خاندان کے افراد پہلے جائیں گے پھر آپ کے حکم سے

حضرت حمزہ، حضرت علی اور حضرت عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم مبارزت کیلئے نکلے تھے بوقت شہادت حضرت عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عمر شریف ۲۳ برس تھی۔ اہل بدر میں سب سے زیادہ عمر سیدہ یہی تھے۔ یہی غزوہ بدر کے غازی بھی ہیں اور شہید بھی۔ ایک مرتبہ حضور انور شفیع روزِ محشر اس راہ سے گزرے۔ ہمراہیوں نے عرض کیا کہ ادھر سے کستوری کی خوشبو آرہی ہے۔ حضور اقدس اُنے فرمایا! ”ہاں، کیوں نہ ہو؟ یہاں ابو معاویہ کی قبر بھی تو ہے۔“ سب جان اللہ آپ نہایت خوش اندام اور خوب رو تھے۔ ہجرت مدینہ اور غزوہ بدر کے وقت طفیل اور حصین ان کے دونوں بھائی بھی رفیق سفر تھے۔ رسول کریم اہمیشہ ان کا اکرام فرماتے اور بہت قدر و منزالت فرمایا کرتے تھے۔ (۹۸)

حضرت عمیر بن ابی وقار (ماک) بن اُہبیب بن عبد مناف ص

آپ قرشی الزہری ہیں، آپ فتح قادریہ (ایران) اور عشرہ مبشرہ میں شامل حضرت سعد بن ابی وقار کے برادر اصغر ہیں۔ رسول اکرم اُنے جب اپنی فوج کا معاونہ فرمایا تو جن لوگوں کو صغیر سنی (کم عمری) کے باعث واپس کر دیا تھا انہی میں یہ حضرت عمیر بن ابی وقار بھی تھے، تو عمیر روپڑے اور اصرار کیا کہ آقائے دو جہاں اگر توجہ فرمائیں تو مجھے اسلامی فوج میں شامل فرمائیں، چنانچہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فوج میں شامل کر لیا گیا۔ آپ بڑے حوصلہ کے ساتھ لڑے اور پھر شہید ہو گئے۔ آپ کو شہید کرنے والے شقی کافر عمرو بن عبد دعامری کو غزوہ خندق

(احزاب) میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے واصل جہنم کیا۔

حضرت عاقل بن بکیر بن عبد یا لیل ص:

آپ قبلیہ بن سعد بن لیث بن عبد منانہ بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ سے تھے۔ ان کے ایک بھائی خالد غزوہ رجع میں شہید ہوئے تھے۔ عاقل نے مصائب کے دور مکہ المکرہ دار ارقام میں سب سے پہلے حاضر ہو کر رسول اکرم ا کے دست اقدس پر جاں نثاری کی بیعت کی تھی، اور اس بیعت کی تکمیل کے نتیجے میں منصب شہادت سے سرفراز کیے گئے۔ سابقون الاولون میں سے ہیں آپ کا نام غافل تھا مگر اللہ کے حبیب ا نے آپ کا نام عاقل تجویز فرمایا۔ غزوہ بدر میں ان کے بھائی عامر، ایاس اور خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی حاضر تھے۔

حضرت عمیر یا (عمرو) عبد عمر بن نضله الخزاعی ص:

سلسلہ نسب یوں ہے، عمیر بن عمرو بن نضله بن عمر بن غیسان بن سلیم بن اقصی بن حارثہ بن عمرو بن عمر۔ آپ کا لقب ذوالشمالین اور ذوالیدین ہے (یہ سیدھے ہاتھ کی طرح، بائیں ہاتھ سے بھی ویسا ہی کام کرتے تھے، اس لیے ذوالیدین مشہور ہوئے۔) قبلہ خزانہ سے تعلق تھا۔ کنیت ابو محمد ہے۔ بنو زہرہ بن کلاب کے حلیف تھے۔ مواخات میں ان کے انصاری بھائی یزید بن حارث بن قیس جو بنو خزر ج سے تھے وہ بھی بدر میں شہید ہوئے۔ بوقت شہادت حضرت عیریذ الشمالین کی عمر شریف تیس سال سے کچھ زائد تھی۔ (۹۹)

حضرت عوف یا عوذ بن عفراء ص:

عوف یا عوذ بن (عفراء) حارث بن رفاعة بن سواد رضی اللہ تعالیٰ عنہ انصاری نجاری ہیں، عفراء رضی اللہ تعالیٰ عنہما ان کی والدہ کا نام ہے والد کا نام حارث ہے۔ انہیں ان چھ آدمیوں میں شمار کیا جاتا ہے جو انصار میں سب سے پہلے مکہ میں حاضر ہو کر اسلام لائے۔ بیت عقبہ اولیٰ، ثانیہ و آخری میں موجود تھے۔ ان کے ایک بھائی معوذ بھی شہید ہوئے۔ ان کے چار بھائی (۱) رفاعة (۲) معوذ (۳) معاذ (۴) معن بدر میں حاضر تھے۔ نہایت نیک اور بلند ہمت خاتون صحابیہ حضرت عفراء رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے سات بیٹے تھے۔

عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ جب بدر میں صفت بندی ہوئی تو میں نے دیکھا کہ میرے دائیں و بائیں انصار کے دو جوان ٹڑکے کھڑے ہیں میں نے دل میں کہا کہ میرے برابر اگر پورے جوان کھڑے ہوتے تو زیادہ اچھا ہوتا۔ ان نوجوانوں میں سے ایک بولا اے چچا! کیا آپ ابو جہل کو پہنچانتے ہیں؟ میں نے کہا: ہاں، تم کیا چاہتے ہو؟ کہنے لگے! کہ وہ (ابو جہل) رسول اکی شان میں نازیبا کلمات بتتا ہے اگر ہم دیکھ لیں تو اسے قتل ہی کر کے چھوڑیں۔ اسی اثناء میں ابو جہل مجھے نظر آیا تو میں نے دونوں سے کہا کہ تمہارا مطلوب شکار وہ ہے وہ دونوں شہباز کی طرح جھپٹ پڑے۔ اور ابو جہل کو نیچے گرالیا جبکہ ابو جہل کی اطراف مشرکین کا ایک محافظ کمانڈ و دستہ اس کی حفاظت کیلئے موجود تھا۔ ابو جہل کا سر حضرت عبد اللہ بن مسعود نے کاٹا تھا۔ (کوکبہ غزوہ بدر: ۷۰۷)

اور حارثہ جنت الفردوس میں ہے۔” بدر کے دن انصار میں یہی سب سے پہلے شہید ہوئے۔ ان کا عقد مواخات حضرت السائب بن عثمان ابن مظعون سے قائم ہوا تھا۔ (۱۰۱)

حضرت یزید بن حارث (یا حارث) بن قیس بن مالک ص

انہی کو یزید بن فُسْحَم بھی کہتے ہیں ان کی والدہ کا نام فُسْحَم تھا جو بونوقضاۓ سے تعلق رکھتی تھیں سلسلہ نسب یوں بیان کیا ہے، یزید بن حارث بن قیس بن مالک بن احر بن حارث بن بن شعبہ بن کعب بن الحارث بن الخزر رج۔ مواخات میں عمیر یا عمرو بن عبد عمر المعرف ذوالشما لیں مہاجر کو ان کا بھائی بنایا گیا تھا، دونوں زندگی میں ساتھ رہے اور جنت الفردوس میں بھی ہاتھ میں ڈالے ہاتھ رونق افروز خلد ہوں گے۔ (۱۰۲)

حضرت رافع بن معلی بن اوذاں ص

سلسلہ نسب یوں بیان کیا جاتا ہے۔ رافع بن معلی ابن حارثہ بن زید بن شعبہ بن عدی بن مالک بن زید مناۃ ابن حبیب بن عبد حارثہ۔ یہ بنی حبیب سے تعلق رکھتے تھے جو خاندان بنو خزر رج کا ایک بطن ہے۔ ان کی والدہ اوام بنت عوف بن مبڑول بن عمر وابن مازن ابن نجاش تھیں۔ ان کے ایک بھائی ہلال بن المعلی بھی بدر میں حاضر تھے۔ حضور اقدس اے حضرت رافع کاصفو ان بن بیضا سے عقد مواخات کیا۔ (۱۰۳)

حضرت معوذ بن عفراء حارث الانصاری ص:

قبیلہ بنو مالک بن الجبار سے ہیں۔ عفراء ان کی والدہ کا نام ہے ان کے چھ بھائی بدر میں حاضر تھے جن میں سے دو بدر ہی میں شہید ہوئے تھے۔ ان کے ایک بھائی معاذ بن عفراء رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایسے صاحب فضیلت ہیں کہ انصار صحابہ میں سے ایمان لانے میں ان اولین میں سے ہیں جن پر کسی انصاری کو تقدیم حاصل نہیں۔ ابو جہل کی پنڈلی پر حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تلوار ماری تھی اور اسے نیچے گرا دیا تھا، ابو جہل کے بیٹے نے ان کے شانہ پر تلوار کی ایسی ضرب لگائی کہ بازو کٹ کر لٹک گیا مگر یہ اسی طرح لڑتے رہے جب مجروم ہاتھ سی جہاد میں مانع محل ہوا تو اپنے کٹے اور لٹکتے ہوئے بازو کو پاؤں کے نیچے رکھ کر اسے ایک جھٹکے سے علیحدہ کر دیا۔ پھر ایک ہی بازو کیسا تھا حضرت علی کے زمانہ خلافت تک زندہ رہے۔ حضرت معوذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے بھائی حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے چھوٹے تھے۔ (۱۰۰)

حضرت حارث (یا حارثہ) بن سراقدہ بن حارث ص :

انصاری صحابی ہیں، انکی والدہ ربع بنت نظر بن فمضم بن زید نجاري حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پھوپھی ہوتی ہیں۔ ان کے حلق پر مشترکین کا تیر لگا، جس سے وہ جام شہادت نوش فرمائے۔ ان کی والدہ نے حضور اکرم نبی محتشم اسے عرض کیا کہ آپ جانتے ہیں کہ ”حارثہ کی منزلت میرے دل میں کیا تھی؟“ اگر وہ جنت میں گیا ہے تو میں صبر کروں گی اور اگر نہیں تو پھر سر کار انہوں ہی ملاحظہ فرمائیں گے کہ میں کیا کچھ کرتی ہوں۔“ حضور نبی کریم اے فرمایا：“ جنت صرف ایک تو نہیں بہت ہیں

کے والد نے کہا تھا کہ میں جاؤں گا تم گھر پر ٹھہرو۔ سعد بولے! بابا جان: جنت کا معاملہ ہے اس لئے مجھے ہی جانے دیجئے کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ اس جنگ میں مجھے شہادت ضرور نصیب ہو جائیگی آخر قرآندازی ہوئی تو قرعہ میں بھی حضرت سعد کا نام نکل آیا خوشی خوشی گئے اور شہادت پا کر خوشی خوشی عازم جنت ہوئے۔ جبکہ ان کے والد آئندہ سال غزوہ احمد میں شہید ہوئے۔ حضرت سعد بیعت عقبہ میں بھی حاضر تھے۔ آپ کا لقب سعد الخیر تھا۔ بیعت عقبہ کے بارہ نقیبوں میں سے ایک ہیں، نقیب محمدی یا مصطفائی سے بھی مشہور ہیں۔ حضور انے سعد بن خثیمہ اور ابی سلمہ بن الاسد کے درمیان عقد موآخات قائم کیا تھا۔ (کوکبہ بدر: ۱۳۶، غزوہ بدر: ۱۸۸)

حضرت مبشر بن عبد المنذر بن زید بن زید ص:

ان کا نسب یہ ہے مبشر بن عبد المنذر بن زینیر بن زید بن امیہ بن زید بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف بن مالک بن اوس۔ انکے بھائی حضرت ابو لبابة رضی اللہ تعالیٰ عنہ جن کے نام سے مسجد نبوی شریف ریاض الجنة میں ایک ستون ابی لبابة یا ستون توہہ آج بھی موجود ہے۔ حضرت ابو لبابة رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کو حضور اقدس انے بدرجاتے ہوئے راستے میں منزل الروحاء سے واپس کر دیا تھا اور اپنی نیابت کی ذمہ داری عطا فرم کر مدینہ منورہ میں قائم مقام امیر مقرر فرمایا تھا۔ ان کے دوسرے بھائی رفاعة بن عبد المنذر بدر میں حاضر تھے۔ ان کا عقد موآخات عاقل بن ابی الکبیر سے قائم ہوا تھا اور وہ بھی بدر میں شہید ہوئے۔ (۱۰۵)

فہرست شرکائے بدر (مہاجرین)

حضرت عمر بن حمام بن جموج بن زید بن حرام ص :

حضرت عمر بن حمام بن الجموج بن زید بن حارم خزر جی الانصاری اسلامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مواتا خات میں طبقہ مہاجرین میں حضرت عبیدہ بن حارث بن مطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دینی بھائی قرار پائے اور دونوں ہی جام شہادت نوش کر گئے۔ یہ میدان بدر میں انگور کھار ہے تھے۔ جب رسول انے یہ خطبہ ارشاد فرمایا!

”وَالَّذِي نَفْسُهُ مُحَمَّدٌ بِيَدِهِ لَا يَقَا تَلَهُمْ يَوْمَ رَجُلٌ صَابِرًا مُحْتَسِبًا مُقْبِلًا غَيْرٌ مَدْبِرٌ إِلَّا دَخَلَهُ اللَّهُ الْجَنَّةَ“

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بولے! خوب خوب..... بس جنت میں جانے کی صرف اتنی ہی دیر ہے کہ کفار میں سے مجھ کو کوئی قتل کر دے۔ یہ کہہ کر انگور پھینک دیے اور مشرکین کی صفوں میں گھس کر ان سے جنگ کی اور پھر شہید ہو گئے۔ (۱۰۲)

حضرت عمار بن زیاد بن سکن بن رافع الانصاری الشہلی ص:

umar bin ziyad bin sken bin rafiq al anasari al shahili ص کے بھائی عمارہ بن زیاد اور ان کے چچا زید بن سکن عزوہ احمد میں شہید ہوئے تھے۔ (کوکبہ غزوہ بدر: ۲۰۲)

سعد بن خثیمہ الانصاری الاولی ص :

آپ کی کنیت ابو عبد اللہ تھی، آپ کے بیٹے عبد اللہ بھی بدر میں حاضر تھے آپ

حضرت سیدنا امیر المؤمنین سید الشہداء حمزہ بن عبدالمطلب ص (ہاشمی)	۱۰
حضرت سیدنا خریم بن فاتک مہاجر ص(شامی)	۱۱
حضرت سیدنا خالد بن کبیر ابن عبد یا لیل ص(بنو عوری)	۱۲
حضرت سیدنا خنیس بن حدا فہ ص(بنی عدی الحصی)	۱۳
حضرت سیدنا ربیعہ بن اکشم بن سنجراۃ الاسدی ص(حیف بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف)	۱۴
حضرت سیدنا زاہر بن حرام الشجھی ص(جازی بادیہ نشین)	۱۵
حضرت سیدنا زبیر بن العوام ص(بنی اسد بن عبد العزی) (حضورا کے پھوپھی زاد)	۱۶
حضرت سیدنا زید بن خطاب القرشی العدوی ص(بنی عدی بن کعب برادر حضرت عمر ص)	۱۷
حضرت سیدنا زید بن حارثہ بن شریبل کلبی ص (غلام حضورا)	۱۸
حضرت سیدنا زید بن کعب بن عمر و ص(بنی کلیب جہنی)	۱۹
حضرت سیدنا سالم بن معقول ص(قاری قرآن) (حیف بن امیہ بن عبد شمس)	۲۰
حضرت سیدنا سائب بن العوام القرشی الاسدی ص (بنو عبد العزی) (برادر حضرت زبیر ص)	۲۱

یونہرست نہایت عرق ریزی اور تحقیق کے ساتھ ساتھ کمال احتیاط سے کتب احادیث کے علاوہ حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کتاب مغاری رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، "طبقات ابن سعد"، "الاصابہ فی تمییز الصحابة"، "اسد الغابہ فی معرفة الصحابة"، "الاستیعاب فی معرفة الصحابہ"، "حیاة الصحابہ"، "عیون الاثر"، "سلیل الہدی والرشاد"، "زرقاں علی المواهب"، "صفۃ الصفوۃ لابن جوزی"، "غزوہ بدر"، "حلیۃ الاولیاء"، "بدر الکبیری"، "بدر غزوہ بدر" اور "اصحاب بدر" سے مستفاد ہے۔ مجاہدین بدر کی کل تعداد 313 تا 363 روایت کی گئی ہے۔ غزوہ میں عملاً شریک نہ ہونے والے چند اصحاب کو بھی رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اعزاز اشیر ک اصحاب میں شمار فرمایا ہے۔ زندگی نے وفا کی اور وقت میں برکت رہی تو ان شاء اللہ عزوجل و انشاء الرسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، فقیر "اصحاب بدر" کے عنوان سے تفصیلی کتاب تحریر کرنا چاہتا ہے۔

- ۱ امام الانبیاء والمرسلین سیدنا و مولا نا محمد رسول اللہ (ہاشمی)
- ۲ حضرت سیدنا امیر المؤمنین سیدنا صدیق اکبر ص(بنی قیم بن مرہ)
- ۳ حضرت سیدنا امیر المؤمنین سیدنا عمر فاروق ص(بنو عوری بن کعب)
- ۴ حضرت سیدنا امیر المؤمنین سیدنا عثمان ذوالنورین ص(بنی عبد شمس
بن عبد مناف) (اگرچہ آپ جسمانی طور پر مدینہ منورہ میں اپنی الہیہ اور بنت رسول سیدہ رقیہ رضی اللہ
تعالیٰ عنہا کی تیارواری کیلئے مقیم تھے، لیکن رسول اللہ اُنے مال غنیمت میں سے آپ کا حصہ کیا تھا۔)
- ۵ حضرت سیدنا امیر المؤمنین سیدنا علی مرتضی ص(ہاشمی)
- ۶ حضرت سیدنا ارقم بن ابی الارقم ص(بنی مخوذم)
- ۷ حضرت سیدنا ایاس بن الکبیر ص(بنو عوری بن کعب)
- ۸ حضرت بلاں عبیشی بن رباح ص(غلام حضرت ابوکبر صدیق ص)
- ۹ حضرت سیدنا حاطب بن ابی بلتعہ ص(بنی اسد بن عبد العزی)

٣٢	حضرت سیدنا شقران (صالح) جبشی ص (رسول اکرم ﷺ کے آزاد کردار غلام)
٣٣	حضرت سیدنا شمس بن عثمان بن الشرید القرشی الحنفی ص (بنی مخزوم)
٣٤	حضرت سیدنا صفوان بن بیضاء القرشی الفہری ص (بنی حارث بن فہر)
٣٥	حضرت سیدنا صہیب بن سنان الروی ص (اول عرب پھرروی)
٣٦	حضرت سیدنا طفیل بن حارث القرشی المطبلی ص (بن مطلب بن عبد مناف)
٣٧	حضرت سیدنا طلحہ بن عبد اللہ القرشی التمی ص (اعزا زی) (بنی تم بن مرہ)
٣٨	حضرت سیدنا طلیب بن عمر عمر و بن وہب القرشی العبدی ص (بنی عبد بن قصی) (حضور اکرم ﷺ کے پھوپھی زاد)
٣٩	حضرت سیدنا عاقل بن بکیر ص (بنو کنانہ، حلیف بنو عدی)
٤٠	حضرت سیدنا عامر بن بکیر بن عبد یا لیل ص (بنی سعد لیثی حلیف بنی عدی)
٤١	حضرت سیدنا عامر بن حارث الفہری ص (بنی حارث بن فہر)

٤٢	حضرت سیدنا سائب بن عثمان بن مظعون القرشی الحنفی ص (بنی جعفر بن عمرو بن مصیص بن کعب)
٤٣	حضرت سیدنا سبرہ بن فاتک الاسدی ص (شامی)
٤٤	حضرت سیدنا سعد بن ابی وقاص القرشی الزہری ص (بنی زہرہ بن کلاب) (حضور اکے ماموں)
٤٥	حضرت سیدنا سعد بن خولی ص (بنی عامر بن لوئی)
٤٦	حضرت سیدنا سعید بن زید بن نقیل القرشی العدوی ص (اعزا زی) (بنو عدی بن کعب)
٤٧	حضرت سیدنا سلیط بن عمرو القرشی العامری ص (بنی عامر بن لوئی)
٤٨	حضرت سیدنا ابو منشی سوید بن منشی الطائی ص (حلیف بنی امیہ بن عبد الشمش بن عبد مناف)
٤٩	حضرت سیدنا سویط بن سعد القرشی العبدی ص (بنی عبد الدار بن قصی)
٥٠	حضرت سیدنا سہیل بن بیضاء بن وہب بن ربیعہ القرشی الفہری ص (بنی حارث بن فہر)
٥١	حضرت سیدنا شجاع بن ابی وہب الاسدی ص (بنی اسد بن خزیمہ)

٥٢	حضرت سیدنا عبد اللہ بن مظعون القرشی الحججی ص (بنی حبیح بن عمرو بن مصیص بن کعب)
٥٣	حضرت سیدنا عبیدہ بن حارث بن مطلب بن عبد مناف القرشی المطبلی ص (بنی مطلب بن عبد مناف)
٥٤	حضرت سیدنا عبد الرحمن بن عوف القرشی الزھری ص (بنی زہرہ بن کلاب)
٥٥	حضرت سیدنا عمرو بن الحارث بن زہیر بن ابی شداد القرشی الفہری ص (بنی حارث بن فہر)
٥٦	حضرت سیدنا عمرو بن سراقة القرشی العدوی ص (بنی عدی بن کعب)
٥٧	حضرت سیدنا عمرو بن ابی عمرو بن شداد القرشی الفہری ص (بنی حارث بن فہر)
٥٨	حضرت سیدنا عمرو بن ابی سرح ربیعۃ القرشی الفہری ص (بنی حارث بن فہر)
٥٩	حضرت سیدنا عثمان بن مظعون القرشی الحججی ص (بنی حبیح بن عمرو بن مصیص بن کعب)
٦٠	حضرت سیدنا عمار بن یاسر ص (قطانی مذکوٰ الاصل، حلیف بنی مخزوم)

٤٢	حضرت سیدنا عامر بن ربیعہ العزری العدوی ص (بنی نزار بن معد بن عدنان، متبّیٰ خطاب بن نفیل)
٤٣	حضرت سیدنا ابو عبیدہ عامر بن عبد اللہ بن جراح القرشی ص (بنی حارث بن فہر)
٤٤	حضرت سیدنا فہیرہ ازدی ص (غلام حضرت ابو بکر ص)
٤٥	حضرت سیدنا عبد اللہ بن جحش بن ریاب الاسدی ص (بنی کنانہ بن خزیمہ، حضور اکرمؐ کے پھوپھی زاد)
٤٦	حضرت سیدنا عبد اللہ بن سراقة القرشی العدوی ص (بنی عدی بن کعب)
٤٧	حضرت سیدنا عبد اللہ بن سعید القرشی الاموی ص (بنی امیہ بن عبد الشمس بن عبد مناف)
٤٨	حضرت سیدنا عبد اللہ بن سهل بن عمرو القرشی العامری ص (بنی عامر بن لوئی)
٤٩	حضرت سیدنا عبد اللہ بن عبد الاسد بن ہلال القرشی المخزوٰ می ص (بنی مخزوم بن مرّہ) (حضور اکے پھوپھی زاد)
٥٠	حضرت سیدنا عبد اللہ بن مخرمه ص (بنی عامر بن لوئی)
٥١	حضرت سیدنا عبد اللہ بن مسعود الحذلی ص (امام الفقہائی، بنی ہریل بن خزیمہ، حلیف بنی زہرہ)

٧٠	حضرت سیدنا مالک بن امیہ بن عمر واسلمی ص (حیف بن اسد بن خزیمہ)
٧١	حضرت سیدنا مالک بن ابو خولی الجعفی ص (حیف بن عدی بن کعب)
٧٢	حضرت سیدنا مالک بن عمر واسلمی ص (حیف بن عبد شمس)
٧٣	حضرت سیدنا مالک بن عمیلہ بن السیاق ص (بنی عبد الدار بن قصی)
٧٤	حضرت سیدنا محزب بن نضله الاسدی ص (بنی اسد بن خزیمہ)
٧٥	حضرت سیدنا ندیم بن عمر واسلمی ص (حیف بن عبد شمس)
٧٦	حضرت سیدنا مرتضی بن ابو مرثد الغنوی ص (بنی مضر، حیف بن ہاشم)
٧٧	حضرت سیدنا مسعود بن الربيع القاری ص (بنو قارہ، قبیلہ خزیمہ بن مدرکہ)
٧٨	حضرت سیدنا مصعب بن عمیر القرشی العبدی ص (بنی عبد الدار بن قصی)
٧٩	حضرت سیدنا مُعقب بن عوف بن عامر حراء الخزاعی السلوی ص (حیف بن مخروم)

٦١	حضرت سیدنا عمر بن ابی وقاص القرشی الزہری ص (بنی زهر بن کلاب) (حضورا کے ماموں)
٦٢	حضرت سیدنا عمر بن عبد عمر و بن نضله الخزاعی (ذوالیدین، ذوالشمالین، بنوزھرہ)
٦٣	حضرت سیدنا عمر بن عوف مولیٰ سہیل بن عمر العامری ص (بنی عامر بن لوئی)
٦٤	حضرت سیدنا عقبہ بن وہب ص (بنی اسد بن خزیمہ، حیف بن عبد شمس)
٦٥	حضرت سیدنا (مسطح) عوف بن اشاثہ بن عباد المطبلی ص (بنی مطلب بن عبد مناف)
٦٦	حضرت سیدنا عیاض بن زہیر بن ابو شداد القرشی الفہری ص (بنی حارث بن فہر)
٦٧	حضرت سیدنا قدامہ بن مظعون القرشی حججی ص (بنی حجج بن عمر و بن مصیص بن کعب)
٦٨	حضرت سیدنا کثیر بن عمر واسلمی ص (حیف بن عبد شمس)
٦٩	حضرت سیدنا کناز بن حصین ابو مرثد الغنوی ص (بنی مضر، حیف بن ہاشم)

حضرت سیدنا معمَّر بن ابی سرح بن ابی ربیعه القرشی ص(بن حارث بن فهر)

حضرت سیدنا هجع بن صالح المهاجر ص(قوم عک، یمنی، غلام حضرت عمر فاروق ص)

حضرت سیدنا واقد بن عبد اللہ تمگی المیری بوی ص(حليف بنی عدی)

حضرت سیدنا وہب بن خزیمہ الاسدی ص(بنی خزیمہ، حليف عبد نشس)

حضرت سیدنا وہب بن ابی سرح القرشی الفہری ص(بنی حارث بن فهر)

حضرت سیدنا وہب بن سعد بن ابی سرح القرشی ص(بنی عامر بن لوئی)

حضرت سیدنا ہلال بن ابی خولی ص(جعفی، حليف خطاب بن نفیل یعنی بنی عدی)

حضرت سیدنا یزید بن رقیس ررقیش ص(بنی اسد بن خزیمہ)

حضرت سیدنا ابوخذلہ بن عتبہ ص(بنی امیہ بن عبد نشس)

حضرت سیدنا ابوسرہ قرشی العامری ص(بنی عامر بن لوئی) (حضور اکے پھوپھی زاد)

حضرت سیدنا ابوکعب شہ سلیم ص مولی رسول اللہ (فارسی انسل، غلام)

٩١

(مناۃ)

الانصار

حضرت سیدنا ابی بن ثابت الانصاری ص(برادر حضرت حسان ص)

١

حضرت ابی بن کعب ص(سید القرائی) (خرزرجی)

٢

حضرت سیدنا اسعد بن یزید بن فاکہہ ص(خرزرجی)

٣

حضرت سیدنا اسید بن حُضیر بن سماک ص(اوی)

٤

حضرت سیدنا اسیرہ بن عمرو الانصاری النجاری ص(خرزرجی)

٥

حضرت سیدنا انس بن مالک بن نضر ص(نجاری، خرزرجی)

٦

حضرت سیدنا انس بن معاذ بن انس بن قیس ص(خرزرجی)

٧

حضرت سیدنا ائمہ بن قتادہ ص(اوی)

٨

حضرت سیدنا ابومسروح انسہ (مولی رسول اللہ)

٩

حضرت سیدنا اوس بن ثابت الانصاری ص(برادر حضرت حسان ص)

١٠

٢٥	حضرت سیدنا <small>علیہم السلام</small> عَنْهُمْ بْنْ عَدَیٍ ص (خزرجی)
٢٦	حضرت سیدنا جابر بن عبد اللہ بن رباب ص (خزرجی)
٢٧	حضرت سیدنا جابر بن عبد اللہ بن عمر وص (حدیث نور کے راوی، خزرجی)
٢٨	حضرت سیدنا جبیر بن ایاس بن خالد ص (خزرجی)
٢٩	حضرت سیدنا جابر بن سہیل بن عبد الاشہل ص (خزرجی)
٣٠	حضرت جابر (جبر) بن عتیک الانصاری ص (اوی)
٣١	حضرت حارثہ بن سراۃہ حارث ص (خزرجی)
٣٢	حضرت سیدنا حارث بن انس بن رافع ص (اوی، بنی عبد الاشہل)
٣٣	حضرت سیدنا حارث بن اویس بن معاذ ص (سید الاوی) (حضرت سعد ص کے بھتیجی)
٣٤	حضرت سیدنا حارث بن حاطب الانصاری ص (اوی، اعزازی)
٣٥	حضرت سیدنا حارث بن خزمه بن عدی ص (اوی، بنی عبد الاشہل)
٣٦	حضرت سیدنا حارث بن نعمان بن امیہ ص (اوی، بنی ثعلبہ)
٣٧	حضرت سیدنا حارث بن صمّہ بن عمرو وص (خزرجی، اعزازی)
٣٨	حضرت سیدنا حارث (ابوالاعور) بن ظالم بن عبس ص (خزرجی)

١١	حضرت سیدنا اویس بن خویی بن عبد اللہ ص (خزرجی)
١٢	حضرت سیدنا اویس بن صامت الانصاری ص (خزرجی)
١٣	حضرت سیدنا ایاس بن اویس بن عتیک ص (اوی)
١٤	حضرت سیدنا بشیر بن براء بن معروف الانصاری ص (خزرجی)
١٥	حضرت سیدنا بشیر بن سعد بن ثعلبہ ص (خزرجی)
١٦	حضرت سیدنا ثابت بن اقرم (اتوم) بن ثعلبہ الجبانی ص (حلیف اوی)
١٧	حضرت سیدنا ثابت بن جزع (ثعلبہ ص) (خزرجی)
١٨	حضرت سیدنا ثابت بن خالد بن نعمان بن خنساء الانصاری ص (خزرجی)
١٩	حضرت سیدنا ثابت بن عامر بن زید الانصاری ص (خزرجی)
٢٠	حضرت سیدنا ثابت بن عبیدہ الانصاری ص (قبیله نامعلوم)
٢١	حضرت سیدنا ثابت بن عمرو بن زید ص (خزرجی)
٢٢	حضرت سیدنا ثابت بن هزار بن عمر والانصاری ص (خزرجی)
٢٣	حضرت سیدنا ثعلبہ بن حاطب بن عمرو وص (اوی)
٢٤	حضرت سیدنا ثعلبہ بن عمر وبن عامرہ ص (خزرجی، نجاري)

حضرت سیدنا خراش بن سمہ بن عمرو بن جموج ص (خرجی)	۵۱
حضرت سیدنا خلیفہ بن عدی بن مالک ص (خرجی)	۵۲
حضرت سیدنا خلاد بن عمرو بن جموج ص (خرجی)	۵۳
حضرت سیدنا خلاد بن سوید بن شعبہ ص (خرجی)	۵۴
حضرت سیدنا خزیمہ بن ثابت بن فاکہہ ص (اوی)	۵۵
حضرت سیدنا خلید بن قیس بن نعمان ص (خرجی)	۵۶
حضرت سیدنا خوات بن جبیر بن نعمان ص (اوی، بنی شعبہ)	۵۷
حضرت سیدنا خسینی بن عدی بن مالک بن عامر الانصاری ص (اوی)	۵۸
حضرت سیدنا خلاد بن رافع بن مالک ص (خرجی)	۵۹
حضرت سیدنا ربع بن ایاس بن عمرو بن عثمان ص (خرجی)	۶۰
حضرت سیدنا رفاعة بن حارث بن رفاعة ص (خرجی)	۶۱
حضرت سیدنا رفاعة بن رافع بن مالک بن الحبان ص (خرجی)	۶۲
حضرت سیدنا ابو لبابة رفاعة بن عبد المنذر الانصاری ص (امیر مدینہ) (اوی)	۶۳

حضرت سیدنا حارث بن عرنجہ بن حارث ص (اوی)	۳۹
حضرت سیدنا حارث بن قیس بن خلده، ابو خالد الانصاری ص (خرجی)	۴۰
حضرت سیدنا حباب بن مندر ص (فتح قلعہ صعب، خرجی)	۴۱
حضرت سیدنا حبیب بن اسود (اسلم) بن سعد ص (خرجی)	۴۲
حضرت سیدنا حرام بن ملکان بن خالد ص (خرجی)، حضرت انس ص کے ماموں)	۴۳
حضرت سیدنا حریث بن زید بن شعبہ بن عبد ربہ ص (خرجی)	۴۴
حضرت سیدنا حمزہ (خارجہ یا حارثہ) بن حمیر الابحی ص (خرجی)	۴۵
حضرت سیدنا خارجہ بن زید بن ابی زہیر بن مالک ص (خرجی) (حضرت ابوکبر ص کے خسر)	۴۶
حضرت سیدنا (ابو یوب الانصاری) خالد بن زید بن کلیب بن شعبہ ص (نجاری، خرجی)	۴۷
حضرت سیدنا خالد بن قیس بن مالک ص (خرجی)	۴۸
حضرت سیدنا حبیب بن اساف بن عتبہ ص (خرجی)	۴۹
حضرت سیدنا خداش بن قتادہ بن ربیعہ ص (اوی)	۵۰

٧٥	حضرت سیدنا زید بن لبید بن شعبه الانصاری البیاضی ص (خزرجی)
٧٦	حضرت سیدنا سالم بن عمیر بن ثابت بن نعمان الانصاری ص (اوی)
٧٧	حضرت سیدنا سعیج بن قیس بن عائشہ بن امیہ الانصاری الخزرجی ص (خزرجی)
٧٨	حضرت سیدنا سراقة بن عمرو بن عطیہ الانصاری ص (خزرجی)
٧٩	حضرت سیدنا سفیان بن بشر بن حارث الانصاری ص (خزرجی)
٨٠	حضرت سیدنا سراقة بن کعب بن عمرو بن عبد العزیز الانصاری ص (خزرجی)
٨١	حضرت سیدنا سعد بن خولی الانصاری ص (مدحی، مولی حاطب)
٨٢	حضرت سیدنا سعد بن خثیمہ بن الحارث بن مالک الانصاری الاوی ص (اوی)
٨٣	حضرت سیدنا سعد بن ریح بن عمرو الانصاری الخزرجی ص (خزرجی)
٨٤	حضرت سیدنا سعد بن زید رقی الانصاری ص (خزرجی)

٦٣	حضرت سیدنا رفاعة بن عمرو بن زید بن شعبه الانصاری ص (خزرجی)
٦٤	حضرت سیدنا رفاعة بن عمرو الجھنی ص (حليف خزرج)
٦٥	حضرت سیدنا زید بن اسلم بن شعبه بن عذی الجبانی ص (حليف الاوی)
٦٦	حضرت سیدنا زید بن دشنه الانصاری البیاضی ص (خزرجی)
٦٧	حضرت سیدنا ابو طلحہ زید بن سهل الانصاری ص (خزرجی)
٦٨	حضرت سیدنا زید بن عاصم بن عمرو وجباری ص (خزرجی)
٦٩	حضرت سیدنا زید بن المزین بن قیس الانصاری البیاضی ص (خزرجی)
٧٠	حضرت سیدنا زید بن ودیعہ بن عمرو بن قیس الانصاری ص (خزرجی)
٧١	حضرت سیدنا زید بن ودیعہ بن عمرو بن قیس الانصاری ص (خزرجی)
٧٢	حضرت سیدنا زید بن لکن بن رافع ص (اوی)
٧٣	حضرت سیدنا زید بن کعب بن عمرو الجھنی ص (حليف خزرج)
٧٤	حضرت سیدنا زید بن عمرو ص (خزرجی)، برادر حضرت بسبس و حضرت فخرہ رضی اللہ عنہما

٩٧	حضرت سیدنا سُلَیْمَ بن قیس بن قہد الانصاری ص (خزرجی)
٩٨	حضرت سیدنا سُلَیْمَ بن عمر الانصاری اسلامی ص (خزرجی)
٩٩	حضرت سیدنا سُلَیْمَ بن ملکان الانصاری ص (خزرجی)
١٠٠	حضرت سیدنا ابو وجانہ سماک بن حرشة الانصاری ص (خزرجی)
١٠١	حضرت سیدنا سماک بن سعد بن ثعلبہ الانصاری ص (خزرجی)
١٠٢	حضرت سیدنا سنان بن ابی سنان وہب بن حُصَن الاصدی ص (حضرت عکا شہ رضی اللہ عنہ کے پیغمبر)
١٠٣	حضرت سیدنا سنان بن صیفی بن حجر الانصاری ص (خزرجی)
١٠٤	حضرت سیدنا سہل بن حنفیہ بن واہب الانصاری ص (اوی)
١٠٥	حضرت سیدنا سہل بن عتیک الانصاری ص (خزرجی)
١٠٦	حضرت سیدنا سہل بن قیس الانصاری ص (خزرجی)
١٠٧	حضرت سیدنا سہیل بن رافع الانصاری ص (خزرجی)
١٠٨	حضرت سیدنا سواد بن غزیۃ الانصاری البلوی ص (حلیف خزرج)
١٠٩	حضرت سیدنا سواد بن رزین رزريق الانصاری اسلامی ص (خزرجی)

٨٥	حضرت سیدنا سعد بن سہیل بن عبد الاشہل ص (خزرجی) (برادر جابر بن سہیل)
٨٦	حضرت سیدنا سعد بن عبید ابن انعامان الانصاری الاولی ص (اوی)
٨٧	حضرت سیدنا سعد مولی عتبہ بن غزوان ص (آزاد کردہ غلام)
٨٨	حضرت سیدنا سعد بن عثمان بن مخدّد الانصاری ص (خزرجی)
٨٩	حضرت سیدنا سعد بن معاذ بن انعامان الانصاری ص (سردار اوی)
٩٠	حضرت سیدنا سعید بن سہیل الانصاری الاشہلی ص (اوی)
٩١	حضرت سیدنا سلمہ بن اسلم بن حریس الانصاری الحارثی ص (اوی)
٩٢	حضرت سیدنا سلمہ بن ثابت بن وقش الانصاری الاشہلی ص (اوی)
٩٣	حضرت سیدنا سلمہ بن حاطب الانصاری ص
٩٤	حضرت سیدنا سلمہ بن سلامہ بن وقش ص (اوی)
٩٥	حضرت سیدنا سلیط بن قیس الانصاری ص (خزرجی)
٩٦	حضرت سیدنا سلیمان سُلَیْمَ بن حارث بن ثعلبہ الانصاری ص (خزرجی)

- ١١٠ حضرت سیدنا الفتحاک بن حارثہ بن زید بن ثعلبہ الانصاری اسلامی ص(خزرجی)
- ١١١ حضرت سیدنا الفتحاک بن عبد عمر الانصاری ص(خزرجی)
- ١١٢ حضرت سیدنا طفیل بن مالک بن خنساء الانصاری ص(خزرجی)
- ١١٣ حضرت سیدنا عاصم بن العکیر المزنی ص(حليف خزرج)
- ١١٤ حضرت سیدنا عاصم بن ثابت بن ابی الائچ الانصاری ص(اوی)
- ١١٥ حضرت سیدنا غافل بن قیس بن ثابت ص(اوی)
- ١١٦ حضرت سیدنا عامر بن امیة بن زید بن الحسوس ص(خزرجی)
- ١١٧ حضرت سیدنا عامر بن ثابت بن ابی الائچ الانصاری ص(اوی)(برادر عاصم)
- ١١٨ حضرت سیدنا عامر بن سلمہ بن عامر البلوی ص(حليف خزرج)
- ١١٩ حضرت سیدنا عامر بن عبد عمر الانصاری ص(اوی)
- ١٢٠ حضرت سیدنا عامر بن مخدّد بن الحارث الانصاری ص(خزرجی)
- ١٢١ حضرت سیدنا عائذ ابن ماعص ابن قیس الانصاری ص(خزرجی)
- ١٢٢ حضرت سیدنا عبد اللہ بن ثعلبہ الانصاری ص(خزرجی)

- ١٢٣ حضرت سیدنا عبد اللہ بن جبیر بن الحعمان الانصاری ص(اوی)
(برادر خوات بن جبیر)
- ١٢٤ حضرت سیدنا عبد اللہ بن انجد ص(خزرجی)
- ١٢٥ حضرت سیدنا عبد اللہ بن الحمیر الشجاعی ص(حليف خزرج)
- ١٢٦ حضرت سیدنا عبد اللہ بن ربیع بن قیس الانصاری ص(خزرجی)
- ١٢٧ حضرت سیدنا عبد اللہ بن رواحة بن ثعلبہ الانصاری ص(خزرجی)
- ١٢٨ حضرت سیدنا عبد اللہ بن زید بن ثعلبہ بن عبد اللہ الانصاری ص(خزرجی)
- ١٢٩ حضرت سیدنا عبد اللہ بن سعد بن خثیمہ الانصاری الاوی ص(اوی)
- ١٣٠ حضرت سیدنا عبد اللہ بن سلمة الجبلانی البلوی الانصاری ص(اوی)
- ١٣١ حضرت سیدنا عبد اللہ بن سهل الانصاری ص(عسانی الصل)
- ١٣٢ حضرت سیدنا عبد اللہ بن سهل الانصاری ص(اوی)
- ١٣٣ حضرت سیدنا عبد اللہ بن طارق بن عمرو بن مالک البلوی الانصاری ص(اوی)(حليف بن ظفر)

١٣٥	حضرت سیدنا عبدالرحمن بن جبر ابن عمرو بن زید الانصاری ص (اوی)
١٣٦	حضرت سیدنا عبدالرحمن بن عبد الله البلوی ص (بن عوف بطن اوں)
١٣٧	حضرت سیدنا ابویلیٰ عبدالرحمن بن کعب المازنی ص (خزرجی)
١٣٨	حضرت سیدنا عبدربہ بن حق بن اوں الساعدی ص (خزرجی)
١٣٩	حضرت سیدنا عباد بن بشروش الانصاری الشہلی ص (اوں)
١٤٠	حضرت سیدنا عباد ابن الخثاص ابن عمرو البلوی ص (حليف خزرج)
١٤١	حضرت سیدنا عباد بن عبید بن اللیجان ص (اوی)
١٤٢	حضرت سیدنا عباد بن قیس بن عامر ص (خزرجی)
١٤٣	حضرت سیدنا عباد بن قیس بن عبّسه الانصاری ص (خزرجی)
١٤٤	حضرت سیدنا عبادہ بن امام الانصاری السالمی ص (خزرجی)
١٤٥	حضرت سیدنا عبادہ بن قیس بن زید بن امیہ ص (بني حارث الخزرج)
١٤٦	حضرت سیدنا عبید بن ابو عبید الانصاری ص (اوی)

١٣٣	حضرت سیدنا عبدالله بن عامر البلوی الانصاری ص (حليف خزرج)
١٣٤	حضرت سیدنا عبدالله بن عبد مناف بن النعمان الانصاری ص (خزرجی)
١٣٥	حضرت سیدنا عبدالله بن عبید بن عباس (عُبَيْس) الانصاری ص (خزرجی)
١٣٦	حضرت سیدنا عبدالله بن عبد الله بن ابی ابی سلول الانصاری الخزرجی
١٣٧	حضرت سیدنا عبدالله بن عرفجہ الانصاری ص (اوی)
١٣٨	حضرت سیدنا عبدالله بن عمر و بن حرام الانصاری ص (خزرجی)
١٣٩	حضرت سیدنا عبدالله بن عمری بن حارثہ عدی الانصاری ص (خزرجی)
١٤٠	حضرت سیدنا عبدالله بن قیس بن خالد الانصاری ص (خزرجی)
١٤١	حضرت سیدنا عبدالله بن قیس بن محمر الانصاری ص (خزرجی)
١٤٢	حضرت سیدنا عبدالله بن قیس بن مکح الانصاری ص (خزرجی)
١٤٣	حضرت سیدنا عبدالله بن قیس بن ابو حارث (ابو حیکیم ابو حارث)
١٤٤	حضرت سیدنا عبدالله بن نعمان بن بلذہ مه الانصاری ص (خزرجی)

- ١٥٧ حضرت سیدنا عبد بن اوس الانصاری الظفری ص(اوی)
- ١٥٨ حضرت سیدنا عبد بن تیخان الانصاری ص(اوی)
- ١٥٩ حضرت سیدنا عبد بن زید بن عامر الانصاری ص(خرجی)
- ١٦٠ حضرت سیدنا عبس بن عامر بن عدی الانصاری ص(خرجی)
- ١٦١ حضرت سیدنا عقبہ بن ربیعہ بن خالد بن معاویہ الہرانی ص(حیف بن اویس)
- ١٦٢ حضرت سیدنا عقبہ بن عبد اللہ بن صخر بن غسان ص(خرجی)
- ١٦٣ حضرت سیدنا عقبہ بن عزّزان بن جابر المازنی ص(حیف قریش)
- ١٦٤ حضرت سیدنا عقبان بن مالک الانصاری اسلامی ص(خرجی)
- ١٦٥ حضرت سیدنا عدی بن سنان ابی الرّغباء الجھنی الانصاری ص(حیف بن خزرجن)
- ١٦٦ حضرت سیدنا عصمت الاسدی ص (بني اسد بن خزیمه حیف خزرجن)
- ١٦٧ حضرت سیدنا عصمة بن الحصین الانصاری ص(خرج)
- ١٦٨ حضرت سیدنا عصیمة الاسدی ص(حیف بن مازن خزرجن)
- ١٦٩ حضرت سیدنا عصیمة الاجمیعی ص(حیف بن نجاشی خزرجن)

- ١٧٠ حضرت سیدنا عطیہ بن نویرہ بن عامر الانصاری ص(خرجی)
- ١٧١ حضرت سیدنا عقبہ بن عامر بن نابی الانصاری اسلامی ص(خرجی)
- ١٧٢ حضرت سیدنا عقبہ بن ربیعہ الانصاری ص (حیف بن عوف) (خرجی)
- ١٧٣ حضرت سیدنا عقبہ بن عثمان بن خلده ص(خرجی)
- ١٧٤ حضرت سیدنا عقبہ بن عمرو بن ثعلبة ابو مسعود الانصاری ص (خرجی)
- ١٧٥ حضرت سیدنا عقبہ بن وہب بن كلدة الغطفانی ص (حیف بن سالم)
- ١٧٦ حضرت سیدنا علیفہ بن عدی بن عمر الانصاری البیاضی ص
- ١٧٧ حضرت سیدنا عمرو بن ایاس بن تزید الیمنی الانصاری ص
- ١٧٨ حضرت سیدنا عمرو بن ثعلبة بن وہب الانصاری ص(خرجی)
- ١٧٩ حضرت سیدنا عمرو بن الجموج الانصاری اسلامی ص(خرجی)
- ١٨٠ حضرت سیدنا عمرو بن غنمہ بن عدی ص(خرجی)
- ١٨١ حضرت سیدنا عمرو بن عوف الانصاری ص (حیف بن عامر بن لوئی)

١٩٣	حضرت سیدنا عثرة بن عمر واسلمی ثم ذکوانی ص (مولی سلیم بن حدیدہ)
١٩٤	حضرت سیدنا عوف بن الحارث بن عفراء الانصاری ص (خررجی)
١٩٥	حضرت سیدنا عویم بن ساعدہ بن عایش ص (اوی)
١٩٦	حضرت سیدنا عویم بن اشقر بن عدی الانصاری ص
١٩٧	حضرت سیدنا غنام ابن اوک الانصاری ص (خررجی)
١٩٨	حضرت سیدنا فردہ بن عمر وبن ودقۃ الانصاری ص (خررجی)
١٩٩	حضرت سیدنا فاکہہ بن بشر الانصاری ص (خررجی)
٢٠٠	حضرت سیدنا قتادہ بن نعمان بن زید الانصاری الظفری ص (اوی)
٢٠١	حضرت سیدنا قطبہ بن عامر بن حدیدة الانصاری الخرجی ص (خررجی)
٢٠٢	حضرت سیدنا قیس بن اسکن بن عوف الانصاری ص (خررجی)
٢٠٣	حضرت سیدنا قیس بن عمرو بن سہل الانصاری المدنی ص (قبیله نامعلوم)

١٨٢	حضرت سیدنا عمر وبن غزیہ بن عمر والانصاری المازنی ص (خررجی)
١٨٣	حضرت سیدنا عمر وبن قیس بن زید الانصاری البخاری ص (خررجی)
١٨٤	حضرت سیدنا عمرو بن معاذ بن النعمان الانصاری الاشہلی ص (اوی، برادر سردار اوی)
١٨٥	حضرت سیدنا عمرہ بن حزم بن زید الانصاری ص (خررجی)
١٨٦	حضرت سیدنا عمیر بن ازعر بن زید ص (اوی)
١٨٧	حضرت سیدنا عمیر بن عامر بن مالک بن خسائے المازنی ص (خررجی)
١٨٨	حضرت سیدنا عمیر بن حارث بن شعبہ الانصاری ص (خررجی)
١٨٩	حضرت سیدنا عمیر بن حرام بن عمرو بن الجوح الانصاری ص (خررجی)
١٩٠	حضرت سیدنا عمیر بن الجمام بن الجوح الانصاری اسلامی ص (خررجی)
١٩١	حضرت سیدنا عمیر بن ازعر بن زید بن عطاف ص (اوی)
١٩٢	حضرت سیدنا عمیر بن نیار الانصاری ص (قبیله نامعلوم)
١٩٣	حضرت سیدنا عمر بن زید بن سکن الانصاری ص (اوی)

٢١٨	حضرت سیدنا مبشر بن عبد المنذر الانصاری ص(اوی)
٢١٩	حضرت سیدنا الحجذر بن زید البلوی الانصاری ص(اوی)
٢٢٠	حضرت سیدنا مخیر بن عامر بن مالک الانصاری ص(خررجی)
٢٢١	حضرت سیدنا محمد بن مسلمہ الانصاری المخارثی ص(اوی)
٢٢٢	حضرت سیدنا ماراہ بن ربع العمری الانصاری ص(اوی)
٢٢٣	حضرت سیدنا مسعود بن اوی بن احرم بن زید الانصاری ص (خررجی)
٢٢٤	حضرت سیدنا مسعود بن سعد بن عامر بن عدی جشم الانصاری الزرقی ص(اوی)
٢٢٥	حضرت سیدنا مسعود بن ربع بن عمرو بن سعد القاری ص(حليف بنو زهره و خرج)
٢٢٦	حضرت سیدنا مسعود بن سعد بن قیس بن خلدة عامر ص(خررجی)
٢٢٧	حضرت سیدنا مسعود بن عبد سعد مسعود بن عدی بن جشم ص(اوی)
٢٢٨	حضرت سیدنا امام العلماء معاذ بن جبل الانصاری ص(خررجی)
٢٢٩	حضرت سیدنا معاذ بن عفراۃ الانصاری ص(خررجی)

٢٠٥	حضرت سیدنا قیس بن محسن بن خالد بن مخلد الانصاری ص (خررجی)
٢٠٦	حضرت سیدنا قیس بن مخلد الانصاری المازنی ص(خررجی)
٢٠٧	حضرت سیدنا قیس بن ابی صعصہ الانصاری المازنی ص(خررجی)
٢٠٨	حضرت سیدنا کعب بن جماز بن ثعلبہ ص (ابجھنی) (حليف خررج)
٢٠٩	حضرت سیدنا کعب بن زید بن قیس الانصاری ص(خررجی)
٢١٠	حضرت سیدنا ابوالیسر کعب بن عمرو بن عباد الانصاری اسلامی ص (خررجی)
٢١١	حضرت سیدنا ابوالحیثم مالک بن تیبان ص(اوی)
٢١٢	حضرت سیدنا مالک بن الدحشم الانصاری ص(خررجی)
٢١٣	حضرت سیدنا مالک بن رافع بن مالک الانصاری ص(الزرقی)
٢١٤	حضرت سیدنا مالک بن ربیعہ الانصاری الساعدی ص(خررجی)
٢١٥	حضرت سیدنا مالک بن قدامہ الانصاری الاوی ص(اوی)
٢١٦	حضرت سیدنا مالک بن مسعود بن البدن الانصاری الساعدی ص
٢١٧	حضرت سیدنا مالک بن نمیله مزنی الانصاری ص(اوی)

٢٣٠	حضرت سیدنا معاذ بن عمرو بن الجموج الانصاری الاسلامی ص (خرجی)
٢٣١	حضرت سیدنا معاذ بن ماعص رناعص بن قیس بن خلده الزرقی ص(خرجی)
٢٣٢	حضرت سیدنا معبد بن عباد الانصاری الاسلامی ص(خرجی)
٢٣٣	حضرت سیدنا معبد بن قیس بن سخرا الانصاری ص(خرجی)
٢٣٤	حضرت سیدنا معبد بن وہب العبدی بن عبد القیس ص(اعصری)
٢٣٥	حضرت سیدنا معتقب بن قشیر الانصاری ص(اوی)
٢٣٦	حضرت سیدنا معتقب بن عبید بن ایاس البلوی الانصاری ص (حليف بنوظفر)
٢٣٧	حضرت سیدنا معقل بن منذر بن سرح الانصاری ص(خرجی)
٢٣٨	حضرت سیدنا معمر بن حارث القرشی الحججی ص(برادر حاطب)
٢٣٩	حضرت سیدنا معن بن عدی بن جد بن عجلان بن ضعیفة البلوی الانصاری ص(حليف اوی)
٢٤٠	حضرت سیدنا معن بن یزید بن اخنس بن خباب الاسلامی ص (خرجی)

٢٢١	حضرت سیدنا معن بن عفراء الانصاری ص(خرجی)
٢٢٢	حضرت معاذ بن عفراء الانصاری ص(خرجی)
٢٢٣	حضرت سیدنا ملیکین وبره بن خالد بن عجلان الانصاری ص (خرجی)
٢٢٤	حضرت سیدنا منذر بن قدامہ بن عرفجہ الانصاری ص(اوی)
٢٢٥	حضرت سیدنا منذر بن عمرو بن حنیس الانصاری ص(اوی)
٢٢٦	حضرت سیدنا منذر بن محمد بن عقبہ الانصاری ص(اوی)
٢٢٧	حضرت سیدنا نحاش بن شعبہ بن حزمہ البلوی ص(خرجی)
٢٢٨	حضرت سیدنا نظر بن حارث بن عبید بن رزاح بن کعب الانصاری اظفری ص(اوی)
٢٢٩	حضرت سیدنا نعمان بن ابی خزیمه الانصاری ص(اوی)
٢٥٠	حضرت سیدنا نعمان بن سنان الانصاری ص(خرجی)
٢٥١	حضرت سیدنا نعمان بن عبد عمر و بن مسعود بخاری الانصاری ص (خرجی)
٢٥٢	حضرت سیدنا نعمان بن عصر بن الریبع البلوی الانصاری ص (حليف اوی)

٢٦٣	حضرت سیدنا ودقہ (ورقه) بن ایاس بن عمرو الانصاری ص (خرجی)
٢٦٤	حضرت سیدنا ودیعہ بن عمرو بن جراد بن یربوع الجھنی ص (حیلیف خرج)
٢٦٥	حضرت سیدنا یزید بن خنس بن حبیب بن جرہ اسلامی ص (خرجی)
٢٦٦	حضرت سیدنا یزید بن ثابت بن الفحشہ ک بن زید بن لوزان ص (خرجی)
٢٦٧	حضرت سیدنا یزید بن شعبہ بن خزمه بن اصرم ص (خرجی)
٢٦٨	حضرت سیدنا یزید بن حارث بن قیس الانصاری ص (خرجی)
٢٦٩	حضرت سیدنا یزید بن عامر بن خدیدہ الانصاری ص (خرجی)
٢٧٠	حضرت سیدنا یزید بن منذر بن سرح الانصاری ص (خرجی)
٢٧١	حضرت سیدنا ابوصرہ الانصاری المزنی ص (خرجی)
٢٧٢	حضرت سیدنا ابوضیاح (نعمان یا عمر بن ثابت) الانصاری ص (اوی)
٢٧٣	حضرت سیدنا ابویسی المارثی الانصاری ص (قبیله نامعلوم)
٢٧٤	حضرت سیدنا ابوفضلہ الانصاری ص (قبیله نامعلوم)
٢٧٥	حضرت سیدنا ابوقتادہ الانصاری اسلامی ص (خرجی)
٢٧٦	حضرت سیدنا ابوملیل ابن الازرع بن زید الانصاری ص (اوی) مندرجہ بالا اسماء گرامی (تاریخ طبری، طبقات، اسد الغابہ، اصحاب بدرا، کوکہ بدرا و غزوہ بدرا سے مانحوں ہیں۔

٢٥٣	حضرت سیدنا نعمان بن عمرو بن رفاعة نجاشی الانصاری ص (خرجی)
٢٥٤	حضرت سیدنا نعمان بن مالک بن شعبہ نجاشی ص (خرجی)
٢٥٥	حضرت سیدنا نعمان بن الاعرج بن مالک بن شعبہ الانصاری نجاشی ص (خرجی)
٢٥٦	حضرت سیدنا نعیمان بن عمرو بن رفاعة نجاشی الانصاری ص (خرجی)
٢٥٧	حضرت سیدنا نوبل بن شعبہ بن عبد اللہ الانصاری اسلامی ص (خرجی)
٢٥٨	حضرت سیدنا ابو بردہ ہانی بن نیار بن عمرو البلوی ص (حیلیف الانصار)
٢٥٩	حضرت سیدنا پیل بن حسین بن وبرہ الانصاری ص (خرجی)
٢٦٠	حضرت سیدنا ہلال بن امیہ بن عامر بن قیس بن عبد الالم اوقافی ص (کثوم بن ہدم کے بھانجے)
٢٦١	حضرت سیدنا ہلال بن معیل بن لوزان بن حارثہ ص (خرجی)
٢٦٢	حضرت سیدنا ہمام بن حارث بن ضمرہ (جزہ) ص (قبیله نامعلوم)

علمائی، فصحاً، بلغاً اور اکابر صحابہ و صحابیات میں تھیں بعض سلف سے منقول ہے کہ احکام شریعہ کا فصلہ کرنے کیلئے ان کی طرف رجوع ہونا معلوم ہوا ہے اور حدیثوں میں آتا ہے کہ خذوا ثالثی دینکم من هذه الحميرأ و تھائی دین کو ان حمیرا بعین عائشہ صدیقہ سے حاصل کرو۔ صحابہ تا بعین کی جماعت کثیرہ نے ان سے روایتیں لی ہیں۔ عروہ بن زبیر سے مروی ہے کہ میں نے کسی کو معانی قرآن، احکام و حلال اور علم انساب میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بڑھ کر عالم نہیں دیکھا۔ (۱۰۶)

حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ وہ فرماتی ہیں کہ ایک دن رسول اللہ اپنی نعلین مبارک میں پیوند لگا رہے تھے حالانکہ میں چرخہ کات رہی تھی میں نے حضور نبی کریم ا کے روئے مبارک کا مشاہدہ کیا تو آپ کی جبین مبارک سے پسینہ بہرہ رہا تھا اور اس پسینہ سے آپ کے جمال اقدس میں ایسی تابانی تھی کہ میں حیران تھی کہ حضور انور اనے میری طرف نگاہ کرم اٹھا کر فرمایا کہ کیا بات ہے تم کیوں حیران ہو؟ سیدہ فرماتی ہیں میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ کے بُشْرَه نورانی اور آپ کی پیشانی کے پسینے نے مجھے حیران کر دیا ہے اس پر آپ اٹھے اور میرے پاس آئے اور میری دونوں آنکھوں کے درمیان بوسدیا اور فرمایا: جزاک اللہ یا عائشہ خیر اما سرت منی کسر و روی منک (ترجمہ) اے عائشہ تمہیں اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے تم اتنا مجھ سے مسرونوں ہوئیں ہوئیں جتنا تم نے مجھے مسرو رکیا۔ (مدارج النبوت،

۷ رمضان المبارک، یوم وصال

ام المؤمنین حضرت سیدۃ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا:

بنت صدیق آرام جان نبی

اس حرمیم برأت پہ لاکھوں سلام

حضرت سیدہ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت ابو بکر صدیق کی صاحبزادی ہیں ان کی کنیت ام عبد اللہ، اپنے بھانجے عبد اللہ بن زبیر، اسماء بنت ابو بکر کی نسبت سے ہے سیدہ عائشہ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عرض کیا تھا کہ میری کنیت مقرر فرمادیں تو آپ نے فرمایا کہ تم اپنی بہن کے صاحبزادے عبد اللہ کے نام پر کنیت رکھ لو وہ عبد اللہ اور تم ام عبد اللہ۔ سیدہ عائشہ کی والدہ رومان بنت عامر بن عویر قبلیہ بنی کنانہ سے تھیں پہلے جبیر بن مطعم سے نامزد ہوئی تھیں۔ اسکے بعد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنا پیام نکاح دیا تو ان کا نکاح حضور سرور عالم اسے چھ سال کی عمر میں ہو گیا تھا اور مدینہ طیبہ میں آکر ۲ چھ میں ۹ سال کی عمر میں رخصتی ہوئی تھی۔ حضور اقدس ا نے ان کے علاوہ کسی باکرہ عورت سے نکاح نہ فرمایا ان سے کوئی اولاد نہیں ہوئی۔ (طبقات ابن سعد، ۸/۸۲:۸، مدارج النبوة، ۲:۸۰۳)

حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے فضائل و مناقب بہت ہیں آپ فقہا،

فَأَقُولُ أَنِّي كَهْذَا مَنْ عَنِ الدِّينِ مُضَبِّهٌ۔ (۱۰۸)

(ترجمہ) تم مجھے تین بار خواب میں دکھائی گئی تھیں۔ تمہیں فرشتہ ریشمی ٹکڑے میں لاتا تھا مجھے کہتا تھا یہ آپ کی بیوی ہے میں نے تمہارے رخ سے کپڑا اٹھایا تو تم ہی تھیں میں نے کہا اچھاً اگر یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے تو وہ اسے جاری و پورا فرمادے گا۔

اس سے معلوم ہوا کہ سیدہ عائشہ صدیقہ وہ ہیں جو کہ حضور سید عالم کو دکھائی گئیں اور بشارت دی گئی کہ یہ آپ کی بیوی ہی ہوں گی اسی لیے سیدہ فرماتی ہیں کہ مجھے یہ بھی مقام ازدواج مطہرات میں حاصل ہے اور فرماتی ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی میں وہ بیوی ہوں جن کے بستر میں بھی ہوں تو بھی وحی آئے۔

ان کے بستر میں وحی آئے رسول اللہ ا پر

اور سلام خادمانہ بھی کریں روح الامین ن

سیدہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیوی ہوں جس کے حق میں برأت اور طہارت آسمان سے نازل ہوئی گویا اس میں واقعہ افک کی طرف اشارہ ہے جسے منافقین نے اٹھایا تھا تو حق سبحانہ تعالیٰ نے سترہ اٹھارہ آئیں دامن عزت کی برأت و طہارت اور جماعت منافقین کی مذمت و خباثت میں نازل فرمائیں۔

یعنی ہے سورہ نور جن کی گواہ

ان کی پر نور صورت پہ لاکھوں سلام

دوم، ص ۸۰۵)

مطلوب یہ تھا کہ میرا ذوق و سرو تمہارے ذوق و سرور سے زیادہ ہوا حضور انور ا کا سیدہ عائشہ کے دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دینے میں کمال محبت ہے۔

حضرت مسروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو کا برتاعین میں سے ہیں جس وقت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے تو فرمایا کرتے تھے:

الصَّدِيقَةُ بُنْتُ الصَّدِيقِ حَبِيبَةُ رَسُولِ اللَّهِ وَاللَّهُ أَكَلَّهُ عَلَيْهِ

مجھے یہ حدیث بیان کی صدیقہ نے جو بیٹی ہے صدیق کی محبوبہ ہے رسول اللہ ﷺ کی۔

حَبِيبَةُ حَبِيبِ اللَّهِ امْرَأَةُ مِنَ السَّمَاءِ

اللہ کے حبیب کی محبوبہ آسمانی بیوی (۱۰۷)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ مجھے رسالت مآب کے ہاں ازدواج مطہرات میں وہ فضیلت حاصل ہے جو کسی اور کوئی نہیں فرماتی ہیں وہ یہ کہ حضور انے میرے سوا کسی باکرہ عورت سے شادی نہ فرمائی اور میں کسی دوسرے سے دست آلودنہ ہوئی اور باکرہ عورت اپنے شوہر کے نزدیک محبوب تر اور مانوس تر ہوتی ہے اور حضرت سیدہ زینب نے حضرت یوسف علیہ السلام کو تین مرتبہ خواب میں دیکھا کہ وہ عاشق و فریغتہ ہو گئی تھیں اور اس جگہ پر سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خواب میں مجھے دکھایا گیا یہ حالت بھی زیادتی محبت و انس کی ہے۔ خود حضور انے فرمایا:

اوْرِيتَكَ فِي الْمَنَامِ ثُلَثَ لِيَالٍ جَاءَنِي بِكَ الْمَلَكُ فِي سُرْقَةٍ مِنْ حَرِيرٍ يَقُولُ لِي هَذِهِ امْرَأَتُكَ فَأَكْشَفَ عَنْ وِجْهِكَ فَإِذَا نَتَ هِي

کپڑے کو پرانا نہیں سمجھتا جب تک کہ وہ پیوند کے قابل ہوا اور وہ اس میں پیوند لگا گاتا ہے اور ایک روایت میں آتا ہے کہ سیدہ نے عرض کیا حضور! میرے حق میں دعا فرمائیں کہ خدا جنت میں آپ کی ازواجِ مطہرات میں مجھے رکھے۔ فرمایا: اگر تم اس مرتبہ کو چاہتی ہو تو کل کیلئے کھانا بچا کرنا رکھو اور کسی کپڑے میں جب تک پیوند لگ سکتا ہوا سے بے کار نہ کرو۔ سیدہ نے اس وصیت و نصیحت پر جو فقر کوتونگری پر ایثار کرنے میں ہے اتنی کار بندر ہیں کہ آج کا کھانہ کل کے لیے بچا کرنا رکھا۔ (مدارج النبوت، ۸۱۰:۲)

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے سیدہ کو ستر ہزار درہم را ہ خدا میں صدقہ کرتے دیکھا ہے حالانکہ ان کی قمیض مبارک میں پیوند لگا ہوا تھا ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں ایک لاکھ درہم بھیجے تو انہوں نے اسی روز تمام دراہم فقراء و اقارب اور مستحق لوگوں میں تقسیم فرمادیے اور خود اس دن روز سے سے تھیں اور شام کو کھانے کیلئے بھی کچھ نہ بچایا باندی نے کہا اے سیدہ اگر ایک درہم بچالیتی تو اچھا ہوتا شام کا کھانا تیار ہو جاتا فرمایا یاد ہی نہیں اگر یاد ہوتا تو بچالیتی سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کتب معتبر میں دو ہزار دو سو حدیثیں مروی ہیں ان میں سے بخاری، مسلم میں ۷۴۱، متفق علیہ اور صرف بخاری میں ۵۳، اور صرف مسلم میں ۷۶ ہیں۔ بقیہ تمام کتابوں میں ہیں۔ صحابہ و تابعین میں سے خلق کثیر نے ان سے روایتیں لی ہیں۔ (مدارج النبوت، ۸۱۱:۲) ایک شخص نے سیدہ صدیقہ سے پوچھا کہ میں کیسے جانوں کہ میں نیک ہوں؟

سیدہ فرماتی ہیں کہ حضور انے میرے ہی گھر میں زمانہ علامت گزار اور میری ہی باری کے دن حضور انے وصال فرمایا اور اس کیفیت میں کہ میرے سینہ اور چھاتی پر آرام فرماتے تھے اور میرے ہی جگہ میں روپہ اقدس بننا۔

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ انہوں نے کسی کو سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بارے میں بدگوئی کرتے سناتو حضرت عمار نے فرمایا:

اغرب مقبو حامبو حاتفو ذیحبیۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

(ترجمہ) ذلیل و خوار خاموش ہو کہ تو اللہ اور اس کے رسول اکی محبوبہ کی بدگوئی کرتا ہے۔ (جامع الترمذی، ۲۰۸:۲)

حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بھی منقول ہے کہ آپ فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ مجھے رسول اللہ اُنے فرمایا اے عائشہ جب تم مجھے سے ناراض ہوتی ہو تو کہتی ہو لا ورب ابراہیم اور جب تم مجھے سے خوش ہوتی ہو تو کہتی ہو لا ورب محمد ناراضگی میں رب ابراہیم کی قسم اور خوشی میں رب محمد کی قسم میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ایکن میں نہیں چھوڑتی مگر صرف آپ کے نام کو مطلب یہ کہ ناخوشی کی حالت میں صرف آپ کا نام نہیں لیتی لیکن آپ کی یاد ذات میرے دل میں ہے اور میری جان آپ کے لئے مستغرق ہے اس محبت میں کوئی تغیر پیدا نہیں ہوتا۔ سیدہ فرماتی ہیں کہ مجھے حضور انے فرمایا اے عائشہ اگر تم چاہتی ہو کہ جنت میں میرے ساتھ رہو تو تمہیں چاہئے کہ دنیا میں اس طرح رہو جس طرح راہ چلتا مسافر ہو کہ وہ کسی

پڑھائی تھی۔ اس زمانہ میں مدینہ طیبہ پر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور سلطنت میں مروان حاکم تھا اور ان کے متولی قاسم بن محمد بن ابو بکر اور عبد اللہ بن عبد الرحمن بن ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہم تھے اور سیدہ عائشہ صدیقہ کا انتقال طبعی تھا۔ یہ غلط ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک ضیافت پر بلا یا اور سیدہ کو دھوکہ دی کے ساتھ کنوں میں گردایا۔ یہ روافض کا افتراء و جھوٹ ہے۔ (اسد الغابہ، ۱۰: ۹۷) (مدارج النبوت، ۲: ۳۰۸)

ے ارمضان المبارک، یوم وصال

سیدہ رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنتِ رسول اللہ ا بناتِ الکرامِ مصطفیٰ

حضور سید عالم اکی صاحبزادیاں کل چار ہیں اور چاروں ام المؤمنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطن طاہرہ سے ہیں۔ حضرت سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا جو حضرت قاسم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے چھوٹی اور دیگر اولاد النبی سے بڑی تھیں۔ حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جو سیدہ زینب سے چھوٹی ہیں، حضرت سیدہ ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا جو سیدہ رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے چھوٹی ہیں حضرت سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا جو سیدہ ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے چھوٹی ہیں۔

(۱۰۹)

آپ نے فرمایا: جب تم جان لو کہ یہ نیکی ہے اور ہمیشہ فرمایا کرتیں کہ تمہارے لیے جنت کے دروازے کھل رہیں گے پوچھا کس طرح اور کس عمل سے؟ فرمایا بھوک اور پیاس سے۔ ایک مرتبہ تلاوت قرآن پاک فرمائی تھیں جب اس آیت شریفہ پڑھیں۔

وَلَقَدْ أَنْزَلْنَا لِيَكُمْ كِتَابًا فِيهِ ذِكْرُ كُمْ أَفَلَا تَعْقِلُونَ (الانبیاء: ۱۰)

(ترجمہ) بے شک ہم نے تمہاری طرف ایک کتاب اتاری جس میں تمہاری ناموری ہے تو کیا تمہیں عقل نہیں۔

اس کے بعد ہمیشہ قرآن پاک کی تلاوت کرتیں اور آیاتِ قرآنی بمعنی غورو فکر کرتیں تھیں۔ (مدارج النبوت، جلد دوم، صفحہ ۸۱۲)

جب سیدہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے انتقال فرمایا تو ان کے گھر سے رونے کی آواز بلند ہوئی سیدہ ام سلمہ نے اپنی باندی کو بھیجا کہ خبراً عیسیٰ باندی نے آ کر سیدہ کے انتقال کی خبر سنائی تو سیدہ ام سلمہ روپڑیں اور فرمایا: اللہ تعالیٰ رحمتیں نازل فرمائے نبی علیہ السلام کی وہ سب سے زیادہ محبوبہ تھیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مدت محبت و معاشرت نوسال تھی اور حضور اقدس اکے وصال کے وقت ان کی عمر اٹھارہ سال تھی ان کا انتقال ۵۷ھ میں ہوا تھا۔ واقدی نے کہا کہ منگل کے روز استرہ رمضان المبارک ۵۸ھ میں مدینہ طیبہ میں ہوا۔ سیدہ صدیقہ کی عمر بوقت وصال چھیساں سال تھی اور وصیت فرمائی تھی کہ رات کے وقت بیچع میں دفن کیا جائے ان کی نمازِ جنازہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

زیادہ ٹھیک ہے۔ (کنز الایمان)

اس سے ثابت ہوا کہ اللہ کے نزدیک یہی بات قبول ہے کہ اولاد کو ان کے اصل بالپوں سے پکارا کرو۔ رسول اکرم اکی جملہ اولاد مبارکہ میں سب سے چھوٹی اور چیختی صاحبزادی حضرت سیدہ خاتونؓ جنت فاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ولادت باسعادت نزول وحی کے آغاز کے موقع پر ہوئی جبکہ دیگر صاحبزادیوں اور صاحبزادگان نزول قرآن کریم سے قبل ہی متولد ہو چکے تھے۔ مساوا حضرت ابراہیم کے جو کہ مدینہ المنورہ میں حضرت سیدہ ماریہ قبطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطن مبارک سے تھے۔ سید عالم رسول اللہ اکے تمام صاحبزادگان چھوٹی عمر میں ہی رحلت فرمائے تھے۔

تذکرہ حضرت سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا بنت مصطفیٰ:

حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دوسری صاحبزادی حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھیں ان کی ولادت واقعہ فیل کے ۳۳ برس میں ہے اور سیدہ زینب کی ولادت کے تین سال بعد سیدہ رقیہ کی ولادت ہوئی۔ عہد بنت سے قبل سیدہ رقیہ اور سیدہ ام کاثوم بنت رسول ابو لهب کے دو بیٹوں کی زوجیت میں تھیں بعض روایات میں ہے کہ عقد ہو گیا تھا لیکن شخصی نہیں ہوئی تھی۔ (مدارج النبوت، ۲: ۸۳)

جب سورت تبت یدا ابی لھب نازل ہوئی تو ابو لهب نے قتبہ سے کہا اوعتہ تیرا سحر ہام ہے مطلب یہ کہ میں تجھ سے بیزار ہوں اگر تو محمد اکی بیٹی کو اپنے سے جدا نہ کرے "اس پر اس نے جدائی کر لی اور علیحدہ ہو گیا۔ قریش نے ابو العاص رضی اللہ

یہ امر قرآن حکیم ہی سے ثابت ہے کہ حضور نبی کریم اکی بیٹیاں تین یا تین سے زائد ہیں اس لیے کہ عربی قاعدے کے مطابق بیٹی کو بنت کہا جاتا ہے اگر دو ہوں تو بنتین کہا جائے گا اور اگر تین یا اس سے زائد ہوں تو جمع کا صیغہ استعمال ہو گا یعنی کہ بنات۔ بنت: واحد، بنتین: تثنیہ اور بنات: جمع ہے۔ اب آیت میں صراحتاً ارشاد ہوتا ہے:

يَا إِنَّهَا النَّبِيَّ قُلْ لَا زَوْاجٌ لِّبَنِتَكَ وَنِسَاءٍ الْمُؤْمِنَاتِ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ
مِنْ جَلَّ إِبْرَاهِيمَ طَذْلِكَ أَذْنِي أَنْ يُعْرَفُ فَلَا يُؤْذِنَ طَوْ كَانَ اللَّهُ غَفُورًا
رَّحِيمًا (۱۰)

(ترجمہ) اے نبی (۱)! اپنی بیویوں اور بیٹیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے فرمادو کہ اپنی چادروں کا ایک حصہ اپنے منہ پر ڈالے رہیں یا اس سے نزدیک تر ہے کہ ان کی پہچان ہو تو ستائی نہ جائیں اور اللہ تعالیٰ بخششے والا ہم بان ہے۔ (کنز الایمان)

آیت کے شروع میں ہی تینوں جملے جمع کے استعمال ہوئے ہیں۔ ازواج، بنات، نساء المؤمنین۔ تو ثابت یہ ہوا کہ حضور اقدس اکی ایک بیٹی نہیں بلکہ لفظ بنات جمع کے صیغہ سے تین یا تین سے زائد ہو گئیں اور قوی دلائل کی روشنی میں آپ اکی کل چار بیٹیاں ہیں۔

دوسری آیت میں یوں ارشاد ہوتا ہے:
أَدْعُوكُمْ لِأَبَاتِهِنَّ هُوَ أَقْسَطُ عِنْدَ اللَّهِ (۱۱)

(ترجمہ) انہیں ان کے باپ ہی کا کہہ کر پکارو یہ اللہ کے نزدیک

منقول ہے کہ سیدہ کے انتقال پر عورتیں روتی تھیں مگر حضور اقدس انے کسی کو منع نہ فرمایا۔ سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سیدہ رقیہ کی قبر کے سرہانے سید عالم اکے پہلو میں پیٹھی روہی تھیں اور حضور اقدس اپنی چادر مبارک کے کنارہ سے سیدہ فاطمۃ الزہراء کی چشم مبارک سے آنسو پوچھتے تھے۔ حضور ان کے وصال کے وقت بدر میں تشریف فرماتھے۔ غزوہ بدر کی واپسی کے بعد حضور اسیدہ رقیہ کی قبر انور پر تشریف لائے۔ سیدہ رقیہ کی عمر مبارک بوقت انتقال اکیس برس تھی سیدہ کے بطن سے فرزند حضرت عبداللہ حضرت عثمان کے ہاں پیدا ہوئے۔ (طبقات ابن سعد، ۵۶:۸)

سبط رسول عبد اللہ بن رقیہ کا انتقال:

حضرت عبداللہ سبط رسول اپنی والدہ محترمہ سیدہ رقیہ کے بعد دوسال تک حیات رہے ان کی عمر مبارک چھ سال کی تھی کہ اچانک ان کی آنکھ کے قریب ایک مرغ نے چونچ ماری وہ زخم بن گیا آخر یہ بھی اپنی والدہ سیدہ رقیہ کی یاد گار آغوش میں جا سوئے۔ صلوات اللہ سلامہ (اسد الغابہ لابن الاشیر الجزری، ۱۱۱:۱۰)

نبی کریمؐ کی چار صاحبزادیاں

ملا باقر مجلسی اپنی مشہور کتاب میں رقطراز ہیں کہ:

در قرب الاسناد بسند معتبر از حضرت جعفر
روایت کرده است که از برائے رسول خدا

تعالیٰ عنہ، کو بھی حضور اکی صاحبزادی سیدہ زینب کو جدا کرنے پر ابھار لیکن انہوں نے فرمایا غذا کی قسم میں ہرگز سید عالم اکی صاحبزادی کو جدا نہیں کروں گا اور نہ میں یہ پسند کرتا ہوں کہ اس کے عوض قریش کی کوئی اور عورت ہو۔ (مدارج النبوت، ۷۸۳:۲)

اس کے بعد حضور اقدس انے اپنی صاحبزادی سیدہ رقیہ کا نکاح حضرت سیدنا عثمان بن عفان بن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی کے ساتھ مکہ مکرہ میں کر دیا اور اس وقت مکہ مکرہ میں یہ بات مشہور ہو گئی
احسن زوجین راهما انسان رقیہ وزوجها عثمان
(ترجمہ): سب سے اچھا جوڑا جو دیکھا گیا وہ سیدہ رقیہ اور سیدنا عثمان کا ہے۔ (الاصابہ، ۹۱:۸)

حضرت عثمان نے ان کے ساتھ دو ہجرتیں فرمائیں ایک جوشہ کی طرف اور دوسری جوشہ سے مدینہ طیبہ کی طرف حضور اقدس انے ان کی شان میں فرمایا کہ حضرت سیدنا نبوط علیہ السلام اللہ کے نبی کے بعد یہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے خدا کی طرف ہجرت کی۔ (طبقات ابن سعد، ۵۵:۸)

حضرت عثمان ذوالنورین حسن رفیع اور جمال کریم کے مالک تھے۔ حضرت سیدہ رقیہ کو چیچک کا عارضہ ہوا اور حضور اقدس اجب غزوہ بدر کو تشریف لے جا رہے تھے تو سیدہ صاحب فراش تھیں آپ کی تیارداری کیلئے سیدنا عثمان اور اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو مدینہ میں چھوڑا۔ چنانچہ سیدہ رقیہ کا اسی عارضہ میں ارتحال ہوا اور

(ترجمہ) اے اللہ! ہمارے درود ہوں اور پررقیہ بنت نبی۔ اے اللہ! درود ہوا اور ام کلثوم بنت نبی پر اور لعنت کران پر جوان بیٹیوں کے بارے میں تیرے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ایذا پہنچاتے ہیں۔

ان تمام حوالہ جات سے معلوم ہوا کہ جو لوگ چار صاحبزادیاں تسلیم نہیں کرتے انہوں نے حضور اکی چار صاحبزادیاں تسلیم کی ہیں کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے علاوہ آپ کی حقیقی تین بہنیں اور از بطن سیدہ خدیجہ الکبری تھیں۔ نیز ملاباقر مجلسی نے حیات القلوب میں ان صاحبزادیوں کے نکاحوں کا بھی تفصیل سے ذکر کیا ہے کہ سیدہ زینب کا نکاح حضرت ابوالعاص اور سیدہ رقیہ کا نکاح حضرت عثمان اور ان کے انتقال کے بعد دوسری صاحبزادی حضرت سیدہ ام کلثوم کا نکاح بھی حضرت عثمان سے ہوا اور چوتھی صاحبزادی سیدہ فاطمہ کا نکاح حضرت علی المرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوا۔

۱۸ رمضان المبارک فتح مکہ

رسول اکرم ابتدائی ۱۸ رمضان المبارک ۸ ہدوں ہزار آراستہ فوج لے کر مدینہ سے روانہ ہوئے۔ حضرت عباس جواب تک مکہ میں مقیم تھے اپنے اہل و عیال سمیت ہجرت کر کے مدینہ کو آرہے تھے وہ مقام ججفہ میں آنحضرت اکی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حسب ارشادِ نبوی انہوں نے اہل و عیال کو تو مدینہ بھیج دیا اور خود شکرِ اسلام میں شامل ہو گئے۔

از خدیجہ متولد شدند طاہرو قاسم و فاطمہ و ام کلثوم و رقیہ و زینب - (۱۱۲)

(ترجمہ) قرب الاسناد میں معتبر اسناد کے ساتھ حضرت امام جعفر صادق سے مروی ہے کہ رسول خدا کی اولاد جو حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ششم سے ہوئی طاہر اور قاسم اور فاطمہ اور ام کلثوم، رقیہ اور زینب تھیں۔

شیخ ابی جعفر محمد بن یعقوب الکفیل المتنوی شعبان ۳۲۹ھ قطراً از ہیں: وتزوج خدیجۃ وہ او بن بعض و عشرین سنۃ فولد له منها قبل البعث القاسم و رقیہ و زینب و ام کلثوم و ولد له بعد المبعث الطیب و طاہر والفاتحہ (۱۱۳)

آپ اُنے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح کیا جب کہ بیس اور چند سال کے تھے۔ بس میتوڑ ہونے سے پہلے ان کے بطن سے قاسم، رقیہ، اور زینب اور ام کلثوم پیدا ہوئیں اور میتوڑ ہونے کے بعد طیب و طاہر اور فاطمہ کا تولد ہوا۔

ایک مشہور کتاب تحفۃ العوام جو کہ ان کے ہر گھر میں موجود ہے وہ اوراد و وظیفہ و درود کے ذکر میں لکھتے ہیں اور صاحب تہذیب حدیث الاحکام میں بھی یوں موجود ہے۔ اللہم صلی علی رقیہ بنت نبیک اللہم صلی علی ام کلثوم بنت نبیک و العن من اذی نبیک فیها (۱۱۴)

مہاجرین و انصار تھے جو اس طرح سراپا آہن پوش تھے کہ بجز سیاہہ چشم ان کے بدن کا کوئی حصہ نظر نہ آتا تھا۔ بیت اللہ شریف میں داخل ہو کر آپ اُنے پہلے حجر اسود کو بوسہ دیا۔ پھر اپنی ناقہ پر طواف کیا۔ بیت اللہ کے گرد اور اوپر تین سو سالھ بست تھے۔ جن کے سبب سے وہ خانہ خدابت خانہ بننا ہوا تھا۔ آپ کے دست مبارک میں ایک لکڑی تھی۔ اس سے آپ ایک ایک بت کوٹھو کے دیتے جاتے تھے اور یہ پڑھتے جاتے تھے:

(ترجمہ) حق آگیا اور باطل مت گیا، بیشک باطل منٹے والا ہے۔

حق آگیا اور باطل نہ پہلی بار پیدا کرتا ہے اور نہ دوبارہ کرتا ہے۔

اور وہ منه کے بل گرتے جاتے تھے۔ جب اس طرح بیت اللہ شریف بتوں سے پاک ہو گیا تو آپ نے حضرت عثمان بن طلحہ سے کنجی لیکر دروازہ کھولا۔ اندر داخل ہوئے تو حضرت ابراہیم و اسماعیل علیہما السلام کے مجسم نظر پڑے۔ جن کے ہاتھوں میں جو اونکھیں کے تیر دیے ہوئے تھے۔ آپ اُنے فرمایا: ”خدا غارت کرے۔ اللہ کی قسم ان دونوں نے کبھی تیروں سے جوانہ نہیں کھیلا۔“ کعبہ کے اندر ہی لکڑیوں کی ایک کبوتری بنی ہوئی تھی جسے آپ نے اپنے دست اقدس سے توڑا۔ اور تصویریں جو تھیں وہ مٹا دی گئیں۔ پھر دروازہ بند کر دیا گیا۔ اور حضرت اسامہ و بلال و عثمان بن طلحہ آپ اکے ساتھ اندر رہے آپ نے نماز پڑھی اور ہر طرف تکبیر کیں پھر دروازہ کھول دیا گیا۔ مسجد حرام قریش کی صفوں سے بھری ہوئی تھی۔ آپ نے دروازے کے بازوؤں کو کپڑا کر کر یہ خطبہ پڑھا:

رسول اکرم امکہ میں حصہ بالائی کی طرف سے داخل ہوئے۔ اعلان کر دیا گیا کہ جو شخص ہتھیار ڈال دے گا ابوسفیان کے گھر پناہ لے گا یا مسجد میں داخل ہو گا یادروازہ بند کر لے گا۔ اس کو امن دیا جائے گا۔ حصہ بالائی میں (خیف بنی کنانہ یعنی محصب میں) رسول اللہ اکیلیہ نحیمہ نصب کیا گیا۔ اور حضرت زیر نے حسب الارشاد محصب کی حد یعنی جھون کی پہاڑی پر علم کھڑا کر دیا۔ آپ اُنے حضرت خالد بن ولید کو حکم دیا کہ قبل عرب کے ساتھ مقام اسفل (کذای) کی طرف سے داخل ہو اور صفا میں ہم سے آملیں۔ اور کسی سے جنگ نہ کریں۔ مگر صفوان بن امیہ، عکرمہ بن ابی جہل اور سمہیل بن عمر و قریش کی ایک جماعت ساتھ لے کر جندہ میں سدرہ ہوئے۔ اور حضرت خالد کی فوج پر تیر بر سانے لگے۔ چنانچہ حضرت حبیش بن اشعر اور کرز بن جابر فہری رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے شہادت پائی۔ حضرت خالد نے مجبور ہو کر ان پر حملہ کیا۔ وہ تیرہ یا زیادہ لاشیں چھوڑ کر گھروں کو بھاگ گئے اور بعضے پہاڑی پر چڑھ گئے۔ آپ اُنے جو تلواروں کی چمک دیکھی تو پوچھا کہ یہ جنگ کیسی ہے؟ عرض کیا گیا کہ شاید مشرکین نے پیش قدمی کی ہے۔ جس کی وجہ سے خالد کو لڑنا پڑا۔ بعد ازاں رسول اللہ اُنے خالد سے باز پرس کی۔ تو انہوں نے عرض کیا کہ ابتداء مشرکین کی طرف سے تھی۔ فرمایا: ”قضاء الہی بہتر ہے۔“ (تاریخ طبری، ۱: ۳۹۷)

آپ اُنے نحیمہ میں ذرا آرام فرمایا، پھر غسل کیا اور ہتھیاروں سے سچ کرنا تھے قصواء پر سوار ہوئے اور اپنے غلام کے لڑکے اسامہ کو اپنے پیچھے سوار کر لیا کوکہ نبوی بڑی شان و شوکت سے کعبہ کی طرف روانہ ہوا۔ آپ کے دائیں بائیں آگے پیچھے

اصحاب سے جو جو سلوک کیے تھے وہ سب ان کے پیش نظر تھے۔ اور خوف زدہ اس انتظار میں تھے کہ دیکھئے کیا سلوک کیا جاتا ہے۔ آپ اب اس شہر میں ہیں جہاں سے نکلے تھے تو اندر ہیری رات اور فقط صدقہ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ساتھ تھے۔ آج آپ داخل ہوتے ہیں تو یوں خطاب فرمایا: ”اے گروہ قریش! تم اپنے گمان میں مجھ سے کیسے سلوک کی توقع رکھتے ہو؟“

وہ بولے:

”نیکی کی توقع رکھتے ہیں۔ آپ شریف بھائی اور شریف برادرزادہ ہیں“
یہ سن کر حضور رحمۃ اللالعالمین نے فرمایا:

”آج تم پر کوئی الزام نہیں۔ جاؤ، تم آزاد ہو۔“ (طبری، ۱:۳۰)

اعلانِ عفو کے بعد آپ امجد حرام میں بیٹھ گئے۔ بیت اللہ شریف کی کنجی آپ کے دستِ مبارک میں تھی۔ حضرت علی اور حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما میں سے ہر ایک نے عرض کیا کہ کنجی ہمیں عنایت ہو۔ مگر آپ نے حضرت عثمان بن طلحہ بن ابی طلحہ کو عطا فرمائی۔

حضرت عثمان بن طلحہ کا بیان ہے کہ ”ہجرت سے پہلے مجھے رسول اللہ اکے میں ملے۔ آپ نے مجھے دعوتِ اسلام دی۔ میں نے کہا اے محمد! تجوہ سے تعجب ہے کہ تو چاہتا ہے کہ میں تیری پیروی کروں۔ حالانکہ تو نے اپنی قوم کے دین کی مخالفت کی ہے اور ایک نیا دین لایا ہے۔ ہم جاہلیت میں کعبہ کو دو شنبہ اور پنچ شنبہ کے دن کھولا کرتے تھے۔ ایک دن رسول اللہ ال لوگوں کے ساتھ کعبہ میں داخل ہونے کے

”ایک خدا کے سوا اور کوئی معبود نہیں۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ خدا نے اپنا وعدہ سچا کیا اور اپنے بندے کی مدد کی اور کافروں کے گروہوں کی تہہ شکست دی۔ آگاہ رہو کہ تمام مفاخر یا خون یا مال ہر قسم کا سوائے کعبہ کی تولیت اور حجاجیوں کی سقایت کے میرے ان دو قدموں کے نیچے ہیں۔ آگاہ رہو کہ قتل خطا جو عمد کے مشابہ ہو، تازیانہ سے ہو یا عصا سے اس کا خون بہا ایک سوانح ہیں جن میں سے چالیس کے پیٹوں میں نیچے ہوں۔ اے گروہ قریش! خدا نے تم سے جاہلیت کا غرور اور نسب کا افتخار دور کر دیا۔ تمام لوگ آدمی کی اولاد سے ہیں اور آدم مٹی سے ہیں۔“ (طبقات ابن سعد، ۱:۲۳۱، طبری، ۱:۳۰)

پھر یہ آیت تلاوت فرمائی:

”اے لوگو! ہم نے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تمہیں شاخیں اور قبیلے کیا کہ آپس میں پہچان رکھو بے شک اللہ کے یہاں تم میں زیادہ عزت والا وہ جو تم میں زیادہ پرہیز گار ہے بے شک اللہ جانے والا خبردار ہے۔“ (کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن، پارہ ۲۶۵، الحجرات: ۱۳)

خطبہ کے بعد آپ قریش کی طرف متوجہ ہوئے جن سے مسجد بھری ہوئی تھی۔ اعلانِ دعوت سے اب تک ساڑھے سترہ سال میں قریش نے آپ سے اور آپ کے

اس روز آپ ادیریک مسجد میں رونق افروز رہے نماز کا وقت آیا تو آپ اکھم سے حضرت بلاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کعبہ کی چھپت پر اذان کی۔ ابوسفیان جو حرب اور عتاب بن اسدی اور حارث بن ہشام کعبہ کے حصہ میں بیٹھے ہوئے تھے۔ اذان کی آوازن کر عتاب بولا کہ خدا نے اسید کو یہ عزت بخشی کہ اس نے یہ آوازنہ سنی ورنہ اسے رنج پہنچتا۔ حارث بولا خدا کی قسم اگر یہ حق ہوتا تو میں اس کی پیروی کرتا۔ ابوسفیان نے کہا، میں تو کچھ نہیں کہتا اگر کہوں تو یہ کنکریاں ان کو میرے قول کی خبر دیں گی۔ جب آپ ان لوگوں کے پاس ہو کر نکلے تو فرمایا کہ تمہاری بتائیں مجھے معلوم ہو گئیں تم نے ایسا ایسا کہا ہے۔ حارث و عتاب یہ سنتے ہی کہنے لگے۔ ”ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ خدا کے رسول ہیں۔ ان باتوں کی اطلاع کسی اور کوئی تھی ورنہ ہم کہہ دیتے کہ اس نے آپ کو بتا دیں۔

مسجد سے آپ کو ہ صفا پر تشریف لے گئے۔ وہاں مردوں اور عورتوں نے اسلام قبول کر کے آپ اکے دستِ اقدس پر بیعت کی۔ مردوں میں حضرت معاویہ اور مستورات میں ان کی والدہ ہند بھی تھیں۔ جو حضرت امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کا کلیج چبائی تھی۔ (رواہ البخاری، مدارج النبوت، ۵۰۵:۲)

عفوِ عام سے نو یادِ اشخاص مستثنی تھے۔ جن کی نسبت حکم دیا گیا تھا کہ جہاں میں قتل کر دیے جائیں۔ اس حکم کی وجہ بی کریم اکاذاتی انتقام نہ تھا بلکہ اور مختلف جرم تھے۔ ان میں سے صرف تین یعنی ابن خطل۔ مقیس بن ضباء اور ابن خطل کی کنیز قریبہ قتل ہوئے۔ ابن خطل اور مقیس قصاص میں قتل کیے گئے۔ قریبہ اسلام کی بھجو معظمه کے کلید برداران ہی کی اولاد میں شیخ عبدالعزیز شعابی ہیں۔

ارادے سے آئے، میں نے آپ سے درشت کلامی کی اور آپ کو برا بھلا کہا۔ مگر آپ نے درگز رکیا اور فرمایا: ”عثمان تو یقیناً عنقریب ایک دن اس کنجی کو میرے ہاتھ میں دیکھے گا کہ جہاں چاہوں رکھ دوں۔“ میں نے کہا: اس دن بے شک قریش ہلاک ہو جائیں گے اور ذلیل ہو جائیں گے۔ اس پر آپ اనے فرمایا: ”بلکہ زندہ رہیں گے اور عزت پائیں گے۔“ اور آپ اکعبہ میں داخل ہوئے۔ آپ کے اس ارشاد نے مجھ پر اثر کیا میں نے گمان کیا کہ جیسا آپ انے مجھ سے فرمایا عنقریب ویسا ہی ہونے جائے گا۔ اور ارادہ کیا کہ مسلمان ہو جاؤ۔ مگر میری قوم مجھ سے نہایت درشت کلامی کرنے لگی۔ جب فتحِ کملہ کا دن آیا تو آپ نے مجھ سے فرمایا۔ عثمان! کنجی لا۔ آپ انے کنجی مجھ سے لے لی۔ پھر وہی کنجی مجھے دے دی اور فرمایا۔ لو یہ پہلے سے تمہاری ہے اور تمہارے پاس ہمیشہ رہے گی۔ ظالم کے سوا اسے کوئی تم سے نہ چھینے گا۔ عثمان! اللہ نے تم کو اپنے گھر کا امین بنایا ہے۔ پس اس گھر کی خدمت کے سبب سے جو کچھ تمہیں ملے اسے دستور شرعی کے موافق کھاؤ۔ جب میں نے پیٹھ پھیری آپ انے مجھے پکارا میں پھر حاضر ہوا۔ فرمایا۔ کیا وہ بات نہ ہوئی جو میں نے تھے سے کہی تھی۔ اس پر مجھے بھرت سے پہلے مکہ میں آپ اکا وہ قول یاد آگیا۔ میں نے عرض کیا کہ ”ہاں (وہ بات ہو گئی) میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ عز جل کے رسول ہیں۔“ (مدارج النبوت، ۲:۳۸۷-۳۸۸)

اس حدیث میں تین پیشکوئیاں ہیں۔ وہ تینوں پوری ہو گئیں۔ آج بھی کعبہ معظمه کے کلید برداران ہی کی اولاد میں شیخ عبدالعزیز شعابی ہیں۔

دن کی ایک ساعت اجازت دی گئی۔ اور آج پھر اس کی حرمت ایسی ہو گئی جیسا کہ کل (فتح سے پہلے) تھی۔ چاہئے کہ جو یہاں حاضر ہے غائب کو یہ پیغام پہنچا دے۔” (بخاری و مدارج النبوت، ۲۹۳:۲)

جب مکہ بتوں سے پاک ہو چکا تو مکہ کے گرد جوبت (منات، لات، عزی، سواع) وغیرہ تھے وہ سرایا کے ذریعہ منہدم کر دیئے گئے۔

۲۱ رمضان المبارک یوم شہادت

حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم

شہنشاہ ولایت حضرت علی ص کون ہیں؟

علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم وہ ہیں:

۱: جو اللہ تعالیٰ کے شیر (اسد اللہ) ہیں

۲: جب لڑتے تو جریل امین علیہ السلام ان کے دائیں اور میکائیل علیہ السلام ان کے بائیں ہوتے۔ (خصائص النسائی: ۲۲)

۳: جنگِ احد میں جبرائیل علیہ السلام نے آکر فرمایا لاافتی الا علی لا سیف الا ذول لفقار۔

۴: جنہیں فتح مکہ کے دن رسول کریم ص نے اپنے مبارک کندھوں پر اٹھایا تھا کہ بیت اللہ کو بتوں سے پاک کر دیں۔

گایا کرتی تھی۔ باقی سب کو امن دیا گیا۔ اور ایمان لائے۔ ایک دشمن اسلام عیسائی مصنف ان دس اشخاص کی تفصیل دے کر یوں لکھتا ہے:

”اس طرح عفو کے مقابلے میں حکم قتل کی صورتیں کا عدم تحسین اور سزاۓ موت جہاں فی الواقع عمل میں آئی (شايد باستثناء مغنية) محض پلیٹیکل مخالفت کے سوا اور جرموموں کی وجہ سے غالباً روا تھی۔ جس عالی حوصلگی سے (حضرت) محمد انے اس قوم سے سلوک کیا جس نے اتنی دیر آپ سے ڈینی رکھی اور آپ کا انکار کیا۔ وہ ہر طرح کی تحسین و آفرین کے قابل ہے حقیقت میں گذشتہ کا معافی اور اس کی گستاخیوں اور اذیتوں کی فراموشی آپ ہی کے فائدے کیلئے تھی۔ مگر تاہم اس کیلئے ایک فراخ و فیاض دل کی کچھ کم ضرورت نہ تھی۔“ (سر ولیم میور، لائف آف محمد)

فتح مکہ کے دوسرے روز خدا نے ہدیل کے ایک شخص کو جو مشرک تھا قتل کر ڈالا اس پر نبی کریم ا نے حمد و شکر کے بعد یوں خطاب فرمایا:

”(ترجمہ) تحقیق مکہ کو اللہ تعالیٰ نے حرم قرار دیا اور لوگوں نے حرام نہیں کیا۔ جو شخص خدا اور روز آخرت پر ایمان رکھتا ہے اس کیلئے جائز نہیں کہ اس میں خون بہائے اور نہ اس کا درخت کاٹے اگر کوئی اس میں رسول اللہ ا کے جنگ کے سبب قتال کو رخصت کہے تو اس سے کہہ دو کہ خدا نے اپنے رسول کو اجازت دی تم کو اجازت نہیں دی مجھے بھی

۵۔ میرا بیان کوئی نہیں پہنچائے گا مگر میں اور علی (خصوصاً نسائی)

فضائل حضرت علی صاحب احادیث میں:

- ☆ علی دنیا و آخرت میں میرے بھائی ہیں۔
- ☆ علی مجھ سے ہیں اور میں علی سے ہوں۔ میری طرف سے ادائے فرائض یا تو میں کر سکتا ہوں یا علی۔
- ☆ علی میری اصل ہیں۔
- ☆ علی میرے علوم کا نظر ہیں۔
- ☆ علی میرے لیے ایسے ہیں جیسے میرا سر میرے بدن کیلئے۔
- ☆ علی مجھ سے ہے اور میں علی سے ہوں اور وہ ہر مومن کا ولی ہے۔
- ☆ علی میرے کئے ہوئے وعدوں کو پورا کریں گے اور میرے قرضوں کو ادا کریں گے۔
- ☆ علی میرے رازوں کا خزینہ دار ہیں۔
- ☆ علی کو مجھ سے وہی منزلت حاصل ہے جو مجھے اپنے پروردگار سے ہے۔
- ☆ علی ابن ابی طالب کو مجھ سے ایسا شرط ہے جیسے میری روح کو میرے بدن سے ہے۔
- ☆ علی بابِ حجّہ جیسے ہیں جو شخص اس میں داخل ہوا وہ مومن اور جو اس سے باہر نکلا وہ کافر۔
- ☆ علی جنت میں درخشان ہو گے جیسے ستارہ صبح دنیا والوں کیلئے۔

۵: جو قرآن ناطق ہیں۔

۶: جو نبیر رسول ص پر بیٹھ کر فرمائیں سلوانی (مجھ سے پوچھو)

۷: جن سے جبریل علیہ السلام پوچھیں کہ بتائیں کہ اس وقت جبریل کہاں ہیں؟

۸: جو ایک سجدہ کر کے دوسرا سجدہ اس وقت تک نہ کرتے تھے جب تک وہ اللہ تعالیٰ کو دیکھنا لیتے۔

۹: جن کے چہرے کو دیکھنا عبادت ہے۔

۱۰: جنہوں نے امام مہدی کے ظہور کی تاریخ بسم اللہ الرحمن الرحيم کے مبسوطی عدد سے بتائی پھر قیامت کا بتانے لگے کہ کب آئے گی پھر زبان شریف روک لی۔

۱۱: جس کی نماز عصر قضا ہو تو سورج واپس اپنے مقام پر پڑے۔

۱۲: یہودیوں کے معروف پہلوان "مرحب" کو قتل کر کے قلعہ خیبر کو فتح کریں اور چٹان میں پرچم اسلام کو نصب (گاڑ) کر دیں جبکہ ایک ہاتھ سے بھاری بھر کم دروازے کو نکال پھینکیں۔ (روح البیان، کوکب دری، شہنشاہ ولایت: ۱۳۸)

وہ علی جن کے متعلق رسول کریم افرمائیں

۱۔ میں علم کا شہر ہوں اور علی علیہ السلام اس کا دروازہ ہیں۔ (ترمذی)

۲۔ مکمل اسلام مکمل کفر سے لڑنے جا رہا ہے۔ (جنگ احزاب)

۳۔ یا علی تم ہادی ہو۔ میرے بعد راہ پانے والے تم سے راہ پائیں گے۔

۴۔ علی جنت دوزخ تقسیم کرنے والے ہیں۔

☆ علی سب سے پہلے مجھ پر ایمان لایا ہے اور سب سے پہلے مجھ سے حوض پر
 قیامت کے روز مصافحہ کرے گا۔

☆ میں حکمت کا گھر ہوں اور علی اس کا دروازہ

☆ جنت تین شخصوں کی مشتاق ہے: علی، عمار اور سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

☆ اے خدا! علی کی جو عزت کرتے تو بھی اسے عزت دے۔

☆ تمہارے ناموں میں سزاوار تر نام ابو تراب ہے۔

☆ میں شہر علم ہوں اور علی اس کا دروازہ ہیں۔ جو شخص مدینہ منورہ میں آنا چاہے وہ
 پہلے دروازے پر آئے۔

☆ اے علی! تم مجھ سے اور میں تم سے ہوں۔

☆ خداوند عالم ہر روز شب ملائکہ پر علی کے ذریعہ فخر و مبارکات فرماتا ہے۔

☆ میرے بعد تمام امت میں سب سے بڑھ کر عالم علی ابن ابی طالب ہیں۔

☆ تمام صحابہ میں بہتر فیصلہ کرنے والے علی ہیں۔

☆ اے علی! تم میرے داماد ہو اور میرے جگر گوشوں کے باپ ہو اور میں تم سے ہوں تم
 مجھ سے ہو۔

☆ خداوند! حق کو ادھر گردش دے جدھر علی گردش کریں۔

☆ خداوند عالم نے ہر نبی کی ذریت اس کے صلب میں ودیعت کی ہے اور میری
 ذریت علی کے صلب میں قرار دی۔

☆ حق اس کے ساتھ ہے یعنی علی کے ساتھ۔

☆ علی مونین کے سردار ہیں۔

☆ علی قرآن کے ساتھ ہیں اور قرآن علی کے ساتھ۔ یہ دونوں ہرگز جدا نہ ہوں
 گے یہاں تک کہ حوض کو شر پر پہنچیں۔

☆ علی تمام انسانوں میں سب سے بہتر ہیں۔ جس نے شک کیا وہ کافر ہوا۔

☆ علی کی ہڈیوں تک میں ایمان بھرا ہوا ہے۔

☆ علی بروز قیامت میرے حوض کے مالک ہوں گے۔

☆ علی ہم سب میں بہتر فیصلہ کرنے والے ہیں۔

☆ علی کی شکایت نہ کرو کہ خدا کی قسم خدا کے بارے میں یاراہ خدا میں علی بہت
 سخت ہے۔

☆ علی کی محبت نفاق سے دوری ہے۔

☆ علی کی محبت گناہوں کو اس طرح کھا جاتی ہے جس طرح آگ لکڑی کو کھا جاتی ہے۔

☆ علی کی محبت وہ نیکی ہے کہ اس کے ہوتے ہوئے کوئی بدی ضرر نہیں پہنچاتی۔

☆ علی کی دشمنی وہ بدی ہے جس کے ہوتے کوئی نیکی فائدہ بخش نہیں۔

☆ علی کی محبت آتش جہنم سے رہائی ہے۔

☆ علی کا اس امت پر بعینہ ایسا حق ہے جس طرح باپ کا حق بیٹے پر۔

☆ علی سے منافق محبت نہیں کرتے اور مون علی سے بعض وعدات نہیں رکھتا۔

☆ علی جنت کے لوگوں پر اس طرح چمکے گا جس طرح صحیح کا ستارہ دنیا کے لوگوں پر
 چمکتا ہے۔

- ☆ حوض کوثر پر روز قیامت پیغمبر اکے پاس سب سے پہلے پہنچنے والے حضرت علی ہیں جو پیغمبر اپر سب سے پہلے اسلام لائے۔
- ☆ تمہارے بارے میں دو شخص ہلاک و بر باد ہوں گے۔ محبت سے حد سے گذر جانے والا، دوسرے جھوٹا اور بہتان باندھنے والا۔
- ☆ آنحضرت انے اپنے اصحاب کے درمیان فرمایا: میرے اصحاب میں سب سے زیادہ جچا تلا فیصلہ کرنے والے علی بن ابی طالب ہیں۔
- ☆ رسول اکرم انے فرمایا: تم اگر علی کو امیر و حاکم بناؤ تو انہیں ہدایت یافتہ پاؤ گے۔
- ☆ اے علی! تم پہلے وہ شخص ہو جو جنت کا دروازہ کھٹکھٹاؤ گے اور میرے بعد بغیر حساب کے داخل جنت ہو گے۔
- ☆ میرا ہاتھ اور علی کا ہاتھ عدل میں برابر ہے۔
- ☆ ہر نبی کے لئے ایک وصی اور وارث ہوا کرتا ہے اور علی میرے وصی اور وارث ہیں۔
- ☆ جناب رسول مقبول انے فرمایا: اے علی! تیرے لیے جنت میں وہ چیز ہے کہ اگر تمام روئے زمین کے لوگوں پر تقسیم کی جائے تو نجک رہے۔
- ☆ قیامت کے دن سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ان کے خلیل ہونے کے باعث لباس پہنایا جائے گا، پھر میری برگزیدگی کی وجہ سے مجھے پھر علی کو۔
- ☆ حضرت علی ص سے روایت ہے کہ مجھ سے جناب رسالت مآب انے فرمایا: اے علی! میں تمہارے لیے بھی وہی پسند کرتا ہوں جو اپنے لیے اور

- ☆ میں نبیوں کا خاتم اور علی وصیوں کے خاتم ہیں۔
- ☆ میں اور علی بندگاں خدا پر خدا کی جدت ہیں۔
- ☆ میں اور علی ایک درخت سے ہیں۔
- ☆ سب سے پہلے میرے ساتھ علی نے نماز پڑھی۔
- ☆ جو شخص علی کو دوست رکھے اس سے کہہ دو کہ جنت میں جانے کیلئے تیار رہے۔
- ☆ اگر علی نہ پیدا ہوئے ہوتے تو فاطمہ کا کوئی کفونہ ہوتا۔
- ☆ خداوند! علی کی زبان کو استواری دے اور اس کے دل کی ہدایت فرم۔
- ☆ جس نے علی سے حسد کیا اس نے مجھ سے حسد کیا اور جس نے مجھ سے حسد کیا وہ کافر ہوا۔
- ☆ اے علی! جنت میں تمہارے لیے ایک خزانہ ہے اور تم اس کے دونوں کنارے لو گے۔
- ☆ اے علی! اگر تم نہ ہوتے تو میرے بعد کے مومنین پہچانے نہ جاتے۔
- ☆ جس شخص کا میں دوست ہوں علی اس کا دوست ہے۔
- ☆ جس شخص نے علی کو برا کہا مجھ کو برا کہا۔
- ☆ رسول اللہ انے (مسجد نبوی کے اندر) تمام لوگوں کے گھروں کے دروازوں کو بند کر دیا مگر علی کا دروازہ مسجد کی طرف باقی رہا۔
- ☆ اے علی! کیا تم اس پر راضی نہیں کہ تمہاری منزل جنت میں میری منزل کے برابر ہو گی۔

- کرے مگر میں خود یا میری جانب سے علی۔
- ☆ رسول اللہ اُنے ایک لشکر کہیں بھیجا جس میں حضرت علی بھی تھے امام عطیہ کا بیان ہے کہ علی کے چلے جانے کے بعد رسول اللہ اُنے ہاتھ اٹھا کر دعا کرتے ہوئے کہا: اے اللہ! مجھ کو اس وقت تک موت نہ دینا جب تک کہ تو مجھے علی کو نہ دکھادے۔
- ☆ آنحضرت اُنے جناب علی سے فرمایا: اے علی! تحقیق خدا تعالیٰ نے تجھے اور تیری اولاد اور تیرے اہل کو دوستوں کو بخش دیا ہے۔
- ☆ سیدنا جابر بن عبد اللہ ص سے روایت ہے کہ ہم آنحضرت اُنی خدمت میں بیٹھے اصحاب جنت کا ذکر کر رہے تھے۔ آنحضرت اُنے فرمایا: جنت میں سب سے پہلے داخل ہونے والا (آنحضرت اُنے بعد) علی ابن طالب ہے۔
- ☆ آنحضرت اُنے فرمایا کرتے تھے: علی ابن ابی طالب قیامت کے روز میرے حوض کے صاحب ہوں گے۔ اس پر آسمان کے ستاروں کی تعداد کے موافق پیالے ہوں گے۔ میرے حوض کی وسعت جابیہ سے صفات کے موافق ہوں گے۔
- ☆ ابوسعید خدری سے روایت ہے کہ آنحضرت اُنے فرماتے تھے: اے علی! تیرے پاس قیامت کے روز جنت کے عصاؤں میں سے ایک عصا ہوگا تو اس سے منافقوں کو حوض سے ہائے گا۔ (شہنشاہ ولایت: ۱۳۰ تا ۱۳۶)

- تمہارے لیے بھی وہی باتیں ناپسند ہیں جنہیں میں خود اپنے لیے پسند نہیں کرتا۔
- ☆ حضرت رسالت آب اُنے حضرت علی ص سے فرمایا: کیا تم اس پر راضی نہیں ہو کہ تمہیں مجھ سے وہی منزلت حاصل ہو جو ہارون کو جناب موسیٰ سے تھی۔
- ☆ علی نیکوکاروں کے امام اور بدکاروں کو موت کے گھاٹ اتارنے والے ہیں۔ جس نے علی کی مدد کی وہ کامیاب فتحیاب ہوا اور جس نے علی کی مدد سے گریز کیا وہ بے یار و مددگار رہا۔
- ☆ آنحضرت اُنے فرماتے تھے: اے میرے اصحاب! معراج کی رات مجھ سب گھر دکھائے گئے (جنت میں) کہ میرے گھر سے کس قدر فاصلہ رکھتے ہیں۔ اے علی! تو راضی نہیں ہوتا کہ تیرا گھر میرے گھر کے مقابل ہوگا۔
- ☆ تین باتیں جس کسی میں ہوں گی وہ نہ مجھ سے ہے اور نہ میں اس سے ہوں۔ علی کی دشمنی، اہل بیت کی عداؤت اور یہ کہنا کہ ایمان محض زبانی اقرار ہے۔
- ☆ خداوند عالم نے جس مون کے دل میں بھی علی کی محبت راسخ کر دی ہے وہ بروز قیامت پل صراط پر ثابت قدم ہوگا اس کا قدم کبھی بھسلے گا نہیں۔
- ☆ علی تم میں عیسیٰ کا نمونہ ہے کہ یہودیوں نے ان سے عداؤت بر تی یہاں تک کہ ان کی ماں کو تمہیں کیا اور نصاریٰ نے دوست رکھا تو اس دوستی میں اتنے بڑھ گئے کہ اس درجہ پر رکھا جس پر وہ واقع نافرمانہ تھے۔
- ☆ جبشی بن حیادہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ اُنے فرمایا: علی مجھ سے ہے اور میں علی سے ہوں اور میری جانب سے کوئی عہد نہ کرے اور نہ کوئی معاهدہ

الصغرى: ٣٢٦، خصائص النساى، متدرک، مجید بیگر، مسند امام احمد، کوکب دری،
حلیۃ الاولیاء، الصواعق المحرقة وغیرہ)

شان حیدر بزبان حیدر

امام کمال الدین ابو سالم محمد بن طلحہ جلی شافعی علیہ الرحمۃ اپنی مناقب کی کتاب
لمنظم میں فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ باب مدینۃ العلم حضرت علی کرم اللہ وجہہ
الکریم نے عظیم الشان خطبہ فرمایا تو ایک شخص سوید بن نوبل ہلالی نے اٹھ کر عرض کیا
کہ اے امیر المؤمنین جس بات کا آپ نے تذکرہ فرمایا ہے آپ اس کو جانتے بھی
ہیں؟ تو آپ کرم اللہ وجہہ الکریم جلال میں آگئے اور فرمایا تجھ کو رونے والیاں
روئیں، پیشیں اور تم پر مصالیب کا نزول ہواے بزدل کے بیٹھ بیعت توڑنے والے
اور جھلانے والے خبیث عنقریب طویل عرصہ کم ہو جائے گا اور تم کو غلوں بیابانی ہلاک
کر دیں گے۔ پھر آپ نے اپنے متعلق یہ ارشادات فرمائے۔

”میں رازوں کا راز ہوں، میں انوار کا درخت ہوں، میں آسمانوں کا راہنمा
ہوں، میں مسیحات کا انیس ہوں، میں جبریل کا خلیل ہوں، میں میکائیل کا صفحی ہوں،
میں بادشاہوں کا قائد ہوں، میں آسمانوں کا شہباز ہوں، میں صراح کا تخت ہوں،
میں لوحوں کی حفاظت کرنے والا ہوں، میں تاریکی کا قطب ہوں، میں بیت معمور
ہوں، میں بادلوں کا ابر نیساں ہوں، میں غیاہب کا نور ہوں، میں لوحوں کی حفاظت
کرنے والا ہوں، میں حجج کی کشتی ہوں، میں حجج کی جنت ہوں، میں مخلوق کی

اصلاح کرنے والا ہوں، میں حقائق کو قائم کرنے والا ہوں، میں تاویل کو بیان
کرنے والا ہوں، میں انجیل کا مفسر ہوں، میں کسانوں کا پانچواں ہوں، میں نساء
کیلئے تبیان ہوں، میں الفت والوں کی الفت ہوں، میں اعراف والوں سے ایک
ہوں، میں سرابراہیم ہوں، میں اژدها کے کلیم ہوں، میں ولی الاولیاء ہوں، میں انبیاء
کاوارث ہوں، میں زبور کا نغمہ ہوں، میں غفور کا پردہ ہوں، میں جلیل کا صفوۃ ہوں،
میں انجیل کا ایلیا ہوں، میں شدید القوی ہوں، میں حامل لواء ہوں، میں محشر کا امام
ہوں، میں ساتی کوثر ہوں، میں قاسم جناس اور نارتھیم کرنے والا ہوں، میں دین کا
بادشاہ ہوں، میں امام المتقین ہوں، میں وارث مختار ہوں، میں کمزوروں کا مددگار
ہوں، میں کفار کی جڑ اکھیڑنے والا ہوں، میں نیک اماموں کا باپ ہوں، میں دروازہ
اکھڑنے والا ہوں، میں گروہوں کو متفرق کرنے والا ہوں، میں قیمتی جوہر ہوں، میں
باب مدینۃ العلم ہوں، میں مفسر بر اہین ہوں، میں ظاہر طور پر مشکلات کا حل کرنے
والا ہوں، میں نون و قلم ہوں، میں تاریکی کا چراغ ہوں، میں متی کا سوال ہوں، میں
مدود ہل اتی ہوں، میں بنیاد عظیم ہوں، میں صراط مستقیم ہوں، میں اصراف کا موتی
ہوں، میں قاف کا پھاڑ ہوں، میں حرروف کا راز ہوں، میں نور ہوں، میں جبل راسخ
ہوں، میں بلند پر چم ہوں، میں غبیوں کی کنجی ہوں، میں دلوں کا چراغ ہوں، میں نور
ارواح ہوں، میں مکر رحملہ کرنے والا سوار ہوں، میں مددگاروں کا مددگار ہوں، میں
نگی توار ہوں، میں مقتول شہید ہوں، میں قرآن جمع کرنے والا ہوں، میں بیان کی
دیوار ہوں، میں برادر رسول ہوں، میں زوج بقول ہوں، میں اسلام کا ستون ہوں،

حضرت مولا علی ص کا نام نامی سرفہرست تھا۔ (۱۱۵)

امام بخاری حضرت عقبہ بن الحارث ص سے روایت کرتے ہیں۔

ایک مرتبہ حضرت ابو بکر صدیق ص مسجد نبوی سے باہر نکلے تو آپ نے حضرت حسن ص کو پچوں کے ساتھ کھیلتے پایا، آپ نے انہیں اپنے کامدھے پر اٹھالیا اور کہا

بابی شبیه بالنتی

لیس شبیها بعلی

”میرے ماں باپ فدا ہوں، یہو ہو، ہر رسول اللہ کی تصویر ہیں علی ص کے مشابہ نہیں ہیں۔“

وعلی یوضح کیا ہے کہ حضرت علی مسکرار ہے تھے (۱۱۶)

باعہمی عقیدت و محبت (مکالمہ ما بین حضرت ابو بکر ص و حضرت علی ص):

عقیدت و محبت کے اس دو طرفہ تعلق کا اندازہ سیدنا ابو ہریرہ ص کی اس روایت سے مخوبی ہوتا ہے، آپ بیان فرماتے ہیں:

ایک دن حضرت ابو بکر ص اور حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کاشانہ نبوی میں حاضری کیلئے آئے حضرت علی المرضی ص نے ابو بکر صدیق ص سے کہا دروازہ پر آپ دستک دیجئے، ابو بکر ص نے کہا، آپ آگے بڑھیں، حضرت مولا علی ص نے کہا میں ایسے شخص سے آگے نہیں بڑھ سکتا، جس کے بارے میں رسول اللہ کو میں نے یہ فرماتے ہوئے سنائیں:

میں کا سر الاصنام ہوں، میں صاحب اذن ہوں، میں جن کا قاتل ہوں، میں صالح المؤمنین ہوں، میں فلاج پانے والوں کا امام ہوں، میں سخاوت کرنے والوں کا امام ہوں، میں اسرارِ نبوت کی کان ہوں، میں اولین کی خبروں سے آگاہ کرنے والا ہوں، میں آخرین کو پیش آنے والے وقائع کی خبر دینے والا ہوں، میں قطب الاقطاب ہوں، میں حبیب الاحباب ہوں، میں مهدی عصر ہوں، میں عیسیٰ زماں ہوں، خدا کی قسم میں وجہ اللہ ہوں، خدا کی قسم میں اسد اللہ ہوں، میں سید العرب ہوں، میں مصیبتوں کو دور کرنے والا ہوں، میں وہ ہوں جسے لافتی کہا گیا ہے، میں وہ ہوں جس کے لئے رسول خدا نے فرمایا تو مجھے ایسے ہے جیسے موئی کیلئے ہارون، میں بونغالب کا شیر ہوں، میں علی ابن ابی طالب ہوں۔ سوال کرنے والے نے جب یہ تعارف بربان حیدر سنا تو بلند آواز سے چیخ ماری اور مر گیا۔ (کنز انور مدنی، شہنشاہ ولایت: ۱۴۹-۱۵۰)

سیدنا صدیق اکبر ص کی اہل بیت کرام سے محبت:

محبت کا یہی رنگ سیدنا صدیق اکبر ص کے کردار کا حصہ تھا آپ کو حضرت علی اور دیگر اہل بیت کرام سے قلبی عقیدت و محبت تھی اور ان پر بے حد اعتماد تھا۔ ابتدائی ایام خلافت میں جب رسول اللہ اکے وصال کے بعد آپ نے شکر اسامہ کو روانہ فرمایا تو مدینہ منورہ میں بہت ہی قلیل فوج باقی رہ گئی تھی، بعض قبائل کی طرف سے مدینہ طیبہ پر قابض ہو جانے کی افواہیں گردش کرنے لگیں تو ان نازک ترین حالات میں آپ نے جن معتمد ترین احباب کو مدینہ منورہ کے گرد پہرہ کیلئے مقرر فرمایا ان میں

ماطلاعت شمس ولا غربت من بعدى على رجل افضل من ابى بكر

الصديق

كسي شخص پرسورج طلوع وغروب نه هوگا جو ميرے بعد ابو بكر
صديق سے افضل ہو (يعنى ميرے بعد ابو بكر صديق ص سب
سے افضل ہیں)

حضرت ابو بکر ص نے کہا، میں ایسے شخص سے آگے بڑھنے کی جرأت کیسے کر
سکتا ہوں، جس کے بارے میں رسول اللہ انے فرمایا:

اعطیت خیر النساء لخیر الرجال

میں نے سب سے بہتر عورت کو سب سے بہتر شخص کے نکاح میں دیا
حضرت علی ص نے کہا، میں ایسے شخص سے کیسے آگے بڑھوں جس کے بارے
میں رسول اللہ انے فرمایا ہو:

من ارادان ينظر الى صدر ابراهيم الخليل فلينظر الى صدر ابي بكر
جو شخص ابراهيم خليل اللہ علیہ السلام کے سینہ مبارک کی زیارت کرنا
چاہے وہ ابو بکر کے سینہ کو دیکھ لے۔

ابو بکر صدیق ص نے کہا، میں بھلا آپ سے کیسے تقدم کروں جس کے حق میں
رسول اللہ انکا یہ فرمان گرامی ہو:

من ارادان ينظر الى صدر ادم و الى يوسف و حسنہ و الى موسی و
صلوته والى عیسیٰ وزهدہ والى محمد و خلقہ فلينظر الى علی
جو شخص حضرت آدم کا سینہ مبارک، حضرت یوسف اور ان کا حسن و

جمال، حضرت موسیٰ اور ان کی نماز، حضرت عیسیٰ اور ان کے زہد
تقویٰ اور حضرت محمد مصطفیٰ اور آپ کے خلق عظیم کو دیکھنا چاہے وہ
علی المرتضی ص کو دیکھ لے۔

حضرت مولیٰ علی ص نے کہا کہ میں ایسی شخصیت سے پیش قدمی کی
جرأت کیسے کروں جس کے بارے میں اللہ کے رسول ایہ فرمائیں:
اذا اجتمع العالم فى عرصات القيمه يوم الحسرة والندامة ينادى
مناد من قبل الحق عزوجل يا بابكرادخل انت ومحبوبك الجنة
جب میدان محشر میں حضرت وندامت (یعنی قیامت) کے روز تمام لوگ
جمع ہوں گے، ایک منادی حق تعالیٰ عزوجل کی جانب سے ندا کرے
گا کہ، اے ابو بکر ص تم اور تمہارا محبوب جنت میں داخل ہو جاؤ۔
حضرت ابو بکر ص نے کہا کہ مجھے ایسے شخص سے تقدم کی ہمت کیسے ہو سکتی ہے
جس کے حق میں رسول اللہ انے خبیر اور حنین کے موقع پر جب آپ کی خدمت میں
دودھ اور کھجور کا ہدیہ پیش کیا گیا تو فرمایا:

هذه هدية الطالب الغالب لعلى بن ابى طالب

یہ ہدیہ طالب و غالب کی طرف سے علی بن ابی طالب کیلئے ہے۔

حضرت علی ص نے کہا کہ میں آپ سے کیونکر آگے بڑھوں، جب کہ رسول اللہ
انے آپ کیلئے فرمایا ہو:

انت يا بابكرا عيني

ابو بکر میری آنکھ ہے۔

بارے میں حضور ص کا ارشاد گرامی ہے:
 اہل محشر جنت کے آٹھوں دروازوں سے یہ آواز سنیں گے:
 ادخل من حیث شئت ایها الصدیق الاکبر
 صدیق اکبر! جنت کے جس دروازے سے چاہے تشریف لائیں۔
 حضرت ابو بکر صدیق ص نے کہا کہ میں اس شخص سے آگے نہیں بڑھوں گا جس
 کے حق میں رسول اللہ کا یہ فرمان عالی شان ہے:
 بین قصر و قصر ابراہیم الخلیل قصر علی
 علی کا محل میرے اور ابراہیم علیہ السلام کے مغلوبوں کے درمیان ہوگا۔
 حضرت علی نے کہا کہ میں اس وجہہ مرد سے آگے کیسے بڑھوں، جس کے
 بارے میں نبی کریم اکا یہ فرمان عالی شان ہے:
 ان اهل السموات من الكروبين والروحانيين والملاء الاعلى لينظر
 من فی کل یوم الی ابی بکر ص
 آسمانوں کے فرشتے کروبی، روحانی اور ملاع علی روزانہ ابو بکر کی
 طرف تکتے رہتے ہیں۔
 ابو بکر صدیق ص نے کہا، میں ایسی پیکرا یاثر شخصیت سے کیسے تقدم کروں، جس
 کی اولاد اور خود اس کے اپنے حق میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ہو:
 وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلَى حِتَّهٖ مُسْكِنًا وَيَتَّبِعُمَا وَأَسِيرًا (پارہ ۲۹: الدھر
 آیت ۸)
 اللہ کی محبت میں مسکین، یتیم اور قیدی کو کھانا کھلاتے ہیں۔

حضرت ابو بکر ص نے کہا کہ میں ایسی شخصیت سے کیونکر آگے بڑھوں جس کے
 بارے میں حضور اے فرمایا:
 روزِ قیامت علی ص جنتی سواری پر آئیں گے تو کوئی ندا کرنے والا ندا
 کرے گا:
 یا محمد کان لک فی الدنیا والد حسن و اخ حسن اما الوالد
 الحسن فابوک ابراہیم الخلیل واما الاخ فعلی بن ابی طالب
 اے محمد مصطفی ا دنیا میں آپ کے ایک بہت اچھے والد، ایک اچھے
 بھائی تھے، یعنی والد ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام اور بھائی علی المقصی
 ص۔
 حضرت علی المقصی ص نے کہا کہ میں ایسے بزرگ سے کیسے آگے بڑھوں جس
 کے بارے میں حضور اے فرمایا:
 لووزن ایمان ابی بکر بایمان اهل الارض لرجوع علیہم
 اگر روئے زمین کے تمام لوگوں کے ایمان کا ابو بکر کے ایمان کے
 ساتھ وزن کیا جائے تو ابو بکر کا ایمان سب سے وزنی ہوگا۔
 حضرت ابو بکر صدیق ص نے کہا کہ ایسی محبوب شخصیت سے کیسے آگے بڑھوں
 جس کے بارے میں رسول اللہ اے یہ خبر دی ہو:
 هذا حبیب اللہ هذا علی بن ابی طالب
 یہ اللہ کے عجیب ہیں، یہ علی بن ابی طالب ہیں۔
 حضرت علی نے کہا بھلا میں ایسی محترم شخصیت سے کیونکر آگے بڑھوں جن کے

قسم ہے اس (رب) کے حق کی، جس کے قبضہ قدرت میں محمد کی
جان ہے اگر سات سمندر سیاہی ہو جائیں، درخت قلمیں بن جائیں
اور زمین و آسمان والے لکھنے بیٹھ جائیں، پھر بھی تمہاری فضیلت اور
اجر بیان کرنے سے عاجز رہ جائیں۔ (شہنشاہ ولایت: ۱۳۳ تا
(۱۳۴)

حضرت عمر ص کی حضرت علی ص سے محبت:

- ۱۔ یا ابن ابی طالب ص مبارک ہو آپ نے صحیح سورہ اس طرح پایا کہ ہر مومن مرد
عورت کے مولیٰ ہو۔ (مشکوٰۃ)
- ۲: اگر علی نہ ہوتے تو عمر تباہ ہو جاتا (لو لا علی لہلک عمر) (کتب الاستیعاب ج
ص ۳۶۱، ۲)
- ۳: یا اللہ عذر وہاں نہ ہو جہاں علی نہ ہو۔ (تاریخ اخلفاء ص ۱۷۱)
- ۴: ابو یعلیٰ حضرت ابو ہریرہ ص سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر نے ارشاد
فرمایا کہ حضرت علیؓ کو تین ایسی فضیلتیں ملی ہیں کہ اگر مجھے ان میں سے ایک بھی مل جاتی تو
تمام دنیا سے زیادہ محبوب ہوتی۔ لوگوں نے دریافت کیا وہ کیا فضائل ہیں؟ فرمایا، اول:
رسول اللہؐ نے اپنی صاحبزادی کا نکاح کیا۔ دوم: آپؐ نے دونوں کو مسجد میں رکھا اور
جو کچھ ان کو وہاں حلال ہے مجھے حلال نہیں۔ سوم: جنگ خیبر میں علم ان کو عطا فرمایا۔
(تاریخ اخلفاء، صفحہ ۲۵۹)
- ۵: مال غنیمت بانٹتے ہوئے اپنے بیٹے کے اس سوال کے جواب میں کہ اسے کم حصہ

حضرت علیؓ نے کہا میں ایسے مقتنی شخص سے کیوں کرفائن ہو سکتا ہوں، جس کے
بارے میں اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان والا شان ہو:

وَالَّذِي جَاءَ بِالصِّدْقِ وَ صَدَقَ بِهِ أُولَئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ ۝
(زمیر: ۳۹، آیت ۳۳)

وہ ہستی جو سچ لے کر آئی اور جنہوں نے اس سچائی کی تصدیق کی یہی
وہ لوگ ہیں جو پرہیز گاریں۔

جبریل امینؑ کی آمد اور حضور اکافیصلہ

دونوں جلیل القدر شخصیات کا باہمی اکرام و اعزاز دیدنی تھا، ان کا محبت بھرا
مکالمہ جاری تھا کہ جبریل امینؑ علیہ السلام رب العالمین کی طرف سے رسول صادق و
امینؑ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کیا، یا رسول اللہؐ! اللہ تعالیٰ آپؐ کو سلام کہتا
ہے اور فرماتا ہے کہ ساتوں آسمانوں کے فرشتے اس وقت ابو بکر صدیق اور علیؑ المرتضی
رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی زیارت کر رہے ہیں اور ان کی ادب و احترام پر مبنی گفتگو سن
رہے ہیں اللہ تعالیٰ نے ان دونوں حضرات کو ان کے حسن ادب، حسن اسلام اور حسن
ایمان کے باعث اپنی رحمت و رضوان سے ڈھانپ لیا ہے، آپؐ ان کے پاس
ثالث کی حیثیت سے تشریف لے جائیں، چنانچہ حضور انحو تشریف لائے، دونوں کی
باہمی محبت کو دیکھ کر ان کی پیشانی کو بوسد دیا اور فرمایا:

وَحَقَّ مِنْ نَفْسِ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَوْا نَبْحَارَ اصْبَحَتْ مَدَادًا وَالأشْجَارَ
أَقْلَامًا وَاهْلَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ كَتَابًا لِعِجْزٍ وَاعْنَ فَضْلِكَمَا وَعَنْ
وَصْفِ أَجْرِ كَمَا (نور الابصار، صفحہ ۷)

جاوہر المونین کو یہ خوبخبری دوکہ میں نے سرور کائنات اسے سنائے اپنے جبرايل علیہ السلام سے انہوں نے اللہ تعالیٰ سے ذکر کیا کہ (عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، جنت کے لوگوں کا چراغ ہے) دونوں صاحبزادے آئے اور امیر المؤمنین کو یہ خبر دی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، بہت خوش ہوئے اور فرمایا تم نے ذکر کیا ہے اسے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے لکھوا لاو۔ دونوں صاحبزادے آئے اور اپنے والد محترم سے یہ لکھوا لیا۔ جب امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کا وقت قریب ہوا تو اپنے صاحبزادے عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا جب میں فوت ہو جاؤں تو میرے ساتھ امام علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خط دفن کر دینا۔ انہوں نے ایسا ہی کیا اسحاق نے اسے نقل کیا ہے۔

حضرت علی ص کا حضرت عمر ص کو مشورہ:

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے زمانہ خلافت میں از خود جنگ روم میں شرکت کا ارادہ کیا تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس بارے میں مشورہ کیا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حسب ذیل مشورہ دیا۔

خداۓ تعالیٰ اہل اسلام کا ضامن اور ان کے حدود و اطراف کا نگہبان ہے اور ان کے رازوں کا (جن سے دشمن کو آگاہ نہ ہونا چاہئے) پوشیدہ رکھنے والا ہے اور خدائے بزرگ و برتر نے اس زمانہ میں مسلمانوں کی مدد کی جب کہ وہ تعداد میں کم تھے اور دشمن سے انتقام نہیں لے سکتے تھے اور انہیں مغلوب ہونے سے بچاتا رہا، حالانکہ وہ کم تھے اور قوت دفاع سے محروم تھے (جب خدا تعالیٰ نے اس وقت مدد

دیا ہے اور حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو زیادہ حصہ دیا ہے، فرماتے ہیں، ان جیسی ماتو لاو، ان جیسا باپ تو لاو، ان جیسا نانا تو لاو۔

۶: جو اپنے دور خلافت میں کام کی مصروفیت کی وجہ سے اپنے بیٹے کو تولقات کا وقت نہ دیں لیکن اسی وقت جب پتہ چلے کہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی آئے تھے اور دروازے سے واپس مڑ گئے (کیونکہ انہیں پتہ چلا تھا کہ اس سے چند لمحے پہلے آپ ص نے اپنے بیٹے کو وقت نہ دیا تھا) وہ عمر ص جو چالیس ممالک کا فاتح جس کے جلال سے عرب و عجم کا نپتہ ہوں فوراً نگلے پاؤں گلی کی طرف بھاگ رہا ہو اور پکارتا ہو کہ ”یا حسین“ وقت کی پابندی تو اس کے اپنے بیٹے کیلئے ہے نہ کہ حسین ابن علی المرتضی کیلئے۔

حضرت علی ص کا خط عمر فاروق ص کی قبر میں:

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب خلیفہ مقرر ہوئے تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس کچھ مال حاضر کیا گیا تاکہ اسے تقسیم کریں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سیدنا امام حسن اور سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مال کی تقسیم کی ابتداء فرمائی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صاحبزادے حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ متوجہ ہوئے اور کہا ابا جان میں زیادہ حق دار ہوں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجھے عطیہ پہلے دیں کیونکہ میں خلیفہ کا بیٹا ہوں۔ فرمایا اے عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، مجھے عطیہ دینے میں پہلے باب پھیسا اپنا باپ اور ان کے نانا جیسا اپنا نانا لاو تاکہ میں تم کو عطیہ دینے میں پہلے کروں۔ حسین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اپنے والد حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ گفتگو ذکر کی تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا

یعنی میرے باپ کے منبر سے اتریئے اور اپنے باپ کے منبر پر
جائیئے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ”لَمْ يَكُنْ لَا بَيْ مِنْبَرٍ يُعْنِي مِيرَءَ بَابَ
کَا مِنْبَرٌ نَّهِيَ تَحَاهُ، اُوْ مَجْهَهُ كَبْرٌ كَرَأْنَاهُ پَاسَ بَطْهَالِيَا۔ مِنْ اپنے پاس پڑی ہوئی کنکریوں
سے کھلیتا رہا۔ جب آپ منبر سے اترے تو مجھے اپنے گھر لے گئے پھر مجھ سے فرمایا:
کتنا اچھا ہوا گر آپ کبھی کبھی تشریف لاتے رہیں۔ (اشرف المؤبد صفحہ ۹۳)

محبت اہل بیت:

ابن عساکر ابوالختر می سے روایت ہے کہ ایک روز حضرت عمر بن الخطاب ص
منبر پر خطبہ کیلئے تشریف لے گئے وہاں حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابن علی رضی اللہ تعالیٰ
عنہ، بھی موجود تھے آپ کو منبر پر تشریف فرمادیکھ کر کہا کہ میرے باباجان کے منبر سے
اتریئے! حضرت عمر نے فرمایا کہ پیش کیا یہ آپ کے نانا جان اکا ہی منبر ہے میرے
باپ کا نہیں ہے مگر یہ تو بتاؤ تمہیں کس نے سکھایا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ یہ سن کر
کھڑے ہو گئے اور آپ نے فرمایا اللہ میں نے ان سے کچھ نہیں کہا پھر حضرت علی
ص نے حضرت حسین ص کی طرف دیکھ کر فرمایا: اے نادان! تم سے یہ بات کس
نے کہی تھی؟ حضرت عمر نے فرمایا کہ اے علی ص میرے سمجھتے کونہ ڈانٹے! واقعی یہ
منبران کے باباجان کا ہے انہوں نے سچ ہی کہا! اس روایت کے تمام اسناد صحیح ہیں۔
(تاریخ اخلفاً: ۲۲۳، علامہ جلال الدین سیوطی)

صحابہ کرام ث کی رائے:

فرمائی تواب کیوں نہ فرمائے گا۔ کیونکہ وہ خداۓ متعال) زندہ ہے اس پر موت کبھی
طاری نہیں ہوتی۔

اگر تم خود شمن (قیصر روم) سے لڑنے کیلئے گئے اور اس سے بھڑکنے اور شکست
کھا گئے تو دور دست شہروں اور سرحدوں کے مسلمانوں کو (کہیں) پناہ نہ مل سکے گی،
تمہارے (کشتہ ہونے یا شکست یا ب ہونے کے) بعد کوئی مرجع نہیں ہو گا کہ
مسلمان (قتنہ و فساد سے بچنے کیلئے) اس کی طرف مراجعت کر سکیں۔ لہذا (مصلحت
یہ ہے کہ تم خود تو نہ جاؤ ہاں اپنی بجائے) مرد جنگ دیدہ ولیر کو ان کی طرف بھیج دو اور
ان کے ساتھ ایسے لوگوں کو روانہ کرو جو جنگ کی سختیوں کو جھیل سکیں اور (اپنے سردار
کی نصیحتوں اور ہدایتوں کو قبول کر سکیں)۔

پس اگر یہ لوگ غالب آگئے تو نہ ہو المقصود اور کیا چاہئے؟ اور اگر کچھ اور
(شکست) پیش آئے تو تمہاری ذات مسلمانوں کی (بس تور پناہ اور مددگار رہے گی۔
دوسری شر فراہم کر کے دوبارہ جنگ چھیڑ سکو گے)۔

اولا در رسول اکی تعظیم

علامہ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت امام
حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں اپنی کمسنی کے زمانے میں حضرت عمر
فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس گیا۔ وہ منبر پر خطبہ دے رہے تھے میں منبر پر
چڑھ گیا اور کہا:

”إِنَّمَا لِعَنْ مِنْبَرِ أَبِيهِ وَأَذْهَبَ إِلَى مِنْبَرِ أَبِينِكَ“

مجھے کوئی غسل نہ دے سوائے علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے

۱۲ رجیع الاول ۱۱ھ میں آنحضرت اُنے انتقال فرمایا۔ آپ اُنے اپنے غسل اور تجهیز و تکفین کے متعلق حضرت علی ص کو وصیت فرمادی تھی۔ چنانچہ انہوں نے وصیت کے مطابق تجهیز و تکفین کا سارا بندوبست کیا اور جہاں آپ اُنے وفات پائی تھی اسی جگہ یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے جگہ میں آپ کو دفن کیا۔ آنحضرت اُنکی وفات کا حادثہ حضرت علی ص کیلئے حد درجہ روح فرسا اور المنک تھا مگر آپ نے اس نازک موقع پر جس معیاری صبر اور مثالی قرار کا ثبوت دیا وہ آپ کے ان الفاظ سے ظاہر ہے جو آنحضرت اُنکی لعش مبارک کو غسل دیتے وقت آپ کی زبان پر جاری ہوئے۔

”میرے ماں باپ شار! یا رسول اللہ آپ کی وفات سے ایسی باتیں ختم ہو گئیں جو کسی اور کے مرنے سے نہیں ہو سکتی تھیں، نبوت کا سلسلہ جاتا رہا۔ غیب کی خبریں بند ہو گئیں۔ آسمانی پیام رک گئے۔ آپ نے گوشہ شنی اختیار کی تو دوسروں کی ضرورت نہ رہی اور مل بیٹھے تو تمام انسان ایک سطح پر کر دیے۔ آپ نے خاموشی کا حکم نہ دیا ہوتا اور تڑپنے سے روکا نہ ہوتا تو میں اپنی آنکھوں کے آنسو ختم کر دیتا اور یہ سانحہ جان لیوا اور غم جاں فرساہونے کے بعد بھی اپنی تاثیر ختم نہ کرتا۔ اس کے بعد بھی آئے آنسو پلٹا کے اور نازل شدہ غم ہٹانا ممکن نہیں۔ میرے ماں باپ صدقے! ہمیں بھی اپنے

۱۔ عبد الرحمن بن اذینہ العبدی علیہ الرحمہ اپنے والد اذینہ بن مسلمہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا کہ میں کہاں سے عمرہ کیا کروں؟ تو انہوں نے فرمایا کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جا کر پوچھو (استیغاب)

۲۔ سعید بن مسیب علیہ الرحمۃ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کرتے اور ان کے جواب سے خوش ہوتے تو فرماتے اے علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، تیرے بعد خدا مجھے زندہ نہ رکھے۔ (جنندی)

۳۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے کہ جناب علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد میں ہوں تو کوئی شخص فتویٰ نہ بیان کرے۔ (استیغاب)

۴۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہمیں خطبہ سنایا اور فرمایا ہم میں بڑے قاضی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:

جب ان کے سامنے علی مرتضی کرم اللہ وجہہ الکریم کا ذکر ہوا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا علی سے زیادہ علم سنت کو جانے والا کوئی نہیں۔ (تاریخ اخلاقاء، صفحہ ۲۵۸)

غسل تجهیز و تکفین کے متعلق وصیت رسول کریمؐ

پروردگار کے سامنے یاد کر لجئے گا اور ہمیں بھی ذہن میں رکھئے گا۔

یا الہی مجھے موت نہ دینا حتیٰ کہ تو مجھے علیٰ دکھادے۔

(فرمانِ رسول اکرم)

روایت ہے حضرت ام عطیہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ انے ایک لشکر بھیجا جن میں جناب علیٰ تھے۔ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ کو فرماتے سن حالانکہ آپ اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے ہوئے تھے الہی مجھے موت نہ دینا حتیٰ کہ تو مجھے علیٰ کو دکھادے۔ (مشکوٰۃ جلد ۸، فضائل علیٰ، صفحہ ۲۲۲)

رسول اکرم اکی نسل کا سلسلہ:

حضور اکرم انے فرمایا:

- ۱۔ جملہ حسب ونسب منقطع ہو جائیں گے سوائے میرے حسب ونسب کے۔
- ۲۔ اے علی! تم میرے ایسے جا شین ہو جیسے ہارون موسیٰ علیہ السلام کیلئے۔

حضرت علیٰ کرم اللہ وجہہ، الکریم کی شہادت:

رسول اکرم انے بہت پہلے ہی حضرت علیٰ ص کی شہادت کی خبر دے دی تھی اور یہ فرمایا تھا کہ دنیا میں دشوقی ہیں، ایک شقی وہ ہے جس نے حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹی کی کوچیں کاٹیں اور دوسرا شقی وہ ہے جو اے علی! تمہارے سر پر تلوار سے وار کرے گا۔

جب خلافت علیٰ منہاج النبوت کا آخری سال آیا کہ جس کے بعد ملوکیت اور باڈشاہت کا دور دورہ ہونے والا تھا، رمضان المبارک کی ۲۱ تاریخ کو ۳۰ ہجری میں مسجد کے دروازے پر عبدالرحمن ابن ماجہ شقی نے آپ ص کو تلوار کی ضرب سے شہید کر دیا۔ حضرت علیٰ ص کو یہ فضیلت حاصل ہوئی کہ آپ کی ولادت مسجد حرام میں اور شہادت جامع مسجد کوفہ میں عمل میں آئی۔ اور نجف اشرف عراق میں آپ آرام فرم ا رہے ہیں۔

۷ رمضان المبارک، جشن نزول قرآن

قرآن مججزہ ہے اور اعجازِ مصطفیٰ اکی دلیلِ عظمیٰ ہے:

نایگہ فلسطین امام محمد یوسف بن اسماعیل نبہانی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں، ”مججزہ قرآن کریم ان گنت مججزات کو متضمّن ہے اور قیامت تک کیلئے ہے، نبی اکرم اکا سب سے بڑا مججزہ اور آپ کی سب سے بڑی دلیل قرآن عظیم ہے جس کے مجزانہ کلام کے ذریعے آپ نے منکرین نبوت کو چلیخ کیا اور انہیں اس کے ساتھ معارضہ کرنے اور اس جیسی ایک سورت بنانا نے کی دعوت دی مگر وہ ایک چھوٹی سی سورت بھی لانے سے قاصر ہے۔ اس طرح یہ قرآن حکیم جس نے مخالفین کو دم بخود کر دیا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مججزات، احیاء موتی، مادرزاد اندھوں اور کوڑھیوں کو شفایا ب کرنے سے زیادہ

کینہ وعداوت کو دور کر دیتے، وہ چاہتے تو بدشکل کو خوش شکل اور خوبصورت کو بدصورت ثابت کر دیتے وہ اپنے زور بیان سے بزدل کو بہادر، بخیل کو سخنی، ناقص کو کامل اور نامور کو بے قدر کرنے کے فن سے آگاہ تھے، ان کا دیہاتی بے مثل بلاغت اور صاف زبان سے مزین ہوتا جو نظم و نثر میں شاندار کلام کرنے والا اور نرم طبیعت ہوتا۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے ہر بد و اور ہر شہری کو فصاحت و بلاغت کے ذریعے دلائل و برائین کی ایسی قوت حاصل ہوتی کہ کسی آدمی کو اس بات میں کوئی شبہ نہیں ہو سکتا تھا کہ فصاحت ان کی تابع اور بلاغت ان کی لونڈی تھی، انہوں نے فنون بلاغت کے تمام گوشوں کا احاطہ کر لیا تھا وہ جس دروازے سے چاہتے داخل ہو سکتے تھے اور اس کے محل رفع تک چڑھنے کے تمام اسباب انہیں میر تھے۔ یہی کمال بلاغت تھا کہ کوئی ان کے مقابلہ نہ آسکا، سوائے ایک معزز رسول اکے جس نے انہیں ایک ایسی کتاب عزیز کے ذریعے سراسیمہ کر دیا جس کتاب کی شان یہ ہے،

لَا يَأْتِيهُ الْبَاطِلُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهِ طَتَّنِيلُ مِنْ حَكِيمٍ حَمِيدٌ^{۵۰}

(پ ۲۲، سورہ حم سجدہ، آیت ۲۲)

(ترجمہ) باطل کو اس کی طرف را نہیں نہ اسکے آگے سے نہ اسکے پیچھے، اُتارا ہو ہے حکمت والے قابل تعریف کا۔ (کنز الایمان)
اس کتاب کی آیات محکم اور کلمات واضح اور مفصل ہیں اس کی

رسالتِ محمدؐ کی واضح اور بڑی دلیل ہے کیونکہ آپؐ اے مجذہ ان لوگوں کے سامنے پیش کیا جو اہل فصاحت و ارباب بلاغت تھے اور جو کلام کے باڈشاہ اور زبان کے شہسوار تھے، لہذا ان کا اس کلام کے معارضہ سے عاجز رہنا مسٹق علیہ السلام کے مجذہ احیائے موتی کا مشاہدہ کرنے والوں کے عجز سے زیادہ حیران کن اور تعجب انگیز ہے کیونکہ ان لوگوں کو مردے زندہ کرنے یا مادرزاد اندھوں اور کوڑھیوں کو شفادینے کا دعویٰ نہ تھا نہ انہیں اس کی کوئی خواہش تھی جبکہ اہل عرب بالخصوص قریش فصاحت و بلاغت میں فوقيت اور غلبہ کے طلبگار تھے۔ وہ مجالس و محافل میں فی البدیہہ تقاریر کرتے اور فضیح و پلیغ کلام کہتے۔ اللہ تعالیٰ نے کلام کا یہ ملکہ ان کی فطرت اور طبیعت میں ودیعت فرمادیا تھا کہ جب چاہتے اور جہاں چاہتے اپنے فی البدیہہ کلام سے سماں باندھ دیتے، وہ معرکہ آرائیوں میں رجز پڑھتے اور اپنی خوش بیانی کے ذریعے مطالب و مقاصد تک رسائی حاصل کرتے جس کی مدح کرتے اسے بلند کر دیتے اور جس کی مذمت کرتے اسے پستی میں گردادیتے۔ ان کی زبان میں وہ جادو تھا کہ جس کے لگے میں چاہتے الفاظ کے موتیوں کا ہار ڈال دیتے جو زریں طوق سے زیادہ حسین ہوتا کہ عقلیں حیران رہ جاتیں، وہ اپنی جادو بیانی سے امر دشوار کو آسان بنان لیتے، دلوں سے

بلاغت نے عقل انسانی کو مبہوت کر دیا ہے اور اس کی فصاحت نے ہر کلام کو مغلوب کر دیا ہے، اس کے ایجاز و مجاز میں بائیم معاونت ہے، اس کے یگانگت اور اس کے حقیقت و مجاز میں باہم معاونت ہے، اس کے مطابع اور مقاطع ہم آہنگ ہیں، اور کلام کی تمام خوبیاں اس کی جامعیت میں سمٹ آئی ہیں، یہ کلام ان کی روزمرہ کی زبان میں آیا جس کے ذریعے وہ تنازعات میں اپنادفاع کرتے تھے، ان اہل عرب کو میدان سخن میں درجہ کمال حاصل تھا، خطابت میں ان کا ہر طرف آوازہ تھا غرائب اور لغت میں انہیں کمال مہارت و وسعت حاصل تھی مگر قرآن حکیم انہیں اکیس سال تک کھلے عالم لکارتارہا اور چیلنج کرتارہا، انہیں عدم معارضہ پر شرمندہ کرتارہا، انہیں بے عقلی کا طعنہ دیتا رہا ان کے نظام کو درہم برہم کرتارہا، ان کے معبدوں اور ان کے آباء اجداد کی ندمت کرتارہا، ان کی زمینوں اور علاقوں میں مالوں کو مباح ٹھہرا تارہا مگر وہ ان تمام باتوں میں معارضہ کرنے سے عاجز رہے اور قرآن کا چیلنج قبول نہ کر سکے، اہل عرب کی طرف سے قرآن حکیم کے معارضہ سے عاجز رہنا نبی کریم اکی رسالت اور صحت نبوت کی زبردست دلیل اور قاطع برهان ہے۔ یہ نبی اکرم اکا زندہ جاوید مجذہ ہے، یہ ایسا مجذہ ہے جس سے احکام شرعیہ اور علوم عقلیہ کا استنباط کیا جاتا ہے، جبکہ دیگر مجذات سے ایسا

کرنا ممکن نہیں تھا، پھر انہیا نے کرام علیہم السلام کے مجذات زمانہ کے گذرنے کے ساتھ ختم ہوتے گئے مگر مجذہ قرآن قیامت تک باقی ہے۔ نبی اکرم ا نے بوقت تحدی بڑی قطعیت کے ساتھ یہ اعلان کر دیا کہ قرآن کے منکرین اس کے معارضہ پر ہرگز قادر نہ ہونگے۔ آپ نے فرمایا:

فَأَئُوا بِسُورَةٍ مِّنْ مِثْلِهِ وَادْعُوا شُهَدَاءِ كُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ۝ فَإِنْ لَمْ تَفْعَلُوا وَلَنْ تَفْعَلُوا فَاقْتُلُوا النَّازَالَتَّيْ وَقُوْذَهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ أَعِدَّتْ لِلْكُفَّارِينَ ۝ (پارہ ۱، سورۃ البقرۃ، ۲۳-۲۴)

(ترجمہ) تو اس جیسی ایک سورت تو لے آؤ اور اللہ کے سوا اپنے سب حمایتیوں کو بلا لو اگر تم سچے ہو پھر اگر نہ لاسکو اور ہم فرمائے دیتے ہیں کہ ہرگز نہ لاسکو گے تو ڈرو اس آگ سے جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں، تیار کر کھی ہے کافروں کیلئے۔ (کنز الایمان)

امام ابوسفیان خطابی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ا اپنے زمانے کے سب سے بڑے دشمن دتھے بلکہ ساری مخلوق سے علی الاطلاق بڑے عقائد ہیں آپ نے اپنے پور دگار کی طرف سے بڑی قطعیت کے ساتھ پیشگوئی فرمائی کہ کفار طلب عارضہ کے باوجود قرآن حکیم کی مثل لانے سے عاجز رہیں گے اسی لیے آپ نے فرمایا :

فَإِنْ لَمْ تَفْعَلُوا وَلَنْ تَفْعَلُوا ۝

(جنت اللہ علی العالمین فی مجذات سید المرسلین، صفحہ ۲۸۲-۲۸۳)

شارح بخاری امام قسطلاني عليه الرحمۃ ”مواہب اللد نیہ“ میں لکھتے ہیں، ”بعض علماء نے فرمایا کہ اگر یہ قرآن ایک مصحف میں مکتوب کسی جنگل میں پڑا مل جائے اور یہ معلوم نہ ہو کہ اسے وہاں کس نے رکھا ہے تو سلیم عقلیں اس بات کی گواہی دیں گی کہ یہ اللہ کی طرف سے نازل شدہ کلام ہے اور یہ کہ کسی انسان کو اس طرح کلام کی تالیف پر قادر نہیں ہے تو دنیا کے سب سے زیادہ سچ نیکو کارا مرتفق شخص کی طرف نازل ہونے پر کیونکر انکار کیا جاسکتا ہے؟“ حضرت مولانا ظہیر الدین برکاتی لکھتے ہیں:

نبی آخر الزماں اکو یوں تو اللہ عزوجل نے ان کی نبوت و رسالت کے ثبوت میں بطور دلیل انہیاے سابقین کی طرح بہت سے مججزات و کمالات عطا فرمائے تھے، لیکن قرآن مجید کی صورت میں آپ کو ایک ایسا عظیم مججزہ عطا فرمایا کہ جس کو دیکھ کر عرب کے ماینہ ناز، سخن و اور زبان داں، فصح و بلغ شاعر اور ادیب مہوت و ششد رہ گئے۔ فصحائے عرب سر جوڑ کر بیٹھے، لیکن ایک آیت بھی قرآن کی آیت جیسی بنانے سے قادر و عاجز رہے۔ انسانی کلام کی نظر تو پیش کی جاسکتی ہے مگر کلام الہی کی نظر پیش کرنا بھلا کس انسان کے بس کی بات ہے؟ الغرض! قرآن مجید حضرت محمد مصطفیٰ اکا وہ عظیم و جلیل مججزہ ہے جو قیامت تک آنے والے ہر دور کے انسانوں کیلئے ایک زبردست چیز ہے۔ ایک بار کفار مکہ نے آنحضرت ا سے ایک مججزہ طلب کیا جس پر مندرجہ ذیل آیات قرآنی نازل ہوئیں۔

وَقَالُوا لَوْلَا أَنْزَلَ عَلَيْهِ آيَاتٍ مِّنْ رَّبِّهِ قُلْ إِنَّمَا الْآيَاتُ عِنْدَ اللَّهِ وَإِنَّمَا آتَا
نَذِيرًا مُّبِينًا ۝ أَوْ لَمْ يَكُنْهُمْ آتَاهُنَّا نَذِيرًا لَّعَلَّكُمْ يَتَذَكَّرُونَ ۝ عَلَيْهِمْ أَنَّ فِي
ذِلِّكَ لَرْحَمَةً ۝ وَذَكْرًا لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ۝ (پارہ: ۲۱ : ۵۰-۵۹)

(ترجمہ) اور بولے کیوں نہ اتریں کچھ نشانیاں ان پر ان کے رب کی طرف سے، تم فرماؤ نشانیاں تو اللہ ہی کے پاس ہیں اور میں تو یہی صاف ڈر سنانے والا ہوں۔ اور کیا یہ انہیں بس نہیں کہ ہم نے تم پر کتاب اتنا روی، جوان پر پڑھی جاتی ہے، بے شک اس میں رحمت اور نصیحت ہے ایمان والوں کیلئے۔ (کنز لا یمان)

اس آیت کریمہ کی تفسیر میں حضرت صدر الافتاضل مفتی محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ:

”معنی یہ ہیں کہ قرآن کریم مججزہ ہے انہیاے متقدیم کے مججزات سے اتم و اکمل اور تمام نشانیوں سے طالب حق کو بنیاز کرنے والا، کیونکہ جب تک زمانہ ہے قرآن کریم باقی و ثابت رہے گا اور دوسرے مججزات کی طرح ختم نہ ہوگا۔ (خرائن العرفان)

خود رسول اللہ ا نے قرآن کریم کو دوسرے انہیاے کرام کو عطا کیے گئے مججزات کے مقابلے میں ایک عظیم اور خاص مججزہ قرار دیا ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے

مَا مِنَ الْأَنْبِيَاءِ نَبَيَّ إِلَّا أَغْطَى مِنَ الْأَيَاتِ مَا مَثَلَهُ أَوْ مِنَ أَمْنَ عَلَيْهِ

پسند غیر مسلم بھی یہ کہہ اٹھتا ہے کہ اس کو کسی مخلوق نے نہیں لکھا ہے، نہ کسی انسان و جن نے اور نہ ہی کسی فرشتہ وغیرہ نے، بلکہ یہ اللہ کی طرف سے نازل کردہ کتاب ہے۔

جب قرآن مجید کا نزول شروع ہوا اور اس کی تاثیر سے لوگوں کے قلوب اسلام کی حقانیت و صداقت کے نور سے جنم گانے لگے تو کفار مکہ نے لوگوں کو قرآن کریم سننے سے روکنا شروع کیا اور وہ آنحضرت اپر یہ افتراء کرنے لگے کہ یہ اللہ کا کلام نہیں، بلکہ خود آپ کا گڑھا ہوا ہے۔ اس پر اللہ عزوجل نے قرآن حکیم میں کفار مکہ کو بار بار چیلنج کیا کہ اگر تم اپنے قول میں سچے ہو تو قرآن کی نظری لاو۔ چودہ سو سال گزر جانے کے بعد بھی باطل قول تین قرآن کی نظری لانے سے قاصر ہیں۔ یہ قرآنی چیلنج اور اس کے جواب سے کفار کا عاجز و قاصر ہنا قرآن حکیم کے عظیم مجذہ ہونے کی ایسی روش دلیل ہے کہ جس کی تکذیب و تردید ایک امر محال ہے۔ آئیے دیکھیں کہ کس کس انداز میں اللہ عزوجل نے کفار مکہ کو اور عالم انسانی کو چلنچ کرتے ہوئے قرآن حکیم کے اعجاز اور اس کی عظمت کو جاگر فرمایا ہے۔

فَلْ لَيْلَنِ اجْتَمَعَتِ الْأَنْسُ وَالْجُنُّ عَلَى أَنْ يَأْتُوْ بِمِثْلِ هَذَا الْقُرْآنِ لَا يَأْتُونَ بِمِثْلِهِ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِيَعْضِ ظَهِيرًا ۝ (پ: ۱۵، بنی اسرائیل:

(۸۸)

(ترجمہ) تم فرماؤ اگر آدمی اور جن سب اس بات پر متفق ہو جائیں کہ اس قرآن کی مانند لے آئیں تو اس کا مثل نہ لاسکیں گے اگرچہ ان میں ایک دوسرے کا مددگار ہو۔ (کنز الایمان)

الْبَشَرُوْ إِنَّمَا كَانَ الَّذِي أَوْتَيْنَاهُ وَحْيًا أَوْ حَادَةَ اللَّهِ الْعَلِيِّ فَازْ جُوْهَنِيَ الْكَثِيرُ هُنْ تَابِعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ (صحیح بخاری، کتاب الاعتصام بالكتاب والسنّة، رقم الحدیث: ۷۲۷۳)

(ترجمہ) انبیاء میں سے ہر ایک نبی کو مجذات میں سے (ایک خاص) مجذہ دیا گیا جس کو دیکھ کر بعض لوگ اس پر ایمان لائے اور بعض ایمان نہیں لائے۔ مجھے وہ وجہ (یعنی قرآن بطور مجذہ) دی گئی جو اللہ نے میری طرف پہنچی ہے، میں امید کرتا ہوں کہ قیامت کے دن میری پیروی کرنے والے ان سب کی پیروی کرنے والوں سے زیادہ ہوں گے۔

اس حدیث پاک کی تشریع میں کہا گیا ہے کہ رسول اللہ اسے قبل دیگر انبیائے کرام کو جو مجذات دیئے گئے تھے وہ ان کی حیات تک ہی محفوظ تھے، جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے حکم سے بیماروں کو سخت یا ب اور مردوں کو زندہ کر دیا کرتے تھے یا حضرت موسیٰ علیہ السلام کو عصاء دیا گیا تھا جو اژدها بن جاتا تھا لیکن رسول اللہ اپر جو عظیم مجذہ قرآن حکیم کی صورت میں بذریعہ وجہ نازل کیا گیا وہ تاقیامت باقی رہے گا اور اس کو پڑھ کر قیامت تک لوگ منتاثر ہوتے رہیں گے اور دولت ایمان سے سرفراز ہوتے رہیں گے جس سے رسول اللہ اپر ایمان لانے والوں کی تعداد انبیائے سابقین علیہم السلام پر ایمان لانے والوں کے مقابلہ میں کہیں زیادہ ہو گی۔

درحقیقت قرآن ایک ایسی مقدس آسمانی کتاب ہے جس کو پڑھ کر ایک انصاف

شانِ نزول: مشرکین نے کہا تھا کہ ہم چاہیں تو اس قرآن کی مثل بنالیں، اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور اللہ تبارک و تعالیٰ نے ان کی تکذیب کی کہ خالق کے کلام کی مثل مخلوق کا کلام ہو ہی نہیں سکتا۔ اگر وہ سب باہم کروش کریں جب بھی ممکن نہیں کہ اس کلام کی مثل لا سکیں چنانچہ ایسا ہی ہوا، تمام کفار عاجز ہوئے اور انہیں رسول اُنیٰ اٹھانی پڑی اور وہ ایک سطح بھی قرآن کریم کے مقابل بنا کر پیش نہ کر سکے۔ (خواہنَ العرفان)

سورہ ہود میں چیلنج کیا گیا کہ پورے قرآن کی جگہ صرف دس سورتیں ہی قرآن جیسی بنالاں ہیں، چنانچہ ارشادِ خداوندی ہے:

أَمْ يَقُولُونَ افْتَرَاهُ قُلْ فَأَتُؤَاخِرُ شِرِّ سُوْرَ مَثُلُهِ مُفْتَرِيٍّ وَادْعُوا مِنْ اسْتَطَعْتُمْ مِنْ دُوْنِ اللَّهِ أَنْ كُنْتُمْ صَدِيقِينَ (پارہ: ۱۲، ہود: ۱۳)

(ترجمہ) کیا یہ کہتے ہیں کہ انہوں نے اسے جی سے بنایا، تم فرماؤ کہ تم ایسی بنائی ہوئی دس سورتیں لے آؤ اور اللہ کے سوا جوں سکیں سب کو بلاو اگر تم سچے ہو۔ (کنز الایمان)

وَمَا كَانَ هَذَا الْفُزُانُ أَنْ يُفْتَرِي مِنْ دُوْنِ اللَّهِ وَلِكُنْ تَضْدِيقُ الَّذِي يَئِنَّ يَدِيهِ وَتَفْصِيلُ الْكِتْبِ لَأَرِيْبٍ فِيهِ مِنْ رَبِّ الْعَالَمِينَ أَمْ يَقُولُونَ افْتَرَاهُ قُلْ فَأَتُؤَاخِرُ شِرِّ سُوْرَةِ مَثُلِهِ وَادْعُوا مِنْ اسْتَطَعْتُمْ مِنْ دُوْنِ اللَّهِ أَنْ كُنْتُمْ صَدِيقِينَ (پارہ: ۱۱، یونس: ۳۷-۳۸)

(ترجمہ) اور اس قرآن کی یہ شان نہیں کہ کوئی اپنی طرف سے بنالے، بے اللہ کے اتارے، ہاں وہ اگلی کتابوں کی تصدیق ہے اور

لوح میں جو کچھ لکھا ہے سب کی تفصیل ہے اس میں کچھ شک نہیں، پروردگارِ عالم کی طرف سے ہے، کیا یہ کہتے ہیں کہ انہوں نے اسے بنایا ہے، تم فرماؤ تو اس جیسی کوئی ایک سورۃ لے آؤ اور اللہ کو چھوڑ کر جوں سکیں سب کو بلاو۔ اگر تم سچے ہو۔ (کنز الایمان)

جب کفار مکہ کوئی ایک سورۃ بھی حسن و خوبی اور فصاحت و بلاغت میں قرآن جیسی بنانے میں عاجز رہے لیکن پھر بھی وہ قرآن کے کلام اللہ ہونے کی تکذیب کرتے رہے اور یہ کہتے رہے کہ یہ محمدؐ کا بنا یا ہوا کلام ہے تو ان کے اس جھل اور بجز پر آخری مہر ثبت کرنے کیلئے یہ چیلنج کیا گیا کہ اگر وہ اپنے اس قول میں سچے ہیں کہ قرآن کلام الہی نہیں، بلکہ کلام انسانی ہے تو تم بھی تو انسان ہو، فتح و بلغ ہونے کے دعوے دار ہو تو قرآن جیسی ایک ”بات“ ہی بنالاو۔ چنانچہ یہ قرآنی چیلنج آج بھی قرآن حکیم کے اندر موجود ہے اور قرآن کے کلام اللہ ہونے اور بے نظیر ہونے کی روشن دلیل رکھتا ہے۔

ارشادِ خداوندی ہے:

أَمْ يَقُولُونَ تَقَوَّلَهُ بَلْ لَا يُؤْمِنُونَ ○ فَلَيْا تُؤَاخِرُوا بِحَدِيثٍ مَثُلِهِ إِنْ كَانُوا صَدِيقِينَ (پارہ: ۲۷، الطور: ۳۲-۳۳)

(ترجمہ) یا کہتے ہیں انہوں نے قرآن بنایا بلکہ وہ ایمان نہیں رکھتے تو اس جیسی ایک بات تو لے آئیں اگر سچے ہیں۔ (کنز الایمان)

اس طرح قرآن حکیم میں متعدد مقامات پر کفار مکہ کو چیلنج کر کے ان پر اللہ تبارک

کتاب ”الوحی المحمدی“ میں اس موضوع پر تفصیل کے ساتھ بحث کی ہے اور قرآن حکیم کے مجذہ ہونے کے سلسلے میں بہت سی وجوہات بیان کی ہیں۔ ان میں سے خاص خاص یہ ہیں۔ ”لوگوں کے قلوب پر اس کی غیر معمولی تاثیر، اس کا غیر معمولی اسلوب، اس کی غیر معمولی فصاحت و بلاغت اور وہ انقلاب جو اس کتاب کے ذریعہ ایک اُمیٰ لقب رسول اللہ انداخواندہ اور غیر مہذب عربوں کے اندر لائے۔ (الوحی المحمدی، صفحہ ۱۲۵-۱۲۶)

کچھ علماء کا یہ قول ہے کہ قرآن اس وجہ سے مجذہ ہے کہ اس نے جن جن امور کے بارے میں پیش گوئیاں کی تحسیں وہ سب کی سب سچی ثابت ہوئیں۔ علماء کے ایک گروہ کا خیال ہے کہ قرآن اس وجہ سے مجذہ ہے کہ اس نے لوگوں کے چھپے ہوئے اور پوشیدہ خیالات کا انکشاف کیا جیسا کہ کوئی بھی بشر نہیں کر سکتا۔ علماء کے ایک اور طبقہ کا یہ خیال ہے کہ اس کا مجذہ یہ ہے کہ ایک اُمیٰ لقب رسول اکی زبان پر ایسا فتح و بلغ کلام نازل ہوا جس کو لوگ پیش کرنے سے قادر ہیں۔ بعض دیگر علماء بشمول حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے مطابق قرآن کی تعلیمات اور اس کے پر از تاثیر و روشن مکالمات ایک مجذہ ہیں۔ (الفوز الکبیر)

الغرض قرآن حکیم کے مجذہ ہونے اور وحی الہی ہونے کے حق میں لاتعداد اور بے شمار دلائل اور براہین ہیں۔ ہر عالم نے اپنے اعتبار سے ان دلائل اور وجوہات پر روشنی ڈالی ہے جن کی تفصیل علوم قرآنی سے متعلق کسی بھی مستند کتاب میں دیکھی جاسکتی ہے۔ آئیے اب ان دلائل کا مطالعہ کریں جو قرآن حکیم نے اپنے مجذہ اور کلام

و تعالیٰ نے یہ جدت قائم فرمادی کہ قرآن حکیم متعلق ان کا یہ قول کہ یہ کلام الہی نہیں بلکہ کلام انسانی ہے محض غلط، بے بنیاد اور جھمک و حماقت پر منی ہے۔ اگر یہ انسانی کلام ہوتا تو وہ اس کی نظری لانے سے عاجز و قاصر نہ رہتے۔ ان کا عجز و قصور اس بات کی دلیل ہے کہ بلا شک و شبہ قرآن حکیم منزل من اللہ ہے، کلام الہی ہے، فصاحت و بلاغت کا بے نظر شاہکار ہے۔ اور پیغمبر اسلام حضرت محمد ﷺ ایسا عظیم ولا فانی مجذہ ہے جس کے حسن نظم، غیر معمولی طرز بیان اور پند و موعظت سے معمور واقعات سے تا قیام قیامت لاکھوں اذہان و قلوب متاثر ہوتے رہیں گے اور اس طرح اسلام کی صداقت اور حضور نبی کریم اکی نبوت و رسالت کا پرچم بلند سے بلند تر ہوتا جائے گا۔

قرآن مجذہ کیوں ہے؟

قرآن کریم مجذہ کیوں ہے؟ اس سلسلے میں مختلف علماء نے مختلف دلائل دیے ہیں۔ چنانچہ علامہ جلال الدین سیوطی قدس سرہ کے مطابق قرآن کے مجذہ ہونے کی خاص وجوہات یہ ہیں..... اس کی فصاحت و بلاغت، اس کا غیر معمولی طرز بیان اور واقعات کی صداقت و سچائی۔ حضرت قاضی عیاض قدس سرہ کے مطابق قرآن کریم کے مجذہ ہونے کی بے شمار وجوہات ہیں ان تمام وجوہات کا خلاصہ چار وجوہات میں پیش کیا جاسکتا ہے..... اس کی غیر معمولی ترتیب اور ربط، الفاظ کی غیر معمولی ترکیب اور انشاء پردازی، اس کی فصاحت و بلاغت، اس کا ایک اچھوتا اور جدا گانہ طرز بیان، جو اس وقت کے عربوں میں راجح طرز بیان سے بالکل مختلف تھا۔ (شرح الشفای، ترکی، ۱۳۱۲ھ، جلد ۲، صفحہ ۵۹۳-۵۱۰) محمد رشید رضا نے اپنی مشہور

تھا کہ انہوں نے ایک عجمی غلام کی نسبت یہ کہا کہ وہ سید عالم اکوسکھاتا ہے۔ اس کے رد میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور وارشا فرمایا گیا کہ ایسی باطل باتیں دنیا میں کون قبول کر سکتا ہے، جس غلام کی طرف کفار نسبت کرتے ہیں وہ تو عجمی ہے۔ ایسا کلام بنانا اس کے تو کیا امکان میں ہوتا تمہارے فصحاً و بلاغاءِ جن کی زبان دانی پر اہل عرب کو خخر و ناز ہے، وہ سب کے سب حیران ہیں اور چند جملے قرآن کی مثل بنانا انہیں محال اور ان کی قدرت سے باہر ہے تو ایک عجمی کی طرف ایسی نسبت کس قدر باطل اور بے شرمی کافعل ہے۔ خدا کی شان جس غلام کی طرف کفار یہ نسبت کرتے تھے اس کو بھی اس کلام کے اعتذار نے تسخیر کیا اور وہ بھی سید عالم اکا حلقة بگوش طاعت ہوا اور صدق و اخلاص کے ساتھ اسلام لے آیا۔

(خزانہ العرفان)

اس کے اندر تفاوت و اختلاف کا نہ ہونا:

قرآن مجید کے مجرہ اور دجی الہی ہونے کی دوسری روشن دلیل یہ ہے کہ اس کے اندر کوئی تفاوت و اختلاف نہیں ہے۔

أَفَلَا يَتَدَبَّرُونَ الْقُرْآنَ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللَّهِ لَوْ جَدُوا فِيهِ اِخْتِلَافًا
كَثِيرًا ۝ (پارہ: ۵، النسائی: ۸۲)

(ترجمہ) تو کیا غور نہیں کرتے قرآن میں، اور اگر وہ غیر خدا کے پاس

الہی ہونے کے سلسلے میں بیان کیے ہیں۔

قرآنی دلائل:

۱۔ فصاحت و بلاغت:

وَلَقَدْ نَعْلَمُ أَنَّهُمْ يَقُولُونَ أَنَّمَا يَعْلَمُهُ بَشَرٌ طَلَسَانُ الَّذِي يُلْحَدُونَ إِلَيْهِ
أَعْجَمَىٰ وَهَذَا السَّانُ عَزِيزٍ مُّبِينٍ (پارہ: ۱۳، الحلقہ: ۱۰۳)

(ترجمہ) اور بے شک ہم جانتے ہیں کہ وہ کہتے ہیں یہ تو کوئی آدمی سکھاتا ہے جس کی طرف ڈھالتے ہیں اس کی زبان عجمی ہے اور یہ روشن عربی زبان۔ (کنز الایمان)

اس آیت کریمہ کے تحت حضرت صدر الافتضال قدس سرہ خزانہ العرفان حاشیہ برکن扎 الایمان پر یوں رقم طراز ہیں:

”قرآن کریم کی حلاوت اور اس کے علوم کی نورانیت جب قلوب کو تسخیر کرنے گی اور کفار نے دیکھا کہ دنیا اس کی گرویدہ ہوتی چلی جاتی ہے اور کوئی تدبیر اسلام کی مخالفت میں کامیاب نہیں ہوتی تو انہوں نے طرح طرح کے افتراء اٹھانے شروع کیے کبھی اس کو سحر بتایا، کبھی پیلوں کے قصے کہانیاں، کبھی یہ کہا کہ سید عالم انے یہ خود بنالیا ہے اور ہر طرح کوشش کی کہ کسی طرح لوگ اس کتاب مقدس کی طرف سے بدگمان ہوں، انہیں مکاریوں میں سے ایک مکر یہ بھی

(ترجمہ) اور جب ان پر پڑھی جائیں ہماری روشن آیتیں تو کافرا پنے پاس آئے ہوئے حق کو کہتے ہیں یہ کھلا جادو ہے۔ (کنز الایمان)

کفار کی یہ عادت بھی تھی کہ جب قرآن حکیم کی تلاوت کی جاتی تو خوب شور مچاتے، تاکہ اسے دوسرا لوگ نہ سن سکیں۔ یہ فعل محض اس خوف سے تھا کہ کہیں لوگ اس سے متاثر ہو کر اسلام نہ قبول کر لیں، جیسا کہ بہت سے لوگ کر چکے تھے۔

ہدایت اور تعلیمات:

قرآن کریم کے مجذہ ہونے کی ایک اہم دلیل اس کی ہدایت، پند و موعظت اور تعلیمات بھی ہیں اس مضمون پر مشتمل ان گنت آیاتِ کریمہ سے چند پیش خدمت ہیں۔

اللَّمَ ذِلِكَ الْكِتَابُ لَا رَيْبٌ فِيهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ ۝ (پارہ: ۱، البقرہ: ۱-۲)

(ترجمہ) وہ بلند رتبہ کتاب (قرآن) کوئی شک کی جگہ نہیں اس میں ہدایت ہے ڈروالوں کو۔ (کنز الایمان)

إِنَّ هَذَا الْقُرْآنَ يَهْدِي لِلّّتَقْرِيبِ إِنَّ أَفْوَمَ وَيَسِّرُ الْمُؤْمِنِينَ الَّذِينَ يَعْمَلُونَ الصِّلَاةَ إِنَّ لَهُمْ أَجْرًا كَبِيرًا ۝ (پارہ: ۱۵، اسرائیل: ۹)

(ترجمہ) بے شک یہ قرآن وہ راہ دکھاتا ہے جو سب سے سیدھی ہے اور خوشی سناتا ہے ایمان والوں کو جو اچھے کام کریں ان کے لیے بڑا ثواب ہے۔ (کنز الایمان)

قُدْ حَائِيَ كُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ وَ كِتَابٌ مُبِينٌ ۝ يَهْدِي بِهِ اللَّهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهُ

سے ہوتا تو ضرور اس میں بہت اختلاف پاتے۔ (کنز الایمان)

اس آیت کے تحت حضرت صدر الالفاظ قدس سرہ فرماتے ہیں:

اور زمانہ آئندہ کے متعلق غیبی خبریں مطابق نہ ہوتیں اور جب ایسا نہ ہوا اور قرآن کی غیبی خبروں سے آئندہ پیش آنے والے واقعات مطابقت کرتے چلے گئے تو ثابت ہوا کہ یقیناً وہ کتاب، اللہ کی طرف سے ہے۔ نیز اس کے مضامین میں بھی باہم اختلاف نہیں، اسی طرح فصاحت و بлагعت میں بھی، کیونکہ مخلوق کا کلام فصح بھی ہو تو سب یکساں نہیں ہوتا، کچھ بلغہ ہوتا ہے کچھ رکیک ہوتا ہے جیسا کہ شعراء اور زبان دانوں کے کلام میں دیکھا جاتا ہے کہ کوئی بہت بلح اور کوئی نہایت پھیکا۔ یہ اللہ تعالیٰ ہی کے کلام کی شان ہے کہ اس کا تمام کلام فصاحت و بлагعت کی اعلیٰ مرتبت پر ہے۔ (خزانہ العرفان)

تا شیر:

قرآن حکیم کے منزل من اللہ اور عظیم مجذہ ہونے کی ایک اہم دلیل قلوب انسانی پر مرتب ہونے والی اس کی تاشیر ہے۔ چنانچہ کتنے ہی گم کر دگان راہ قرآن پا ک سن کر ہدایت یافتہ بن گئے اور کفار و مشرکین نے بھی قرآن کی تلاوت کو محض اسی وجہ سے سحر (جادو) بتایا کہ اس کا پڑھنے والوں اور سننے والوں کے قلوب پر اثر ہوتا تھا۔

وَإِذَا ثُلُثٍ عَلَيْهِمْ أَيَّشَا بَيْتَنِي قَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا اللَّهُ أَعْلَمُ هُمْ هُدَا سِحْرٌ مُبِينٌ ۝ (پارہ: ۲۶، الاحقاف، آیت: ۷)

سَبَلُ السَّلَمِ وَيَحْرُجُهُمْ مِنَ الظُّلْمَتِ إِلَى النُّورِ يَأْذِنُهُ وَيَهْدِيهُمْ إِلَى
صِرَاطِ الْمُسْتَقِيمِ ۝ (پارہ: ۶، المائدہ: ۱۵-۱۶)

(ترجمہ) بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور آیا اور
روشن کتاب، اللہ اس سے ہدایت دیتا ہے اسے جو اللہ کی مرضی پر
چلا اسلامی کے راستے اور انہیں انہیں یوں سے روشنی کی طرف لے
جاتا ہے، اپنے حکم سے اور انہیں سیدھی راہ دکھاتا ہے۔

(کنز الایمان)

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا بِاللَّهِ كُرِّ لَمَا جَاءَهُمْ وَإِنَّهُ لِكُلِّ شَيْءٍ عَزِيزٌ ۝ لَا يَا تِيهِ
الْبَاطِلُ مِنْ هُنَّ يَدْعُونَ وَلَا مِنْ خَلْفِهِ تَنْزِيلٌ مِنْ حَكِيمٍ حَمِيدٍ ۝ مَا يَنْقَالُ
لَكَ إِلَّا مَا قَدْ قَنِيلَ لِلرَّسُولِ مِنْ قَبْلِكَ طَانَ رَبَّكَ لِلَّذِي مَغْفِرَةٌ وَذُرُّ
عِقَابٍ أَلِيمٍ ۝ وَلَوْ جَعَلْنَاهُ قُرْآنًا أَعْجَمِيًّا لَقَالُوا إِنَّا لَا فُصِّلُّتِ اِيَّهُ إِئَّا
أَعْجَمِيًّا وَعَرَبِيًّا قُلْ هُوَ لِلَّذِينَ أَمْنَوْا هُدًى وَشَفَائِطَ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ
مِنْهُنَّ فِي أَذَانِهِمْ وَقُرْوَهُ عَلَيْهِمْ عَمَّى طَوْلَيْكَ يَنَادُونَ مِنْ مَكَانٍ
بَعِيدٍ ۝ (پارہ: ۲۲، حماسجده: ۳۲-۳۳)

(ترجمہ) بے شک جو ذکر (قرآن حکیم) سے منکر ہوئے جب وہ
ان کے پاس آیا۔ ان کی خرابی کا کچھ حال نہ پوچھا اور بے شک وہ
عزت والی کتاب ہے، باطل کو اس کی طرف را نہیں، نہ اس کے
آگے سے نہ اس کے پیچھے سے، اُتارا ہوا ہے حکمت والے سب
خوبیوں سرا (قابل تعریف) ہے کا، تم سے نہ فرمایا جائے گا مگر وہی

جو تم سے اگلے رسولوں کو فرمایا گیا، کہ بے شک تمہارا رب بخشش والا
اور دردناک عذاب والا ہے، اور اگر ہم اسے عجمی زبان کا قرآن
کرتے تو ضرور کہتے کہ اس کی آیتیں کیوں نہ کھوئی گئیں، کیا کتاب
عجمی اور نبی عربی، تم فرماؤ وہ ایمان والوں کیلئے ہدایت اور شفا ہے،
اروہ جو ایمان نہیں لاتے ان کے کانوں میں ٹینٹ (گرانی یا بہرا
پن) ہے اور وہ ان پر انداھا پن ہے۔ گویا وہ دور جگہ سے پکارے
جاتے ہیں۔ (کنز الایمان)

قرآن جیسا کوئی کلام کہانا ممکن ہے:

فَلَمَّا جَمَعَتِ الْأَنْسَ وَالْجِنِّ عَلَى أَنْ يَأْتُوا بِمِثْلِ هَذَا الْقُرْآنَ لَا يَأْتُ
ثُوَّبَنَ بِمِثْلِهِ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِيَعْضِ ظَهِيرًا ۝ (پارہ: ۱۵، بیت اسرائیل:
(۸۸)

(ترجمہ) تم فرماؤ اگر آدمی اور جن سب اس بات پر متفق ہو جائیں
کہ اس قرآن کی مانند لے آئیں تو اس کا مثل نہ لاسکیں گے اگرچہ
ان میں ایک دوسرے کا مددگار ہو۔ (کنز الایمان)

قرآن مجید ایک نبی اُمیٰ پر اتارا گیا:

وَمَا كُنْتَ تَتَلَوُّ أَمْنَ قَبْلِهِ مِنْ كِتْبٍ وَلَا تَنْخُطُهُ بِيَمِينِكَ إِذَا لَا زَيَّتَ
الْمُبْطَلُونَ ۝ بَلْ هُوَ أَيْثَ بَيْنَنْتَنِي صُدُورُ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ طَوْمَا
يَجْحُدُ بِإِيَّتَا إِلَّا الظَّلْمُونَ ۝ وَقَالُوا إِنَّا لَا نَنْزَلُ عَلَيْهِ أَيْثَ مِنْ رَبِّهِ قُلْ

إِنَّمَا الْأُلْيَاتُ عِنْدَ اللَّهِ طَرَّانَمَا آتَاهَا تَذَكِيرٌ مَبِينٌ ○ أَوْ لَمْ يَكُنْهُمْ آتَاهُنَّا
عَلَيْكَ الْكِتَابَ يُشَلِّي عَلَيْهِمْ ○ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَرْحَمَةً وَذُكْرًا لِقَوْمٍ بُطَّأُ
مِنْؤُنٌ ○ (پارہ: ۲۱، الحکیوم: ۳۸-۵۱)

(ترجمہ) اور اس سے پہلے تم کوئی کتاب نہ پڑھتے تھے اور نہ اپنے
ہاتھ سے کچھ لکھتے تھے۔ یوں ہوتا تو باطل والے ضرور شک لاتے،
بلکہ وہ روشن آئتیں ہیں ان کے سینوں میں جن کو علم دیا گیا اور ہماری
آئتوں کا انکار نہیں کرتے مگر ظالم، اور بولے کیوں نہ اتریں کچھ
نشانیاں ان پر ان کے رب کی طرف سے، تم فرماؤ! نشانیاں تو اللہ
ہی کے پاس ہیں اور میں تو یہی صاف ڈر سنانے والا ہوں۔ اور کیا
یہ انہیں بس نہیں کہ ہم نے تم پر کتاب اتاری جوان پر پڑھی جاتی
ہے، بے شک اس میں رحمت اور نصیحت ہے ایمان والوں کیلئے۔
(کنز الایمان)

اللَّهُ أَعْزُّ وَجْلَ خُودُ قرآنَ كَرِيمَ كَيْ حفاظَتْ فرمانَے والَّا هُمْ:

إِنَّا نَحْنُ نَرَأُ لَنَا الذِّكْرَ وَ إِنَّا لَهُ لَحَفْظُونَ ○ (پارہ: ۹، الحجر: ۱۳)

(ترجمہ) بے شک ہم نے اتارا ہے یہ قرآن اور بے شک
ہم خود اس کے نگہبان ہیں (کنز الایمان)

إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَةً وَفْرَا نَهَ ○ (پارہ: ۲۹، القیمه: ۱۷)

(ترجمہ) بے شک اس کا محفوظ کرنا اور پڑھنا ہمارے ذمہ ہے۔
(کنز الایمان)

لَا يَا تَيِّهِ الْبَاطِلُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهِ تَنْزِيلٌ مِنْ حَكَمِ
حَمِيدٍ ○ (پارہ: ۲۲، الحم سجدہ: ۳۲)

(ترجمہ) باطل کو اس کی طرف را نہیں نہ اس کے آگے نہ اس کے
پیچھے سے، اتارا ہوا ہے حکمت والے سب خوبیوں سراہے (قابل
تعریف) کا۔ (کنز الایمان)

زیر نظر آیت کی تفسیر میں حضرت صدر الافتضال علیہ الرحمۃ تحریر فرماتے ہیں کہ ”یعنی
کسی طرح اور کسی جہت سے ابھی باطل اس تک را نہیں پاسکتا، وہ تغیر و تبدیل و کمی و زیادتی
سے محفوظ ہے۔ شیطان اس میں تصرف کی قدرت نہیں رکھتا۔“ (خزانہ العرفان)
قرآن کریم کے مجذہ اور وحی الہی ہونے سے متعلق یہاں تک جو بھی قرآنی
دلائل پیش کیے گئے ہیں ان سے قرآن کریم کا مجذہ اور کلام الہی ہونا روزِ روشن سے
بھی زیادہ عیاں ہو جاتا ہے۔ علاوه ازیں یہ تو محض چند دلائل قرآنی ہیں اگر قرآن مجید
کا بنظر غائر تفصیلی مطالعہ کیا جائے تو اس سلسلہ میں دلائل و برائیں کا ایک ذخیرہ جمع
ہو سکتا ہے۔ قرآن کا چیلنج، قرآن کا حسن بیان، اس کے آیات کی ہم آہنگی اور حسن
ترتیب، اس کی قوت استدلال حقائق کی توثیق، اس کی منطق لیکن ساتھ ہی ساتھ
زبان کی سادگی، سلاست اور گہرائی اس کی حکمت و موعظت، یہ سب اوصاف و محسن
ایسے ہیں جو ان خصوصیات سے بالا و ممتاز ہیں جن سے اس سلسلے میں عرب اور غیر
عرب زبان وال و سخن و رواقف رہے ہیں۔ واقعہ مظہر ہے کہ جب مسلمان قرآن
قدس کی تلاوت کرتے تھے تو مشرکین مکہ اپنے کانوں کو انگلیوں سے بند کر لیتے تھے

كتاب "دلائل النبوة"، امام محمد بن يوسف الصافى الشامى عليه الرحمتة کی "سبل الہدی والرشاد" ، قاضی عیاض مالکی عليه الرحمتة کی کتاب "كتاب الشفای" ، امام ابو نعیم اصفهانی عليه الرحمتة کی "دلائل النبوة" ، امام زرکشی عليه الرحمتة کی "البرهان" ، علامہ سید احمد دحلان کی علیہ الرحمتة کی "سیرت البی" اور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا مجدد بریلوی علیہ الرحمتة کی علم تفسیر پر متعدد تصنیفات میں سے "انباء الحی ان کتابہ المصئون تبیان لکل شیء" "النفحۃ الفائحة من مسک سورۃ الفاتحة" اور "الصمصام علی مشکک فی آیۃ علوم الاراحم" کے مطالعہ سے مجذہ قرآن کے تفصیلی وجوہات علم میں آئیں گی۔ علمائے کرام مختلف و متعدد وجوہ بابت اعجاز القرآن احاطہ تحریر میں لائے ہیں، جن کا حصر و شمار ممکن نہیں۔ تاہم اجمالاً اعجاز القرآن کے وجوہ و دلائل درج ذیل ہیں۔

ا: بے مثل ہونا ۲: کلمات ۳: فصاحت و بلاغت ۴: اظہار معانی ۵: نظم
کلام یعنی انواع کلام (مروجه) سے تباہ و مختلف ہونا ۶: آیات میں متفاہر و مختلف معنی کا اختلال ہونا ۷: تمام علوم و معارف (ماضی و حال و مستقبل) ۸: صوتی حسن و ترنم ۹: دلائل و براہین کی قطعیت ۱۰: اخبار و احوال اُمم سابقہ ۱۱: اخبار الغیوب بابت آئینہ دین ۱۲: اخبار الغیوب بابت ضمائر قلوب ۱۳: عدم اختلاف و تناقض ۱۴: سہولت مخرج ۱۵: بہجت رونق ۱۶: سلاست نظم ۷: حسن قبول ۱۸: قرات و سمعت بیک وقت دچپی ۱۹: الہامی الفاظ و معانی یعنی بولا ہوانا زل ہونا ۲۱: متكلم کا اپنے مظہر کے قلب پر نازل فرمانا ۲۲: اس کے معارضہ سے

تاکہ ان کو سن نہ سکیں۔ کچھ کفار شور مچاتے اور سیٹیاں بجاتے، تاکہ دوسرے لوگ قرآن کو نہ سینیں اور اس کا اثر قبول نہ کریں۔ ایسا وہ اس لیے کرتے تھے کہ وہ دیکھے تھے کہ بہت سے کفار نے محض قرآن مقدس کی آیات کو اتفاقیہ سن لیا اور اس قدر متاثر ہوئے کہ دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے۔ دراصل عربی زبان سے ناواقف شخص قرآن کے مஜزہ اور اس کی عظمت کا صحیح اندازہ نہیں لگا سکتا کیونکہ وہ اس کے حسن بیان اور تاثیر نیز اس کی فصاحت و بلاغت سے پوری طرح واقف نہیں ہو سکتا۔ جبکہ کفار کہہ اہلی زبان ہونے کے باعث عربی زبان کی تاثیر، قوت استدلال اور اس کے حسن بیان سے حد درجہ خالق و مرعوب تھے، قرآن کی سورت جیسی ایک سورت بنا لانے سے قاصر و عاجز رہے۔ اپنی اس عاجزی والا چاری کے بعد انہوں نے لوگوں کو قرآن سننے سے باز رکھنے کیلئے مندرجہ بالا تدبیر کے علاوہ من گھڑت قصے کہا یاں ایجاد کیں۔ سرکار دو عالم اکوسا حرمو مجنون کہا، لیکن ان کی کوئی بھی تدبیر کا گرگرنہ ہو سکی اور دیکھتے ہی دیکھتے پورا جزیرہ عرب شیع نبوت کا پروانہ اور عظمت قرآن کا دیوانہ بن گیا۔ (تحفظ عقاائد اہلسنت: ۷۶ تا ۱۰۲)

قرآن مجید کے مجرہ ہونے پر دلائل کی کثرت خود ایک وقیع اور مبسوط مقالہ کی مقاضی ہے، اس ضمن میں امام فخر الدین رازی علیہ الرحمتة کی "تفسیر کبیر"، امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمتة کی "الاتفاق" اور "مختصات کبیری"، ابن تیمیہ کی "الجواب الصحيح"، امام ماوردی علیہ الرحمتة کی کتاب "علام النبوة"، علامہ محمود آلوسی علیہ الرحمتة کی "تفسیر روح المعانی"، علامہ قرطبی علیہ الرحمتة کی "تفسیر القطبی"، امام نبیقی علیہ الرحمتة کی

کوئی ”علم قرأت و تجوید“ میں، کوئی ”علم خو“ میں کوئی ”أصول دین“ میں کوئی ”أصول فتنہ“ میں، کوئی ”علم فروع“ میں کوئی ”تاریخ و فصص“ میں، کوئی ”مواعنی“ میں مستفید ہو کر دوسروں کیلئے مستقاد ہوئے۔

علوم قرآنی کی فہرست کا مرتب کرنا امر محال ہے، کیونکہ جوں جوں معاشرہ متعدد ہوتا رہے گا، انواع علوم اور اقسام علوم کی کثرت ہو گی اور یہ جملہ علوم و فنون شرق تا غرب و زمین تا آسمان سب قرآن میں بیان ہو گئے ہیں آج ہماری کوتاہ بیان ہے کہ ہم نہیں سمجھتے لیکن آئندہ و قتوں میں جدید علوم کی اختراقات و ایجادات کا مرچع بھی قرآن ہی ہو گا۔ فقیر نے اپنی ایک تالیف ”تعريفات علوم و انواع علوم اور امام احمد رضا“ میں نہایت تفصیل سے علوم قرآنی پر اکابر علماء کی تحریروں سے اکتساب کرتے ہوئے ایک فہرست ترتیب دی ہے، افادیت کی غرض سے سطور ذیل میں مرقوم ہے۔

- | | |
|-----------------------|--------------------------|
| ۱: علم تجوید و قرأت | ۲: علم سجود القرآن |
| ۳: علم معانی | ۴: علم الابواب فی القرآن |
| ۵: علم البیان | ۶: علم الغرائب |
| ۷: تتشابه القرآن | ۸: لغت |
| ۹: اختلاف المصاحف | ۱۰: اسباب النزول |
| ۱۱: علم الآیات متحملہ | ۱۲: علم الآیات متحملہ |
| ۱۲: علم الأفراد | ۱۳: ناسخ و منسوخ |

تو مous کا مجتنب رہنا ۲۳: دلیل و مدلول کا جمع ہونا ۲۴: صاحب قرآن کا اتنی ہونا ۲۵: اثر انگیز و نتیجہ خیر ہونا۔

اس اجمالی کی تفصیل کیلئے ہزاروں صفحات بھی ناکافی ہونگے۔ طوالت سے گریز کرتے ہوئے اس موقع پر مناسب معلوم ہوتا ہے کہ قرآن جامع العلوم کے تحت چند سطحیں ضرور لکھی جائیں۔

قرآن جامع العلوم والمعارف

قرآن مجید فرقان حمید، علوم و معارف اولین و آخرین ہے، کوئی اس کے علم کا احاطہ نہیں کر سکتا سوائے اللہ تعالیٰ جل شانہ کے (کہ یہ اسی کا کلام ہے) اور پھر سوائے رسول اللہ اکے، اسلئے کہ رب ذوالجلال نے فرمایا! ”رحمان نے اپنے محبوب کو قرآن سکھایا۔“ (سورۃ الرحمن) علوم قرآن کی یہ میراث اہلبیت اطہار، سادات صحابہ کرام، خلفاء اربعہ، حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضوان اللہ تعالیٰ علیہم تک پہنچی۔ یہاں تک کہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: ”اگر میرے اونٹ کی رسی گم ہو جائے تو میں اس کو اللہ کی کتاب میں تلاش کر لوں گا۔“

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے یہ علمی میراث تابعین کرام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم تک پہنچی اس کے بعد ہمتیں پست ہو گئیں، عزائم کمزور پڑ گئے اور علماء میں تسابیل پسندی آگئی۔ ان لوگوں نے صحابہ کرام و تابعین عظام علیہم الرحمة والرضوان کے حاصل کردہ علوم و فنون کو لینے میں کوتاہ ہمتی کا مظاہرہ کیا انہوں نے علوم قرآن کی بہت سی شاخیں کر لیں اور ہر کوئی اس کے فنون میں سے کسی ایک فن کیستھ وابستہ ہو گیا۔

٥٠: تاريخ	٣٩: شعر و سخن
٥٢: نجوم	٥١: تصوف
٥٣: مناظر و مرايا	٥٣: جبر و مقابلة
٥٦: زراعت	٥٥: سياحت
٥٨: طب	٧: حساب
٦٠: مثلثيات	٥٩: هندسة
٦٢: وراثت	٦١: هيئت
٦٣: صوتيات	٦٣: علم استدلال
٦٦: سائنس	٦٥: ارضيات
٦٨: تخييل كائنات (مادي وغير مادي)	٦٧: فلكيات
٧٠: كيمياء	٦٩: طبيعيات
٧٢: علم المباحث	٧١: نفسيات
٧٣: شماريات	٧٣: علم المناظر
٧٤: زيجات	٧٥: شكاريات
٧٨: معدنيات	٧٧: ما بعد الطبيعتات
٨٠: جنگلات	٧٩: بنيات
٨٢: حياتيات	٨١: علم البشريات
٨٣: جغرافية	٨٣: حيوانيات

١٥: شواذ في القراءات	١٦: اعجاز القرآن
١٧: علم فوصل آيات	١٨: رسم خط القرآن
١٩: اصول تفسير	٢٠: تفسير
٢١: خواص القرآن	٢٢: علم الابهام في القرآن
٢٣: امثال القرآن	٢٣: علم ربط و مناسبة بين الآيات والسور
٢٥: علم الوقف والابتداء	٢٤: استعارات
٢٧: الكنایات في القرآن	٢٨: الحقيقة والمجاز في القرآن
٢٩: علم الوجوه مخاطبات في القرآن	٣٠: علم ضمائر في القرآن
٣١: احكام القرآن	٣٢: فضائل القرآن
٣٣: نظم القرآن	٣٣: علم الغواص و الخواتم
٣٥: علم جمع و ترتيب القرآن	٣٥: علم نزول آيات و مواقيعات صحابة
٣٧: تكرار نزول	٣٨: استنباط علوم القرآن
٣٩: اعراب القرآن	٤٠: علم الجائب
٤١: علم تذكير ب أيام الله	٤٢: علم تذكير ب أيام الموت
٤٣: تعبير الرؤا	٤٣: علم السياسة
٤٥: علم المخاصمت	٤٦: علم الاوزان
٤٧: علم الاجناس غذائي	٤٨: تعميرات

١٢٠: بکاری	١١٩: تجارت
١٢٢: علم خلیات	١٢١: مدنیات و شهریات
١٢٣: اذکار(اوراد و ظائف)	١٢٣: سالماتی حیاتیات
١٢٦: مناقب	١٢٥: علم الادیان
١٢٨: آفات ارضی و سمایی	١٢٧: علم الانساب
١٣٠: وجی والہام	١٢٩: مکاشفات
١٣٢: اخلاقیات	١٣١: مراقبات
١٣٣: لسانیات	١٣٣: فعالیات و عملیات
١٣٤: علم الطیور(پرندوں کا علم)	١٣٥: تمدن(سوکس)
١٣٨: کان کنی(مائزرو جوی)	١٣٧: حشرات الارض کا علم
١٣٩: اوشینوگرانی علم البحیریات سازی)	١٣٩: ضع الاسلحہ(جنگی و دفاعی اسلحہ سازی)
١٣٢: علم الملاقوں(جہاز رانی)	١٣١: علم ضعۃ السفینۃ(جہاز سازی)
١٣٣: متحرک پانی کا علم	١٣٣: علم آپاٹشی
١٣٤: صحت آبدوز	١٣٥: غوطہ خوری
١٣٨: علم ہوابازی	١٣٧: تعمیرات
١٤٠: آثار قدیمہ	١٣٩: ثقافت و فنون طیفہ
١٤٢: راکٹ	١٤١: سفر چاند کا تصور

٨٥: عمرانیات	٨٦: علم مساحت الارض
٨٧: افقان	٨٨: توقیت
٨٩: تقاویم	٩٠: ریاضی
٩١: نکسیر	٩٢: علم توالد و تناسل(ایبریا لوجی)
٩٣: عمل البر و بحر	٩٣: علم العروض
٩٥: علم الادب	٩٤: علم الخوا
٩٧: خطابت	٩٨: مکتوبات
٩٩: مواعظ	١٠٠: اصول فقه
١٠١: فقه	١٠٢: فروعات فقه
١٠٣: حدیث	١٠٣: اصول حدیث
١٠٥: اسانید حدیث	١٠٤: منطق
١٠٧: فلسفہ	١٠٨: حمد و نعت
١٠٩: تقدیرات	١١٠: تحقیقات
١١١: ماحولیات	١١٢: موسمیات
١١٣: مالیات	١١٣: اساطیریات(علم الاضام)
١١٥: معاشیات	١١٦: اقتصادیات
١١٧: ادویات	١١٨: کفارات و تلافیات

میں نہ آسمان میں اور نہ اس سے چھوٹی اور نہ اس سے بڑی کوئی چیز
نہیں جو ایک روشن کتاب نہ ہو۔ (کنز الایمان)

بعض مفسرین کہتے ہیں کہ مندرجہ دونوں آیتوں سے مراد ”لوح محفوظ“ ہے تو
پھر بھی ایک اور مقام پر واضح انداز میں قرآن کی جامعیت کو بیان فرمایا گیا ہے، اللہ
رب العالمین کا رشاد مبارک ہے،

وَنَزَّلْنَا عَلَيْنَاكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِكُلِّ شَيْءٍ (پارہ: ۱۳، نحل: ۸۹)

(ترجمہ) اور ہم نے تم پر (اے محبوب) یہ قرآن اتارا کہ ہر چیز کا
روشن بیان ہے۔ (کنز الایمان)

قرآن و حدیث، نظام مصطفیٰ:

اے ملتِ اسلامیہ کے عظیم و غیور بھائیو! آپ جس دنیا میں آباد و شاد ہیں نہ صرف
اس دنیا میں موجود تمام اشیاء بلکہ وسیع و عریض غیر مادی کائنات کا بھی علم قرآن مجید میں
موجود ہے۔ غور تو کیجئے کہ مسلمان کتنے علوم و معارف کے خزانوں سے مالاں ہے۔
مسلمان کے ہاتھ میں کتنی عظیم کتاب ہے جو زندگی کا ضابط بھی ہے اور بصارت و
 بصیرت سے دور عالم غیوب سے ذریعہ رابط بھی ہے۔ اتنی شاندار اور جاندار کتاب
کے ہوتے ہوئے، مردہ افراد کی مردہ کتابوں (یعنی کارل مارکس، لینین، ماو، وغیرہ)
سے استفادہ اور اس پر یقین، یہ انتہائی شرم کی بات ہے، ہم مرکز جامع اور برہان قاطع
کو چھوڑ کر ظنی اور قیاسی مضامین پر مبنی انسانی اختراع کا نتیجہ مختلف دساتیر زندگی کو
پڑھنے اپنا نے اور یقین کرنے میں متاعِ حیات کو بر باد کرنے میں مصروف ہو گئے

- ۱۵۳: خلانوردی اور خلائی مسافروں کا لباس
- ۱۵۴: سیاروں میں مخلوق کا علم اور قرآن
- ۱۵۵: ایمیم بم کا تصویر اور قرآن
- ۱۵۶: رنگ ریزی کا علم
- ۱۵۷: علم الہیات
- ۱۵۸: علم خیاطت (سلائی، اسٹچنگ)
- ۱۵۹: علم لسر
- ۱۶۰: علم خیاطت (سلائی، اسٹچنگ)
- ۱۶۱: علم حدادت (آہن گری)
- ۱۶۲: علم نجارت (برھنی کا کام)
- ۱۶۳: شیشہ گری کا علم
- ۱۶۴: علم کتابت (بلاکس و رکس)
- ۱۶۵: حشت سازی کا علم (لانڈری)
- ۱۶۶: علم النباج (جانوروں کے ذبح کا علم)
- ۱۶۷: علم التدبیر
- ۱۶۸: علم الاتقدیر
- ۱۶۹: علم کیفیت قرآن مجید سے مستنبط ہے لیکن نامکمل ہے۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ عزوجل نے اپنے کلام میں ہر چیز کا روشن بیان فرمایا ہے ارشاد ہوا،
- وَلَا رَطْبٌ وَلَا يَا بِسٌ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُّبِينٍ (پارہ: ۷، الانعام: ۵۹)
- (ترجمہ) اور نہ کوئی تراور خشک جو ایک روشن کتاب میں لکھا ہے۔
- (کنز الایمان)
- وَمَا يَغْرِبُ عَنْ رَبِّكَ مِنْ مَثَقَالٍ ذَرَّةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ
وَلَا أَصْغَرَ مِنْ ذَلِكَ وَلَا أَكْبَرَ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُّبِينٍ (پارہ: ۱۱، یونس: ۶۱)
- (ترجمہ) اور تمہارے رب سے ذرہ بھر کوئی چیز غائب نہیں زمین

قرآن اور صاحب قرآن سے والہانہ وابستگی کو مضبوط اور مربوط رکھنا ہوگا، کونین کی کامیابی کیلئے قرآن کو معیار اور ناگزیر سمجھنا، قرآن کو ہر قسم کے امکان خطا سے پاک جانا اور سمجھنا، قرآن کو سلسلہ وجی کا جامع، خاتم اور عظیمۃ الہی سمجھنا، رسول اکرم نبی مظہم محبوب محتشم اکو تمام کائنات میں افضل و مقدم سمجھنا، یہ قرآن نہیں کے عصر حاضر میں بنیادی تقاضے ہیں، کیا ہم یہ تقاضے پورے کر رہے ہیں؟ نہیں ایک عام مسلمان تو گجا، اکثر علماء و مشائخ اس پر عامل نہیں، قرآن کی بشارتوں اور وعدوں کی نتیجہ خیزی پر ہمارا یقین تاریخنبوت سے بھی کمزور ہے۔ یہ لمحہ فکر یہ ہے کہ خبر سان ایجننسیوں اور محکمہ موسمیات کی پیش گوئیوں کے اثرات و نتائج مرتب ہونے سے قبل پورے یقین کے ساتھ اس پر عمل کی تیاری کرتے ہیں اگرچہ اکثر خبریں و اطلاعات فضول و مہمل ثابت ہوئیں۔ فقیر ایک سوال کی جسارت کر رہا ہے کہ ”کیا کوئی مسلمان یہ دعویٰ کر سکتا ہے کہ میں نے قرآن کے حکم پر عمل کیا مگر نتائج و ثمرات وعدہ الہی کے مطابق نہیں نکلے؟ یقیناً دنیا میں سوا ارب کی تعداد میں آباد مسلمانوں میں سے کوئی بھی اس سوال کا جواب اثبات میں نہیں دے گا اس لئے کہ قرآن کی دعوت پر لبیک کہنے اور حکم پر عمل کرنے والے مطیع و فرمانبردار بندے چند ہیں اور انہیں ثمرات بھی ملتے ہیں۔

قرآن غور و فکر کی دعوت دیتا ہے، کائنات (پست و بالا) تفسیر کیلئے پیش کر رہا ہے، مگر یہ کیا؟ احساسات اتنے مخدود ہیں کہ جذبہ دینداری سے نہیں، متاع کائنات کے حصول کی طبع ہی میں کچھ تفسیر کر لیں، ہائے افسوس اس دنیا میں گلیلیو (۱۶۳۲ءی)

ہیں۔ کیا تاریخ ہمیں بتا رہی ہے کہ عالمی شہرت یافتہ دانشوروں اور سیاستدانوں نے جو دستور حیات یا نظام حکومت تشکیل دیا اور جس قوم کو دیا وہ اپنی تشکیل کے بعد نصف صدی یا ایک صدی کے عرصہ سے زیادہ مفید نہیں رہا قوم نے، نئی نسل نے مسترد کر دیا۔ تاریخ شاہد ہے کہ کوئی دستور حیات و مملکت قطعی و یقینی نہیں۔ برادرانِ اسلام! ہمارے ہاتھوں میں کتاب و سنت کی لازوں، یقینی اور بدیہی ایسی دولت ہے جو اپنے رکھنے والے کو بھی فلاش و محتاج نہیں کرتی۔ ہمارے پاس وہ عظیم دستور و منشور ہے جسے مخلوق نے نہیں خالق نے تشکیل فرمایا ہے، اور اسے نظامِ مصطفیٰ اکانام دیا ہے۔ یاد رکھئے صرف قرآن کی ابدیت ہی ہر صدی کے چیلنج کو قبول کر سکتی ہے، صرف نظامِ مصطفیٰ اہی تمام انسانیت کیلئے امن و سلامتی کی ضمانت دے سکتا ہے۔ آج کے متعدد معاشرہ میں ہم دیکھ رہے ہیں کہ جہاں کمیونزم اور مارکسزم کو راجح کیا گیا اور اسے معاشرتی خوشحالی کی دلیل سمجھا گیا وہاں محض معاشرہ ہی میں ٹوٹ پھوٹ اور بگاڑ کا عمل کا رفرمانہیں رہا بلکہ مملکت و ریاست کا جغرافیہ بھی بدلتا گیا۔ یہی صورت حال سیکولر ازم اور کیپٹل ازم کی حامل مملکتوں میں بتدریج پیدا ہو رہی ہے۔ عالمی سطح پر بڑی طاقتیں اپنے نظاموں کی ناکامی کو محسوس کر رہی ہیں اور اسلام کی داعی پوزیشن سے خوفزدہ ہیں، اسی لئے اسلام کو فاعلی پوزیشن پر رکھنے کیلئے عالمِ اسلام پر اعتراضات والزمات کی بوچھاڑ ہو رہی ہے، انہی کیفیات میں اسلامی غیرت و محیت کو بیدار کرنا ہوگا۔

قرآن نہیں اور عصر حاضر کے تقاضے:

ذکر ہوئے ہیں، ان کلمات کی تکرار ہمیں اللہ تعالیٰ کی منشاء سمجھا رہی ہے کہ اے میرے محبوب کے غلاموں! اپنی تعلیمی و تحقیقی دنیا کو آبادر کھو، ویرانی سے بچاؤ، قرآن پڑھو، سمجھو اور سکھاؤ۔ اللہ تعالیٰ کے حبیب ا سے محبت کا دم بھرنے والو! یہ احادیث پڑھو کہ انہوں نے کیا فرمایا!

عن عثمان بن عفان قال قال رسول الله ﷺ افضلكم من تعلم القرآن وعلمه (جامع الترمذی جلد دوم صفحہ ۵۸۳، سنن ابن ماجہ صفحہ ۱۹)

(ترجمہ) حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ا نے فرمایا! تم میں زیادہ صاحب فضیلت وہ ہے جو قرآن سیکھے اور دوسروں کو سکھائے۔

عن ابی ذر قال قال لی رسول الله ﷺ یا باذر لان تغدو فتعلم آیة من کتاب اللہ خیر لک من ان تصلی مائت رکعۃ ولا تغدو فتعلم بابا من العلم عمل به او لم یعمل خیر مَنْ ان تصلی الف رکعة (ابن ماجہ شریف صفحہ ۲۰)

(ترجمہ) حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں، رسول اللہ ا نے مجھے فرمایا، اے ابوذر! صبح کے وقت کتاب اللہ کی ایک آیت کا سیکھنا تمہارے سورکعت نماز (نفل) پڑھنے سے بہتر ہے اور اگر صبح کے وقت علم کا کوئی باب سیکھو اگرچہ خود اس پر عمل کرو یا نہ کرو وہ تمہارے لیے ہزار رکعت (نفل) نماز سے بہتر ہے۔

کو پرنسپس (۱۵۴۲ءی) کپلر (۱۶۳۰ءی) نیوٹن (۱۶۷۷ءی) آئن اسٹائن (۱۹۵۶ءی) بھی تھے جنہوں نے دنیا کو تسخیر کرنے کیلئے قدم اٹھائے تو ۱۹۶۹ء میں یہ قدم زمین سے چاند پر چلے گئے اور ۲۰۰۳ء میں مرخ پر جا پہنچے۔ مصنوعی سیارے اور خلائی اسٹیشن بنائے گئے۔

دعوتِ فکر:

آج علمائے اسلام اپنے مضامین میں خیال و فکر کی دنیا قرآنی تعلیمات کی روشنی میں جگما رہے ہیں اور اپنے قارئین کو سیاحت کی دعوت دے رہے ہیں وہ عملًا مسافرت کی حالت میں نہیں پھر بھی ابن بطوطہ اور کومبیس کے تعاقب میں ہیں، قرون اولیٰ کے جلیل القدر را ہمایاں ملت کی دستارِ فضیلت کی خلعت فاخرہ آج کے مسلمانوں پر بھی سمجھی دیکھنا چاہتے ہیں، اس تمنا پر ربِ مصطفیٰ اکی بارگاہ میں ان کے لیے جواہرِ جیل ہے اس میں کچھ حصہ کا یہ فقیر پر تقدیر بھی متمنی ہے اور اے اسلامی بھائیوں اور بہنوں! تم یہ مضامین پڑھ کر اور دوسروں کو پڑھا کر اپنا حصہ بھی حاصل کرو۔

فهم قرآن سے تعلیمی و تحقیقی دنیا آبادر کرو:

قرآن میں مختلف اشتراقی صورتوں میں ۸۰۷ مقامات پر ”علم“ کا ذکر ہے وہی اور اس کے مشتقات میں ۸۷ مرتبہ، کتاب و کتابت ۷۳۱ مرتبہ، تلاوت ۲۲ مرتبہ، قول و مذاکرات و مکالمات ۱۷۳۰ مرتبہ، عقل ۲۹ مرتبہ، معرفت ۷۷ مرتبہ، شعور ۷۲ مرتبہ، فقہ ۲۰ مرتبہ، تفکر ۱۸ مرتبہ، تدبیر ۹ مرتبہ، ادراک ۲۹ مرتبہ اور قلم ۷ مرتبہ

پوری ہو سکتی ہے چاہے تمام عقل انسانی اور ذریت شیطانی باہم مل بھی جائیں۔ قرآن کا ایک چیز اور ہے کہ ”اس میں ہر خشک و تر کا بیان ہے۔“ ہر شے کا روشن بیان قرآن میں ہے۔ یہ اور ایسے ہی مضامین کی بعض دیگر آیات عالم انسان کو باور کرتی ہیں کہ دنیا کے تمام علوم قرآن میں ہیں بلکہ قرآن ہی تمام علوم کا سرچشمہ منبع ہے، فقر کا عقیدہ ہے کہ مادی و غیر مادی کائنات سے متعلق جملہ علوم اور اقسام علوم (Different Subject Area All kinds of Knowledge) موجود ہیں۔ اس کی روشن دلیل یہ ہے کہ لائبریری سائنس (Library) کے ماہرین آج تک یہ طے نہ کر سکے کہ قرآن کو لائبریری کے کس حصہ (Depart Shelf) میں رکھا جائے۔

قرآن مقدس، ذات یکتا کا کلام (اپنی عظمت کے اعتبار سے) کیتا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر نازل ہونے والی یکتا کتاب ہے۔ یہی انفرادیت قرآن کو مجذب نما بنا تی ہے۔

قرآن کریم کو لائبریری سائنس میں کلاسیفیکیشن (Classification) کے تحت 297 کا نمبر الٹ کیا گیا ہے یہ درجہ بندی Davi Decimal کے اصولوں کے تحت ہے جس کی رو سے علوم کی تقسیم اس طرح ہے۔

100 to 199	Philosophy	فلسفہ	.1
200 to 299	Religion	مذہب	.2

حضرت نافع بن عبد الحارث ص کہتے ہیں کہ میں نے اپنے غلاموں میں ابن ابزی ص کو اہل بادیہ پر نگران مقرر کیا تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دریافت کیا، غلام کو افسر بنانے کا کیا سبب ہے؟ نافع نے جواب دیا وہ کتاب اللہ کا قاری، فرائض کا عالم اور اچھا فیصلہ کرنے والا ہے، حضرت عمر نے کہا بلاشبہ تمہارے نبی اے فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب (قرآن) کے ذریعے بعض قوموں کو رفت و بلندی عطا فرمائے گا اور بعض کو گرائے گا۔ (مسلم شریف جلد اول صفحہ ۲۷۲، فتح الباری شرح صحیح البخاری جلد اول ۱۷۰، ابن ماجہ صفحہ ۲۰)

غور فرمائیے! علم قرآن کی تحصیل ہزار نفلی نمازوں سے برتو اعلیٰ ہے۔ تحصیل علوم و فنون سے متعلق کتب احادیث بھری ہوئی ہیں، تمام محدث اپنی مرتبہ سنن و جامع میں ”کتابِ علم“ یا ”ابوابِ علم“ کے تحت فضیلتِ علم کی احادیث ضرور درج کرتے ہیں۔

قرآنی چیزیں:

قرآن مقدس ہر دور میں اقوام عالم کی راہنمائی فرماتا ہے تا قیامت عظمت قرآن کا پھریر الہراتار ہے گا اس نور میں کی خوفشانی سے اپنے اور بیگانے سب ہی اپنی استعداد کے مطابق مستفید ہو رہے ہیں۔ قرآن کریم نے اپنے زمانہ نزول ہی میں خود کلام الہی کے طور پر تسلیم کر لیے جانے کیلئے حیرت انگیز چیز کیا تھا شہرہ آفاق نامی گرامی زبان و بیان کے ماہرین، ادباء و شعراء گنگ اور مبہوت ہو گئے آج تک کوئی قرآن کی مثل پیش کرنے کی جرأت نہ کر سکا اور نہ ہی تا قیامت یہ مکروہ آرزو

چرچ میں کمپوز کی جانے والی موسیقی (Sacred Music) کی کتب کو باقاعدہ مستقل علیحدہ ایک نمبر الٹ کیا ہے کہ سس کے موقع پر دنیاۓ عیساویت کی آپس میں ملاقات اور (خیر سگالی کے جذبات کیلئے) کلمات کا تبادلہ (Protocol) کو بھی مستقل اور باقاعدہ ایک نمبر الٹ کیا گیا ہے۔

طوالت اور نفس مضمون سے بعد کا خوف دامن گیرنہ ہوتا تو فقیر اپنے محترم قارئین کے ذوق تجسس کو بڑھانے اور مزید حیران کرنے کا اہتمام کرتا۔ فقیر یہ ضروری سمجھتا ہے کہ ان متعصب ماہرین کی جانبدارانہ فکر اور اسلام دشمنی کی سازش طشت از بام کرنے کیلئے علیحدہ مستقل رسالہ تالیف کیا جائے۔

اقوام متحده کے ذیلی ادارہ یونیسکو (UNESCO) کے تعلیمی اداروں میں وطن عزیز اسلامی جمہوریہ پاکستان میں قائم (Pakistan Bibliographical Working Group) پاکستان ببلیو گرافیکل ورکنگ گروپ ایک ادارہ ہے (School of Librarianship) جس کے اسکول آف لائبریرین شپ (Higher Certificate Course) کے تحت ہائر سر ٹیکنیکل کورس کرایا جاتا ہے، رقم السطور بھی اس میں متعالم رہا ہے اس کی کلاسز میں مختلف گیست پیکرزر (Guest Speakers) (یا چھر دینے کیلئے تشریف لایا کرتے ہیں، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے سابق لائبریرین الحاج محمد زبیر (مرحوم) چیئر میں تھے۔ لائیئری آف کانگریس امریکہ کے تربیت یافتہ اور امریکین قونصلیٹ کراچی میں معین ریفرنس سیکشن (Reference Library) کے

300 to 399	Social Science	.3 سوشیالوجی
400 to 499	Language	.4 لغات
500 to 599	Pure Sceince	.5 مبادیات سائنس
600 to 699	Applied Science	.6 عملی سائنس
700 to 799	Fine Arts	.7 فنون لطیفہ
800 to 899	Literature	.8 شعروادب
900 to 999	History	.9 تاریخ

دنیا بھر میں کتب خانوں (Libraries) میں موجود مختلف النوع علوم پر بنی کتابوں کی درجہ بندی کیلئے یہی معروف طریقہ ہے علاوہ ازیں Library Science کے چند گیر ماہرین کی وضع کردہ کلasseifications بھی بعض ممالک میں مروج و مستعمل ہے لیکن امریکن ماہر تعلیم میل ولی ڈیوی (Melwel Devi) کی علمی درجہ بندی کو زیادہ شہرت حاصل ہے، اس ضمن میں یہ پہلو بڑا فسوس ناک ہے کہ علوم اسلامی کے کثیر شعبوں (قرآن، تفسیر، تجوید، علم قرأت، رسم الخط، فقهہ علی المذاہب اربعہ و مختلف، صرف و نحو، منطق، فلسفہ، تصوف، نعت گوئی، ادب، روحانیات، مکاشفات، نقوش و تعویزات، سیرت طیبہ، تاریخ، تنقیدات، مناقب، مناظرہ، توقیت، ہیئت، تقابل ادیان، اخلاق و احسان، سلوک اور فضائل وغیرہ) کیلئے متنزک رہ ماہرین نے ایک ہی نمبر الٹ کیا ہے ان متعصب اور بد طینت ماہرین نے جانبدارانہ رویہ کا مظاہرہ کرتے ہوئے نصرانیت سے متعلق ادنیٰ ترین شعبہ یعنی

عظیم انسائیکلوپیڈیا تو ہے مگر پڑھنے والا، انسائیکلوپیڈیا جیسا سلوک(Encyclopedia Treat) نہیں کرتا اور قرآن بوقت ضرورت بطور حوالہ مرجع بھی ہے اور محض مسجد و کتب خانہ ہی میں نہیں خطہ ارض میں ہر جگہ اول تا آخر تلاوت کیا جاتا ہے لہذا قرآن کو ریفرنس سیکشن کے خانوں(Shelves) میں رکھنا بھی غیر اصولی ہے الحاصل ماہرین کو انتہائی غور و فکر کے بعد نتیجتاً اعتراف شکست کرنا پڑا کہ ہمارے وضع کردہ لائبریری اصول دنیا کی ہر علم کی ہر کتاب کو لائبریری کے مخصوص و معین شیف میں سجا سکتے ہیں لیکن قرآن، علوم کا جامع اور مکمل پڑھے جانے کا اعزاز رکھنے کے باعث ایسی فضیلیت مآب کتاب ہے جو لائبریری میں ہر مضمون کی شیف میں رکھی جاسکتی ہے، فقیر نے جب اگست/ ستمبر 1998 میں نیو یارک امریکہ لائبریری آف کانگریس کا وزٹ کیا تو اس کی تصدیق بھی ہوئی۔ اسے فلسفہ (Philosophy)، دین (Religion)، معاشرت و عمرانیات (Sociology)، ادب (Literature)، تاریخ و قصص (History)، سائنس و ٹکنالوجی (Science & Technology) اور روحانیت (Spiritual) الغرض ہر بلاغت (Figure of Speech) اور روحانیت (Spiritual) شعبہ میں رکھا جاسکتا ہے اسلئے کہ قرآن علوم کا جامع ہی نہیں بلکہ منع و سرچشمہ بھی ہے۔

رسول اکرم ابھیثیت معلم کائنات

قرآن اور معلم قرآن مجزہ ہیں:

بعض نام نہاد دانشوروں اور خود ساختہ مفکرین اسلام کا کہنا ہے کہ:

انچارج ”خواجہ بدرا حسن صاحب“ بطور گیٹ اسپیکر جب یکچھ درینے کیلئے تشریف لائے تو انہوں نے ایک حیرت انگیز اکشاف کیا کہ امریکہ اور یورپ میں لائبریری سائنس کے ماہرین ایک اجلاس میں قرآن مجید کے بارے میں یہ طے کرنا چاہتے تھے کہ اسے لائبریری میں کہاں رکھا جائے؟ مذہبیات کے شعبہ میں 297 کا نمبر دے کر اسلامی لٹریچر کے ساتھ رکھا جائے تو یہ دیانت کے تقاضوں کے خلاف ہے اس لیے کہ قرآن میں فلسفہ کائنات بھی ہے اگر اسے کتب فلسفہ کے ساتھ رکھیں تو یہ بھی غیر مناسب ہے کیونکہ اس میں سائنسی مضامین بھی ہیں تاریخی اور ادبی مضامین بھی۔ خاصی دیر بحث کے بعد ایک ماہر نے مشورہ دیا کہ قرآن کو حوالہ جاتی کتاب (Reference Book) قرار دے کر شعبہ حوالہ جات میں رکھا جائے تو دیگر ماہرین نے اختلاف کرتے ہوئے کہا کہ ریفرنس بک کی تعریف قرآن پر صادق نہیں آتی (کیونکہ ریفرنس بک کی تعریف یہ ہے کہ وہ کتاب جو اول تا آخر بالاستیعاب مطالعہ نہ کی جائے بلکہ بوقت ضرورت بطور حوالہ پڑھی جائے اس لیے انسائیکلوپیڈیا (Dictionary)، لغت (Encyclopedia) زیجات (Almanacs)، ترقیاتی منصوبہ جاتی سالنامے (Year PLD)، نایاب و ناپید کتب (Rare Books)، عدالتی فصلے (Books) اور قلمی مخطوطات (Manuscripts) وغیرہ کو ریفرنس لائبریری (Reference Library) میں رکھا جاتا ہے۔ اور ان کا اجراء برائے قاری (Issue to Reader) نہیں ہوتا، صرف ریفرنس سیکشن ہی میں مطالعہ کیا جاتا ہے۔ ماہرین نے کہا کہ قرآن نہ تو ناپید ہے اور نہ ہی مخطوطہ، بلکہ اعتبار علوم

نگاروں نے سیرتِ طیبہ کی اکثر کتب میں ایسا ہی درج کیا ہے، احادیث نبویہ امیں اور بنی کریم علیہ التحیۃ والسلام کے اساء مقدسہ میں آپ کا ایک لقب "أُمیٰ" یعنی "بے پڑھا" ہے، لسان العرب، المنجد اور قاموس وغیرہ میں بھی ہے۔ اس لغوی معنی کا اطلاق اس پر ہوتا ہے جو باقاعدہ کسی درسگاہ میں کسی استاد و معلم سے تعلیم حاصل نہ کرے اور نتیجتاً پڑھنا لکھنا نہ جانتا ہو۔

ایسے "بے پڑھے" شخص کے بارے میں قطعی علم اور مشاہدہ بھی ہو کہ اس نے واقعی کسی سے کچھ نہ پڑھانہ لکھنا سیکھا۔ دنیا کی ہر زبان میں کسی "بے پڑھے" شخص کی اس کمی کو بطور عیب بیان کیا جاتا ہے۔ ہماری زبان "اردو" میں ایسے شخص کو "ان پڑھ" کہہ کر مطعون کیا جاتا ہے، انگریزی زبان و ادب میں "Illiterate" بطور طعنہ استعمال ہوتا ہے، مگر عربی زبان میں "أُمیٰ" کا کلمہ بھی بھی طعنہ کیلئے مستعمل نہیں رہا۔ عام انسان جوان پڑھ ہوا سے "أُمیٰ" کہا جاتا ہے۔ تاہم حب رسول کا تقاضہ یہی ہے کہ اس کلمہ کو دوسروں کے لئے متروک قرار دینا چاہئے کہ اللہ کے پیارے حبیب اکیلیے خاص ہے اور انکے وصف کا اظہار ہے۔

قرائین کرام! توجہ فرمائیں کہ عربی کلمہ یا لفظ "أُمیٰ" کسی بھی بے پڑھے کیلئے استعمال ہو گا تو اس کے عیب کا اظہار ہو گا، لیکن سرکار مدنی تاجدار اکیلیے استعمال ہو گا تو آپ کی مرح و تعریف میں بولا جائے گا۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ اگرچہ نبی پاک صاحب ولادک ا نے کسی استاذ، معلم یا درسگاہ سے پڑھنے لکھنے کی کوئی تعلیم حاصل نہیں کی، کسی آنکھ نے آپ کو کسی صاحب علم کے آگے بطور شاگرد بیٹھنے ہیں پایا،

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پہلی وجہ کے نزول سے قبل یعنی اعلان نبوت سے قبل محض ایک عام شخص تھے جو ناخواندہ ہونے کی وجہ سے نہ پڑھنا جانتے تھے اور نہ ہی لکھنا جانتے تھے۔ ایسے نام نہاد دانشوروں اور مفکروں نے (نوع ذہن اللہ) یہاں تک بھی کہا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو چالیس برس کی عمر اور غارہ رام میں نبی بنایا گیا اس سے پہلے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نبی نہیں تھے۔ آقائے دو جہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے اس لیے معلم کائنات "بنایا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو" رسول کائنات "بنایا اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی کے لیے بلکہ آپ ہی کے انوار سے پوری کائنات کو تخلیق فرمایا۔ یعنی اللہ تعالیٰ جل شانہ نے سب سے پہلے اپنے پیارے محبوب علیہ اصلوٰۃ والسلام کو تخلیق فرمایا پھر اپنے محبوب علیہ اصلوٰۃ والسلام کی نورانی تجلیات سے اٹھا رہ ہزار یا چالیس ہزار عالم بنائے تو یقین کرنا چاہیے کہ حضرت آدم علیہ السلام سے پہلے ہی سے شاہ کار قدرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو نبی اور رسول بنا کر ان کی تعلیم مکمل فرمادی تھی، علوم و فنون معرض وجود میں بعد میں آئے اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا سیمینہ مطہر صحیح قیامت تک کے لیے جملہ علوم و فنون کا گنجینہ بن گیا تھا۔ قرآن کریم کی سورہ علق کی ابتدائی پانچ آیات لے کر جب حضرت جبریل علیہ السلام حاضر خدمت ہوئے تو پڑھانے کے لینے نہیں آئے تھے بلکہ خود حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم سے فیض حاصل کرنے آئے تھے۔

أُمیٰ ہونا بھی مجرم ہے، حضوراً سراپا مجرم ہیں:

"وجہ کے نزول سے پہلے آپ پڑھے لکھنے تھے۔" یہ جملہ آقائے دو جہاں علیہ اصلوٰۃ والسلام کی شان و عظمت اور قدر و منزلت کے قطعاً منافی ہے۔ اگرچہ سیرت

قلب گناہ سے ایسا پاک ہوتا ہے جیسے ماں کے پیٹ سے نوزائیدہ بچے کا، اس لئے اسے اُمیٰ کہا گیا۔ بعض علماء نے امام باقر کا قول نقل کیا ہے کہ لفظ اُمیٰ کی نسبت ”ام القریٰ“ کی طرف ہے جو مکہ معظمه کا القب ہے اور آنحضرت اکا مولد۔ چونکہ اہل مکہ بہ حیثیت مجموعی ان پڑھ اور ناخواندہ تھے اس لیے مجازاً ناخواندہ کو بھی اُمیٰ کے لفظ سے پکارا گیا۔

”اُمیٰ“ آنحضرت اکا القب ہے اس اعتبار سے کہ آپ نے کسی استاد سے لکھنا پڑھنا نہیں سیکھا اور نہ کسی اور انسان کے آگے زانوئے تلمذ تھے کیا۔ اللہ تعالیٰ نے تصریحًا قرآن مجید میں آپ کی یہ صفت بیان فرمائی ہے۔

وَمَا كُنْتَ تَتَلَوُ أَمْنَ قَبِيلَهُ مِنْ كُلِّبٍ وَلَا تَنْخُطُهُ بِيَمِينِكَ إِذَا لَا زَاتَ الْمُبْطَلُونَ (عنکبوت آیت ۴۸)

(ترجمہ) اس سے پہلے نہ تو تم کوئی کتاب ہی پڑھتے تھے اور نہ اپنے دائیں ہاتھ سے کچھ لکھ سکتے تھے ورنہ یہ باطل یقیناً شہبے میں پڑ جاتے۔

ابن قتیبہ نے اس آیت کے ذیل میں بیان کیا ہے: ”هُمْ يَجْدُونَكَ أَمْيَافِي كُلِّهِمْ“ (تفسیر غریب القرآن ۲۳۸) اس میں ایک حکمت الہیہ یہ بھی تھی کہ استاد کی فضیلت آپ پر ثابت نہ ہو، نیز یہ کہ کلام اللہ کو مخالف لوگ آپ کے اکتسابی علوم و فنون کا نتیجہ نہ سمجھ لیں! چنانچہ اُمیٰ ہونا آپ اکے حق میں صفت مدح ہے جو کہ دوسروں کے حق میں نہیں (روح المعانی ۹:۰۷) لیکن یہ خیال کر لینا بھی درست معلوم نہیں ہوتا کہ کہ آنحضرت ا بالکل ناخواندہ تھے اور لکھنا پڑھنا نہ جانتے تھے،

جبکہ ایسا بھی نہیں تھا کہ عرب میں تعلیم کا رواج نہ ہو، رواج عام نہ سہی تاہم تھا ضرور اس لئے کہ تاریخ شاہد ہے کہ حضرت ابو بکر، حضرت عمر، حضرت زید بن ثابت، حضرت ابی بن کعب، حضرت عبد اللہ بن مسعود، حضرت ابو عبیدہ، حضرت سعد و دیگر اصحاب رسول علیہم الرضوان اجمعین کے علاوہ مکہ کے اکثر مشرکین و کفار با قاعدہ اساتذہ علم و ادب سے پڑھا کرتے تھے۔ یہ امر مسلمہ ہے کہ نبی مکرم، رسول مختشم ا نے کسی سے پڑھنا اور لکھنا نہیں سیکھا۔ ”اُمیٰ“ بمعنی ناخواندہ کے علاوہ بھی دیگر معانی اور توجیہات بھی علماء لغت عرب اور علماء نقاشی سیر بیان کرتے ہیں۔

”اُمیٰ“ کسے کہتے ہیں؟

”الزجاج“ نے تصریح کی ہے کہ اُمیٰ وہ ہے جو امت عرب کی صفت پر ہو، چونکہ لکھنے پڑھنے سے ناواقفیت (نزول قرآن کے زمانے تک) عربوں کی مخصوص صفت تھی اور اسی بنا پر وہ دوسری امتیوں سے جدا تھے، اس لئے اکثر علماء ”امییوں“ سے مراد عرب لوگ ہی لئے ہیں۔ (ابن قتیبہ ۱۰۶) بعض نے اُمیٰ کو عالمی کی طرح سمجھا کیونکہ عالمی وہ ہے جو عامتہ الناس کی صفت پر ہو، Common Folk، Dessoulaury Page 40 بعض علماء نے اُمیٰ کو ام (ماں) سے منسوب خیال کیا ہے یعنی وہ شخص جو بچپن سے باپ کے سامنے سے محروم ہو کر ماں یا دایہ کے پاس پرورش پاتا رہا اور اسے کوئی علم و فن یا نوشت و خواند سیکھنے کا موقع نہ ملا۔ اس طرح مجازاً ناخواندہ کو بھی اُمیٰ کہا جانے لگا۔ ایک خیال یہ بھی ہے کہ اس اعتبار سے کہ ناخواندہ شخص کی حالت وہی ہوتی ہے جس حالت پر اسے ماں نے جنا تھا یا کہ اس کا

(Ha-Olam) کا مفہوم ادا کرنے کیلئے گڑھی تھی، کیونکہ آیت و منہم امیّوں نَ لَا یَعْلَمُونَ الْكِتَب۔ (البقرہ ۸۷) ان میں (یعنی یہود میں) کچھ اُمی بھی تھے جو کتاب نہ جانتے تھے۔ لہذا اس کی رو سے اُمی بمعنی بے دین و مشرک صحیح معلوم نہیں ہوتا۔

دسوائی (C.L.Dessoulavy) نے لکھا ہے کہ وہ لفظ اُمی حضرت موسیٰ علیہ السلام کیلئے بھی استعمال ہوا ہے (ص ۲۰) علاوہ ازیں آیت محو لہ بالا میں ”امیّوں“ سے ان پڑھ اور جاہل بھی مراد نہیں لیا جاسکتا، کیونکہ سیاق و سبق سے یہ واضح ہے کہ اس آیت میں ”امیّوں“ کو لکھنے پڑھنے سے ناواقفیت کی بنا پر نہیں بلکہ احکام الہیہ اور کتب سماویہ سے روگردانی کی بنا پر ملامت کی گئی ہے۔ بعض مستشرقین نے اللہ سامیہ کی اشتققات پر بحث کرتے ہوئے غلط طور پر اُمی سے مراد ”غیر یہودی“ بھی لیا ہے۔ اگرچہ اس میں تحقیر کا عنصر نہیں، پھر بھی اُمی کا یہ مفہوم درست نہیں کیونکہ آیت و منہم امیّوں۔ کے معنی ہوئی نہیں سکتے کہ ان میں یعنی یہود میں کچھ ”غیر یہودی“ بھی تھے۔

ابوالکلام آزاد نے لکھا ہے: ”عربی میں اُمی ایسے آدمی کو کہتے ہیں جو پیدائشی حالت پر ہو، لکھنے پڑھنے اور علم و فن کی باتوں سے آشنا نہ ہو، چنانچہ عرب کے باشندے اُمی کہلانے، کیونکہ تعلیم و تربیت سے آشنا نہیں ہوتے تھے۔“ (ترجمان القرآن ۲: ۳۸، ۳۹) (دارال المعارف اسلامیہ جلد ۳، صفحہ ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، مطبوعہ لاہور)

کیونکہ آیت محو لہ بالا کا تعلق قبل اسلام سے ہے اور آپ پرسب سے پہلی وحی یہ نازل ہوئی: ”إِنَّا بِإِسْمِ رَبِّكَ الَّذِي حَلَقَ“ (سورہ العلق، ۱) اس وقت آپ ا پڑھنا نہ جانتے تھے، مگر امر تکوینی سے پڑھنے لگے، چنانچہ صلح حدیبیہ سے متعلق اصح روایات سے یہ منکشف ہوتا ہے کہ جب حضرت علیؓ نے دستاویز میں ”محمد الرسول اللہ“ کو مٹا کر ”محمد بن عبد اللہ“ لکھنے سے معدترت کی تو آپؓ نے وہ کاغذ لے لیا۔ (بخاری، کتاب المغازی، باب عمرۃ القضاۓ)۔ ابن حجر عسقلانی نے اس پر بحث کی ہے اور تاویل کر کے ثابت کیا ہے کہ آنحضرت اُمی محسن نہ تھے۔ (فتح الباری جلد ۷، صفحہ ۳۸ قاهرہ، مصر، مطبوعہ ۱۳۴۸ھ) متعدد مجذبات کے منکرشبلی نعمانی نے لکھا ہے: ”آنحضرت اکو لکھنا نہیں آتا تھا، اسی بناء پر آپؓ اکو اُمی کہتے ہیں۔ یہ واقعہ مسلم میں جہاں منتقل ہے، لکھا ہے کہ آپؓ نے ”رسول اللہ“ کا لفظ مٹا کر ”ابن عبد اللہ“ لکھ دیا۔ بخاری میں چونکہ یہ واقعہ عام روایت کے خلاف ہے اسلئے ایک معرکۃ الاراء مباحثہ بن گیا، لیکن حقیقت یہ ہے کہ لکھنے پڑھنے کا کام روزمرہ نظر سے گذرتا رہتا ہے تو ناخواندہ شخص بھی اپنے نام کے حروف سے آشنا ہو جاتا ہے۔ اس سے امیّت میں فرق نہیں آتا۔ بے شبه اُمی ہونا آپؓ اکا خیر ہے اور خود قرآن مجید میں یہ وصف شرف و عزت کے موقع پر استعمال ہوا ہے۔ (سیرۃ النبی جلد ۱، صفحہ ۳۵۵، طبع ششم)

مستشرقین اور بالخصوص J.Horovitz کا یہ خیال قطعاً درست نہیں کہ اُمی کی اصطلاح یہود نے بے دین یا مشرک (انگریزی Pagan، عبرانی Ummo)

آپ اے تبع حمیری کی قدیم تحریر پڑھی:

سرکار مدنی تاجدار اکا ”آئی“ ہونا بڑا اعزاز و شرف ہے جو ہمہ جہت جامعیت کا عکاس ہے، لکھنے والقہب ”آئی“ کے ذریعے آپ کے جامع صفات وجود مسعود کے حسی و معجزاتی پہلوؤں پر روشنی پڑتی ہے جو اہل ایمان کیلئے باعثِ افتخار ہے جبکہ کفر و طغیان و رطہ حیرت و استعجاب میں ہے۔

رسول اکرم اکا ”آئی“ صفت و لقب ہونا عند اللہ و مخلوق ضروری تھا، تاکہ دنیا مشاہدہ کرے کہ درسگاہ اور اساتذہ سے بے نیاز ذات ختمی مرتبت ا تمام علوم کا سرچشمہ ہے، صرف اپنے معاصرین (حیات ظاہری) ہی کیلئے نہیں بلکہ تا قیام قیامت ہر کس و ناکس کیلئے مرجع و مرکز علم و دانش قرار پائے۔ حسی و معنوی اعتبار سے یہی سمجھا جائے کہ آپ ا پڑھنا و لکھنا نہیں جانتے، لیکن کمالات نبوت و رسالت کے اظہار کیلئے معجزاتی اعتبار سے آپ اے تبع حمیری کا ایک حکمراں ”تبع اسعد الحمیری“ جدید) کو پڑھا جب چاہا لکھا۔ سلطنت حمیری کا ایک حکمراں ”تبع اسعد الحمیری“ حضور علیہ اصلوٰۃ والسلام کی تشریف آوری سے تقریباً چھ سوتا ہزار برس قبل گذر رہے، آپ اکی جلوہ گری کی بشارتیں مشہور تھیں چنانچہ اسے جب معلوم ہوا، نبی آخر الزماں ا کا مولد ”مکہ المکرہ“ اور جائے بھرت و مدن ” مدینۃ المنورۃ“ ہوگا تو وہ سلطنت حمیری کو چھوڑ کر اپنے اعزاء و اقرباء کے ہمراہ مدینہ منورہ میں مقیم رہا اپنے وصال سے قبل اپنی اولاد کو وصیت کی کہ ”یہ شہر چھوڑ کر کبھی نہ جانا“ اور خاتم المرسلین ا پر غائبانہ ایمان لانے سے متعلق ایک تحریر (بصورت خط) لکھوادی جو نسل در نسل منتقل ہوتی

ہوئی حضرت ابوالیوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچی، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مدینۃ المنورہ میں حضرت ابوالیوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے یہاں قیام کے پہلے دن کی پہلی ساعت میں اس تحریر کو طلب فرمایا، اسے ملاحظہ کیا اور ”تبع حمیری“ کیلئے دعا بھی فرمائی۔ (تفصیل کیلئے علامہ تقی الدین محمد بن احمد الفاسی المکی کی تصنیف شفاء الغرام بأخبار البلد الحرام، جلد اول، صفحہ ۱۱۹، مطبوعہ قاہرہ ۱۹۵۶ھ)

اس واقعہ سے دو باتیں معلوم ہوئیں ایک تو یہ کہ آپ نبی غیب داں ہیں دوسرا بات زیر نظر مضمون سے متعلق یہ ہے کہ چھ تا دس صد یوں پرانی تحریر کو آپ اے پڑھا۔ ”صلح حدیبیہ“ کے موقع پر آپ سے لکھنا ثابت ہے۔

آئی لقب کے فرمانے سے قرآن، ”قرآن“ ہے:-

”آئی“ لقب ہونے کے باوجود ایسے کمالات کا اظہار لوگوں کو چونکا دیتا ہے، جسے سمجھنے اور ایسا مظاہرہ کرنے سے ہر کوئی عاجز ہے، کسی عمل کی انجام دہی کی عدم قدرت پر اظہار مجز و عذر عیب نہیں ہوتا، جبکہ اسی فعل کی انجام دہی کیلئے اللہ کے نبی اکا اختیار ”مجزہ“ کھلاتا ہے۔ اسی بنا پر علماء و اولیاء نے رسول اکرم کو سرتاپا مجزہ قرار دیا ہے۔ جبکہ قرآن مجید فرقان حمید عظیم علمی مجزہ ہے جو اپنے مضامین کی قطعیات و بدیہیات اور نتائج کی اثر انگیزی کے اعتبار سے عقولوں کو دنگ کر دیتا ہے۔ سرکار مدنی تاجدار علیہ اصلوٰۃ والسلام نزول وحی کے بعد جو کلمات تلاوت فرماتے، پھر تلاوت کی ادائیگی سکھاتے، مضامین کی تفہیم فرماتے، احکام تعلیم فرماتے پھر یہ ارشاد فرماتے کہ یہ کلام الہی ہے تو وہی قرآن قرار پاتا۔ ”آئی“ لقب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو

چیزیں ان کیلئے حلال فرمائے گا اور گندی چیزیں ان پر حرام کرے گا اور ان پر سے وہ بوجھا اور گلے کے پھندے جوان پر تھے اتارے گا تو وہ جو اس پر ایمان لا سکیں اور اس کی تعظیم کریں اور اسے مدد دیں اور اس نور کی پیروی کریں جو اس کے ساتھ اتراؤ، ہی با مراد ہوئے۔ تم فرماؤ اے لوگو! میں تم سب کی طرف اس اللہ کا رسول ہوں کہ آسمانوں اور زمین کی بادشاہی اسی کو ہے اس کے سوا کوئی معبد نہیں جلائے اور مارے تو ایمان لا او اللہ اور اس کے رسول بے پڑھے غیب بتانے والے پر کہ اللہ اور اس کی باتوں پر ایمان لاتے ہیں ان کی غلامی کرو کہ تم راہ پاؤ۔ (کنز الایمان)

وَمَا كُنْتَ تَشْلُو اِمْنَقِيلِهِ مِنْ كِتَابٍ وَ لَا تَخْطُطْهُ بِيَمِينِكَ اذًا لَا رَتَابَ الْمُبْطَلُونَ ۝ (پارہ ۲۱، عکبوت ۳۸)

(ترجمہ) اور اس سے پہلے تم کوئی کتاب نہ پڑھتے تھے اور نہ اپنے ہاتھ سے کچھ لکھتے تھے یوں ہوتا تو باطل والے ضرور شک لاتے۔ (کنز الایمان)

قُلْ لَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا تَلَوَّثَهُ عَلَيْكُمْ وَ لَا أَذْرَكُمْ بِهِ فَقَدْ لَيْسَ فِيْكُمْ عُمَراً فِيْنَ قَبْلِهِ ۖ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ۝ (پارہ ۱۱، یونس ۱۶)

(ترجمہ) تم فرماؤ! اگر اللہ چاہتا تو میں اسے تم پر نہ پڑھتا نہ وہ تم کو اس سے خبردار کرتا تو میں اس سے پہلے تم میں اپنی ایک عمر گزار چکا ہوں تو کیا تمہیں عقل نہیں۔ (کنز الایمان)

جامع علوم (ابتدا تا منتها کائنات و مابعد) کلام بطور مجرہ عطا ہوا ہے، قرآن شریف میں یہ اعزاز متعدد آیات میں بیان ہوا ہے۔

فَأَنْتَمُسْكُ بِالَّذِي أُفِحِيَ إِلَيْكَ ۚ إِنَّكَ عَلَىٰ صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ۝ وَإِنَّهُ لَذِكْرُ لَكَ وَلِقُوْمِكَ جَوْسُوفَ ثُسَّلَوْنَ ۝ (پارہ ۲۵، سورۃ زخرف، آیت ۳۳-۳۴)

(ترجمہ) تو مضبوط تھامے رہو اسے جو تمہاری طرف وہی کی گئی بیشک تم سیدھی راہ پر ہو، اور بیشک وہ شرف ہے تمہارے لئے اور تمہاری قوم کیلئے اور عنقریب تم سے پوچھا جائے گا۔ (کنز الایمان) الَّذِينَ يَتَغَيَّرُونَ الرَّسُولَ النَّبِيَّ الْأَمْقَى الَّذِي يَجْدُونَهُ مَكْثُوبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرَاةِ وَالْأُنْجِيلِ ذِيَّا مُرْهُمْ بِالْمُغَرُوفِ وَيَنْهَمُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيَحْلُّ لَهُمُ الظَّلَيْبَتِ وَيَحْرِمُ عَلَيْهِمُ الْخَبِيتَ وَيَضْعُعُ عَنْهُمْ أَصْرَهُمْ وَالْأَعْلَلُ الَّتِي كَانَتْ عَلَيْهِمْ ۚ فَالَّذِينَ آمَنُوا بِهِ وَعَزَّرُوهُ وَنَصَرُوهُ وَاتَّبَعُوا النُّورَ الَّذِي أَنْزَلَ مَعَهُ لَا أُولُوَّكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۝ قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا ۖ الَّذِي لَهُ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۝ جَ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ يُحْيِي وَيُمِيتُ صَفَّا مُنْفَأُ بِاللَّهِ وَرَسُولُهُ الشَّيْءُ الْأَقْرَى الَّذِي يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَكَلِمَتِهِ وَاتَّبَعُوهُ لَعَلَّكُمْ تَهَتَّدُونَ ۝ (سورۃ الاعراف ۷-۱۵۸، پ ۹)

(ترجمہ) وہ جو غلامی کریں گے اس رسول بے پڑھے غیب کی خبریں بتانے والے کی جسے لکھا ہوا پائیں گے اپنے پاس توریت اور نجیل میں وہ انہیں بھلانی کا حکم دے گا اور برائی سے منع فرمائے گا اور ستری

کرتے ہیں) اس کی زبان عجمی ہے اور یہ روش عربی زبان ہے۔
(کنز الایمان)

بُلْ قَالُوا أَصْغَاثُ أَحَلَامٍ بُلْ افْتَرَهُ بُلْ هُوَ شَاعِرٌ فَلِيَا تِنَا بِاِيَّةٍ كَمَا آزِسَلَ
الْأَوَّلُونَ O (پارہ ۷، انبیاء ۵)

(ترجمہ) بلکہ بولے پریشان خوابیں ہیں بلکہ ان کی گھڑت ہے بلکہ
یہ شاعر ہیں تو ہمارے پاس کوئی نشانی لائیں جیسے اگلے بھیج گئے
تھے۔ (کنز الایمان)

وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِنْ هَذَا إِلَّا افْكَرْكُنْ افْتَرَهُ وَأَعْنَاهُ عَلَيْهِ قَوْمٌ أَخْرُونَ
جَفَّقُدْ جَائِئُ وَأَظْلَمَا وَرُؤْرَا O (پارہ ۱۸، الفرقان ۳)

(ترجمہ) اور کافر بولے یہ تو نہیں مگر ایک بہتان جوان ہوں نے بنالیا
ہے اور اس پر اور لوگوں نے انہیں مدد دی ہے بیشک وہ ظالم اور جھوٹ
پر آئے۔ (کنز الایمان)

وَقَالُوا آسَاطِينِيْرُ الْأَوَّلِينَ اكْسَبَهَا فَهِيَ ثُمَّلِي عَلَيْهِ بُكْرَةً وَأَصِيلًا O (۵۰)
(الفرقان)

(ترجمہ) اور بولے اگلوں کی کہانیاں ہیں جوان ہوں نے لکھ لی ہیں تو
وہ ان پر صبح و شام پڑھی جاتی ہیں۔ (کنز الایمان)

قُلْ فَإِنَّا إِلَكُنْبِ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ هُوَ أَهْدِي مِنْهُمَا آتَيْهُ اُنْ كُشْمُ صَدِيقِيْنَ O (پارہ ۲۰،
قصص ۲۹)

(ترجمہ) تم فرماؤ تو اللہ کے پاس سے کوئی کتاب لے آؤ جوان دونوں کتابوں

غیر مسلم مستشرقین اور انہی کے ساتھیوں کے پروردہ
افراد نے "پسین" سے تیسری صدی ہجری میں وہی فضول اور مہمل
تحریک شروع کی جو نزول قرآن کے عهد مبارک میں مشرکین،
یہود اور نصاریٰ بھی چلاتے رہے اور ناکام و نامراد رہے اور اب
برطانیہ اور دیگر اقوام مغرب کی شہر پر "ملعون رشدی" اور دیگر مسلم
ناموں، انور شيخ، تسلیمہ نسرین، امینہ و دودہ، اسراء نعمانی وغیرہ کے علاوہ
"مسلم و یک اپ" ، "مسلم و منز فریڈم ٹور" ، "مسلم ریفارم
مومنٹ آر گنازیشن" اور "پروگریسیو مسلم یونین" کی اسلام کے
خلاف ہرزہ سرائیوں کے نتیجے میں یہود و نصاریٰ نے "قرآن
کریم" کو منجانب اللہ ہونے کی لفی پر زور دیا ہے اور عجمی اتالیق کا
اسانہ گھڑا ہے۔ جبکہ قرآن کریم نے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ
 وسلم کی صداقت اور نزول وحی منجانب اللہ کے مضامین دلائل سے
 پیش کیے ہیں۔

عجمی اتالیق کا افسانہ

وَلَقَدْ تَعْلَمْ أَنَّهُمْ يَقُولُونَ أَنَّمَا يَعْلَمُهُ بَشَرٌ لِسَانُ الَّذِي يُلْحَدُونَ إِلَيْهِ
أَعْجَمَيْ وَهَذَا السَّانُ عَجَزَيْ مُبِينَ O (پارہ ۱۳، بخش ۱۰۳)

(ترجمہ) اور بیشک ہم جانتے ہیں کہ وہ کہتے ہیں یہ تو کوئی آدمی
سکھاتا ہے جس کی طرف ڈھالتے ہیں (یعنی تعلیم کی طرف نسبت

سے زیادہ ہدایت کی ہو میں اس کی پیروی کروں گا اگر تم سچے ہو۔
(کنز الایمان)

أَمْ يَقُولُونَ تَهْوَلَةً جَبْلٌ لَا يُؤْمِنُونَ ○ فَلَيَاْتُنَّا بِحَدِيْثٍ مَّثِيلَةً إِنْ كَانُوا صَدِيقِينَ ○ (پارہ ۲، سورۃ الطور، آیت ۳۳-۳۴)

(ترجمہ) یا کہتے ہیں انہوں نے یہ قرآن بنالیا بلکہ وہ ایمان نہیں رکھتے۔ تو اس جیسی ایک بات تو لے آئیں اگر سچے ہیں۔ (کنز الایمان)
قُلْ لَعِنْ اجْتَمَعَتِ الْأَنْسُ وَ الْجِنُّ عَلَىٰ أَنْ يَأْتُوْا بِمِثْلِ هَذَا الْقُرْآنِ لَا يَأْتُونَ بِمِثْلِهِ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِيَغْضِبُ ظَهِيرًا ○ (پارہ ۱۵، بنی اسرائیل ۸۸)

(ترجمہ) تم فرماؤ اگر آدمی اور جن سب اس بات پر متفق ہو جائیں کہ اس قرآن کی مانند لے آئیں تو اس کا مثل نہ لاسکیں گے اگرچہ ان میں ایک دوسرے کام دگار ہو۔ (کنز الایمان)

أَمْ يَقُولُونَ افْتَرَا هُوَ قُلْ فَأَتُؤْسِرُهُ مَثِيلَهِ وَأَدْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللَّهِ إِنْ كَنْتُمْ صَدِيقِينَ ○ سورۃ یوں، آیت ۳۸)

(ترجمہ) کیا یہ کہتے ہیں کہ انہوں نے اسے بنالیا ہے، تم فرماؤ تو اس جیسی کوئی ایک سورۃ لے آؤ اور اللہ کو چھوڑ کر جوں سکیں سب کو بلا لا۔ اگر تم سچے ہو۔ (کنز الایمان)

أَمْ يَقُولُونَ افْتَرَا هُوَ قُلْ فَأَتُوْ بِعَشْرِ سُورٍ مَّثِيلَهِ مُفْتَرَأَيْتِ وَ دَاعُوا مِنْ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللَّهِ إِنْ كَنْتُمْ صَدِيقِينَ ○ (سورۃ ہود، آیت ۱۳)

(ترجمہ) کیا یہ کہتے ہیں کہ انہوں نے اسے جی سے بنالیا، تم فرماؤ کتم

ایسی بنائی ہوئی دس سورتیں لے آؤ اور اللہ کے سوا جوں سکیں سب کو بلا لو اگر تم سچے ہو۔ (کنز الایمان)

وَإِنْ كُنْتُمْ فِي رَيْبٍ مَّمَّا نَزَّلْنَا عَلَىٰ عَبْدِنَا فَأَتُؤْسِرُهُ مَنْ مَنِلَهُ صَدِيقِينَ ○ (پارہ ۱، سورۃ البقرۃ، آیت ۲۳)

(ترجمہ) اور اگر تمہیں کچھ شک ہو اس میں جو ہم نے اپنے (ان خاص) بندے پر اتارتا تو اس جیسی ایک سورت تو لے آؤ اور اللہ کے سوا اپنے سب جمایتوں کو بلا لو اگر تم سچے ہو۔ (کنز الایمان)

حیرت انگلیز قرآن دانی

حضرت عبداللہ بن مبارک نے سفر حجاز میں ایک بوڑھی عرب عورت کو جنگل میں کمل اور ٹھیک ہوئی دیکھا۔ اسے تنہاد کیکھ کر حیران رہ گئے کہتے ہیں کہ:
”میں اس ضعیفہ کے پاس گیا اور کہا السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ۔
خاتون نے جواب دیا۔ سلام قوّلًا مِّنْ رَبِّ رَحِيمٍ (پارہ ۲۳، یسین: ۵۸)
پھر دنوں میں جو گفتگو ہوئی وہ حسب ذیل ہے
اللَّهُ تَعَالَى آپ پر حم فرمائے آپ یہاں کیسے ٹھیک ہیں؟
مَنْ يُضْلِلِ اللَّهُ فَلَا هَادِيَ لَهُ لِعْنَ رَاهِ بَحْوَلَ كَئی ہوں۔
(پارہ: ۹، الاعراف: ۱۸۶)

آپ کو کہاں جانا ہے؟

وَإِنْ تَصُومُوا حَيْزَ لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ
يعني اگر روزہ رکھ لو تو بہتر
ہے۔ (پارہ: ۲، البقرہ: ۱۸۳)

آپ میری طرح اپنی بولی میں کلام کیوں نہیں کرتیں؟
مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ رِقْبَةٌ عَتِيدٌ
یعنی ہر بات فرشتے کھے لیتے ہیں
اسلئے قرآن ہی سے گفتگو کیوں نہ کی جائے، تاکہ نامہ اعمال قرآن ہی سے بھر پور
ہو۔ (پارہ: ۲۶، ق: ۱۸)

آپ کن لوگوں میں سے ہیں؟
وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ
اولئکَ کَانَ عَنْهُ مَسْئُولاً
یعنی بے ضرورت نہ بولو روزِ قیامت آنکھ اور دل کے
متعلق پوچھا جائے گا۔ (پارہ: ۱۵، بنی اسرائیل: ۳۶)

کیا میری یہ خط آپ معاف نہ کریں گی؟
لَا تَشْرِيبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ، يَغْفِرُ اللَّهُ لَكُمْ
یعنی میں نے معاف کیا اور اللہ
تمہیں بخشے۔ (پارہ: ۱۳، یوسف: ۹۲)

اگر آپ قافلے میں شامل ہوں تو میں آپ کو اونٹی پر سوار کر کے لے چلوں؟
وَمَا تَفْعَلُوا مِنْ خَيْرٍ يَعْلَمُهُ اللَّهُ يَعْنِي لے چلو۔ نیکی کا بدلہ خدا یے علیم سے
ملے گا۔ (پارہ: ۲، البقرہ: ۱۹)

میں نے اونٹی بھادی ہے آپ اس پر سوار ہو جائیں۔
قُلْ لِلّٰهِ مُؤْمِنُينَ يَغْضُبُوا مِنْ أَبْصَارِهِمْ
یعنی میں سوار ہونے لگی ہوں اپنی

سُبْحَانَ اللَّهِ أَسْلَمْ بِعَبْدِهِ لَيَلَّا مِنَ الْمَسِّجَدِ الْحَرَامِ إِلَى الْمَسِّجَدِ
الْأَقْصَى

یعنی حج سے فارغ ہو کر بیت المقدس کاقصد ہے۔ (پارہ: ۱۵، بنی اسرائیل: ۱)
آپ یہاں کب سے ہیں؟

ثَلَثَ لَيَالٍ سُوِّيَّا^۱ یعنی تین راتوں سے۔ (پارہ: ۱۶، مریم: ۱۰)
آپ کے پاس خوراک ہے؟

هُوَ يُطْعِمُنِي وَهُوَ يُسْقِيَنِي^۲ یعنی اللہ تعالیٰ مجھے کھلاتا پلاتا ہے۔
(پارہ: ۱۹، الشعرا: ۷)

آپ وضوکس چیز سے کرتی ہیں؟
فَلَمْ تَجِدُوا مَا يَأْتِي فَتَيْمَمُوا صَعِيدًا طَيْبًا^۳ یعنی اگر پانی نہیں ملتا تو پاک مٹی
سے تمیم کر لیتی ہوں۔ (پارہ: ۵، النساء: ۲۳)

کیا کھانا کھائیں گی؟ میرے پاس کھانا موجود ہے۔
ثُمَّ أَتَمُوا الصِّيَامَ إِلَى الْأَيَّلِ^۴ یعنی شام تک میرا روزہ
ہے۔ (پارہ: ۲، البقرہ: ۱۸۷)

یہ رمضان کا مہینہ تو نہیں؟
وَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَإِنَّ اللَّهَ شَاكِرٌ عَلَيْهِمْ^۵ یعنی نفلی روزہ بھی ثواب کا کام
ہے۔ (پارہ: ۲، البقرہ: ۱۵۸)
سفر میں افطار جائز ہے؟

یعنی اب قرآن میں سے جتنا تم پر آسان ہو تاپڑھو۔ (پارہ: ۲۹، المزمل: ۲۰)

عبداللہ نے کہا مجھے خیر کشیر مل گئی۔ خاتون نے فرمایا یہ ذکر اَلَا اُولُ الْأَلْيَاب یعنی عقل مند آدمی ہی نصیحت قبول کرتے ہیں۔ (پارہ: ۳، البقرہ: ۲۶۹)

عبداللہ یہ سن کر چپ ہو گئے اور چلتے چلتے قافلے سے جامے۔ (صفۃ الصفوۃ، ۵۱۳: ۲)

قرآن حکیم غیر مسلموں کی نظر میں

انسانیت کی بہتری اور بہبود کیلئے صحائف اور آسمانی کتابیں اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائیں مگر وہ کتب امتدادِ زمانہ سے یا تو باقی نہ رہ سکیں یا ان میں تحریف کردی گئی۔ مگر قرآن وہ سرچشمہ علم و حکمت ہے جو تحریف سے مبرأ اور سب آسمانی کتب کا مجموعہ ہے۔ یہ زبور کی طرح مجموعہ مناجات بھی ہے اور انجیل کی طرح ذخیرہ امثال بھی۔ تورات کی طرح گنجینہ شریعت بھی ہے اور کتب ہائے دنیا کی طرح خزینہ اخبار مستقبل بھی۔

آنچہ خوبیں ہمہ دارند تو تنہا داری

قرآن وہ مجذہ ہے جس نے پہلی دفعہ عقل اور مذہب میں مطابقت پیدا کی۔ جس نے منطقی دلائل، سریع انہم امثلہ اور قصص سے پیچیدہ مسائل کو حل کر کے رکھ دیا جو نہ صرف مذہبی مسائل کا مجموعہ بلکہ سیاسی زندگی کا رہنماء اور مکمل ضابطہ حیات ہے۔ مشرق و مغرب کے غیر مسلم اور اہل علم مفکرین نے قرآن حکیم کی خدمت میں گھمائے عقیدت پیش کیے ہیں، ان کی چند مثالیں درج ذیل ہیں۔

آنکھیں بنڈ کرو۔ (پارہ: ۱۸، النور: ۳۰)

عبداللہ کہتے ہیں کہ میں اوثنی کے زانوباند ہنے بھول گیا تھا، اس لئے وہ بدک گئی۔ خاتون کا لباس الجھ کر پھٹ گیا اس پر اس نے کہا وَ مَا أَصَابَكُمْ مِنْ مُّصِيبَةٍ فَإِمَّا كَسَبْتُ أَيْدِينِكُمْ یعنی مصیبت اپنے ہاتھوں سے لائی گئی ہے۔ (پارہ: ۲۵، الشوریٰ: ۳۰)

بی بی ٹھہریے میں اوثنی کے زانوباند ہدیتا ہوں۔

فَهَمَّنَهَا سَلَیْمَانٌ یعنی حضرت سلیمان کو اللہ تعالیٰ نے تدبیر سمجھائی تھی اسی طرح تمہیں بھی سمجھادی۔ (پارہ: ۷، الانبیا: ۹)

بی بی میں نے اوثنی کو سواری کیلئے درست کر دیا ہے۔ آپ سوار ہو جائیں۔

سُبْحَانَ اللَّهِيْ سَمْكَرْ لَنَاهْذَا وَمَا كَنَالَهُ مُفْرِنِينَ وَأَنَا إِلَى رَبِّنَا الْمُنْقَلِبُونَ یعنی پاک ہے وہ ذات جس نے اس (جانور) کو ہمارے تابع بنایا اور نہ ہم میں کہاں طاقت تھی کہ اس کو مطیع کرتے اور ہم اپنے رب کی طرف لوٹنے والے ہیں۔ (پارہ: ۲۵، الزخرف: ۱۲-۱۳)

عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ پھر میں نے اوثنی کی لگام تھام لی اور بلند آواز میں حدی خوانی کرتے ہوئے اسے تیز چلانے لگا۔ تو اس پر خاتون کو تکلیف محسوس ہوئی اور کہا وَ اقْصِدْ فِيْ مَشِيْكَ وَ اغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ یعنی آہستہ چلا و اور اپنی آواز کو پست رکھو۔ (پارہ: ۲۱، القمر: ۱۹)

پھر میں نے رفتار اور آواز نرم کر دی تو خاتون بولیں فَاقْرَئُ وَ امَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ

۱: سرویم میور (مت指控 عیسائی مؤرخ):

”قرآن پاک کا کوئی جزو، کوئی فقرہ ایسا نہیں سنا گیا جس کو جمع کرنے والوں نے چھوڑ دیا ہوا رنہ کوئی لفظ اور فقرہ ایسا پایا جاتا ہے جس سے یہ معلوم ہو کہ داخل کیا گیا ہے اگر ایسی بات ہوتی تو ان احادیث میں جن میں محمد اکی چھوٹی چھوٹی باتیں محفوظ رکھی گئی ہیں ان کا پتہ ضرور چلتا۔ قرآن دنیا کی واحد نیکست بک ہے جو بغیر کسی تحریف کے آج بھی اصل شکل میں موجود ہے۔“

(The Life of Muhammed ch. The Coron P. VII, London:1903)

۲: جارج سیل:

”قرآن کا طرز عام پرا حسن اور سلیمانی ہے۔ بہت سی جگہوں پر بالخصوص جہاں پر کہ (اللہ کی) عظیم الشان (ہستی) اور اس کے جاہ جلال (کا بیان ہے یہ کتاب) بہت ہی زیادہ کامیابی کے ساتھ اپنے مطلب کو ادا کرتی ہے اور سامعین کے ذہن و دماغ کو مودہ لیتی ہے۔ اسی لیے آپ کے (یعنی رسول اللہ اکے) بہت سے مخالفین نے یہ خیال کیا کہ یہ جادو سحر کا اثر ہے۔ قرآن بلاشبہ عربی زبان کی سب سے بہتر اور دنیا کی سب سے مستند کتاب ہے کسی انسان کا علم ایسی مجروانہ کتاب لکھنے سے قاصر ہے۔ یہ مردوں کو زندہ کرنے سے بڑا مجذہ ہے۔ ایک اُمیٰ ناخواندہ محض کس طرح بے عیب اور لاثانی تحریر کر سکتا ہے۔“ (Sale Preliminary Discourse P.48)

۳: انسانیکو پیدا یا برٹانیکا، جلد 15، صفحہ 903، طبع یازدهم:

”سورہ فاتحہ حمد باری تعالیٰ کی سب سے زبردست مناجات ہے۔ سلیمانی کہ مزید تشریح سے بے نیاز مگر اس پر بھی معنویت سے لبریز۔“

۴: عیسائی مؤرخ مسٹر باڈلے:

”قرآن ہی ایک ایسی کتاب ہے جس میں تیرہ سو برس سے کوئی تبدیلی نہیں ہوئی۔ یہودی اور عیسائی مذہب میں کوئی ایسی چیز نہیں جو معمولی طور سے بھی قرآن کے مقابلے میں پیش کی جاسکے۔“

۵: جرم فاضل ایکم کی بولف:

”قرآن نے صفائی طہارت اور پاکیزگی کی وہ تعلیم دی ہے کہ اگر اس پر عمل کیا جائے تو جرا شیم امراض سب کے سب ہلاک ہو جائیں۔“

۶: پروفیسر تھامس کار لائل:

”میرے نزدیک قرآن میں خلوص اور سچائی کا وصف ہر پہلو سے موجود ہے اور یہ بالکل کھلی اور سچی حقیقت ہے کہ اگر کوئی خوبی پیدا ہو سکتی ہے تو اسی سے ہو سکتی ہے۔ قرآن کے احکام اس قدر عقل و حکمت کے مطابق واقع ہوئے ہیں کہ اگر انسان ان کو چشمہ بصیرت سے دیکھئے تو وہ ایک پاکیزہ زندگی بس رکھ سکتا ہے۔ شریعت اسلامی اعلیٰ درجہ کے عقلی احکام کا مجموعہ ہے۔“

(On Heros, Hero.Worship and the Heroic in History : 61,

London 1888)

سے پڑھے اور اس میں علم و آگہی کے جو نکات بیان کیے گئے ہیں ان سے ثابت ہوتا ہے کہ ان کی بنیاد پر بڑے طاقتوں ملک اور جلیل القدر سلطنتیں قائم کی جاسکتی ہیں۔“

”قرآن نے جس طور پر خدا کی وحدانیت، ربویت، قدرتِ مطلقہ اور عالم غیر ہونے کو بیان کیا ہے اس کیلئے وہ نہایت تعریف کا حقدار ہے۔ اور یہ ماننا ضروری ہو جاتا ہے کہ قرآن کو خداۓ واحد پر پڑھوں اور گہرائیوں ہے اس میں اعلیٰ درجے کی عمیق صداقت موجود ہے۔ (دی قرآن: ۱۵، لندن ۱۹۱۸ءی)

۱۰: نپولین بوناپارٹ، عظیم فرانسیسی فاتح و بادشاہ:

”مجھے امید ہے کہ دنیا کے تمام دانا اور باشوروں کو یکجا کر کے قرآنی تعلیمات کی روشنی میں ایک لاثانی نظام قائم کروں گا کیونکہ صرف یہی تعلیمات ہی انسان کو مسروں سے روشناس کر سکتی ہیں۔“

(نپولین، بوناپارٹ اور اسلام صفحہ ۱۲۵، مصنفہ شیر فل، مطبوعہ پیرس، فرانس)

۱۱: جان ناکش:

”قدیم عربی میں نازل شدہ قرآن خوبصورتی اور دلکشی کا حسین مرقع ہے۔ اس کا استائل بڑا جامع اور دلنشیں ہے اس کے چھوٹے چھوٹے جملوں میں کہیں کہیں شاعری کے نادر نمونے ہیں۔ غضب کا استدلال اور مسخر کرنے والی طاقت ہے اس کے مفہوم کو کسی زبان کے سانچے میں ڈھالنا کٹھن کا م ہے۔“

(دی وزڈم آف دی قرآن، ۸، آ کسفورڈ، ۱۹۳۷ءی)

۷: یادوی ”ریورینڈ۔ جی۔ ایم۔ ایڈول،“:

”قرآن کی تعلیم نے بت پرستی مٹائی، جنات و مادیات کا شرک مٹایا، اللہ کی عبادت قائم کی۔ بچوں کے قتل کی رسم نیست و نابود کی، ام الخبائث شراب کو حرام مطلق ٹھہرایا۔ چوری، جوا، زنا کاری، قتل وغیرہ کی ایسی سزا عین مقرر کیں کہ کوئی شخص ارتکاب جرم کی جرأت ہی نہ کر سکے۔“

۸: ایک عیسائی ”دون پورٹ،“:

”من جملہ ان بہت سی خوبیوں کے جن پر قرآن فخر کرتا ہے۔ وہ نہایت عیاں ہیں ایک تو وہ مدد بانہ اندراز اور عظمت جس کو قرآن اللہ کا ذکر یا اشارہ کرتے ہوئے ہمیشہ مذکور رکھتا ہے کہ وہ اس کی طرف خواہشات اور بیانات سے بالکل مبراہے جو بدمقتوں سے یہود کے صحائف میں عام ہیں۔ یہنا قابل انکار حقیقت ہے کہ قرآن ان تمام عیوب سے مبراہے اس پر خفیف سی حرفاً گیری بھی نہیں ہو سکتی۔ اس کو شروع سے آخر تک پڑھ جائے مگر تہذیب کے رخساروں پر ذرا بھی جھینپ کے آثار نہیں پائے جائیں گے۔“

۹: ریورینڈ جے۔ ایم راڈیل:

”اسے تسلیم کرنا ہی پڑے گا کہ خدا کی وحدانیت، طاقت علم اور حقانیت کا جو تصور اور جنت اور زمین کے متعلق جس تلقین کا بار بار قرآن میں اظہار کیا گیا ہے اسکی وجہ سے ہم اس کتاب کی جتنی بھی تعریف کریں گے کم ہے یہ اعلیٰ وارفع اخلاقی تعلیم

۱۶: پروفیسر ہر برٹ والیں:

”قرآن اخلاقی ہدایتوں اور دانائی کی باتوں سے بھرا ہوا ہے اور قرآن نے عالم انسانیت کی زبردست اصلاح کی ہے جن اشخاص نے اس کے مضامین پر غور کیا ہے وہ اس بات کو سمجھ سکتے ہیں کہ وہ ایک مکمل قانون ہدایت ہے انسانی زندگی کی کوئی سی شاخ لے لیجئے ناممکن ہے کہ اس شعبے میں اس کی تعلیم رہنمائی نہ کرتی ہو۔ میرا خیال ہے کہ اگر اس کی تعلیمات پر عمل کیا جائے تو ایک سمجھدار آدمی بیک وقت دنیوی اور روحانی ترقی حاصل کر سکتا ہے۔“

۱۷: ڈاکٹر سیل:

”قرآن انتہائی لطیف اور پاکیزہ زبان میں ہے اس کتاب سے ثابت ہوتا ہے کہ کوئی انسان اس کی مثل نہیں بن سکتا۔ یہ لازوال مجرمہ مردہ زندہ کرنے سے کہیں زیادہ ہے۔“

۱۸: پروفیسر دویجا دا اس:

”قرآن ایک ایسا جامع اور روح افزاء پیغام زندگی ہے کہ ہندو دھرم اور مسیحیت کی کتابیں اس کے مقابلے میں کوئی بیان پیش نہیں کر سکتیں۔“

۱۹: ڈاکٹر سٹینلے لین پول:

”قرآن نے دنیا کو اعلیٰ اخلاق کی تعلیم دی اور اصول جہاں بانی سکھائے اس میں سب کچھ موجود ہے جو ایک بڑے مذہب میں ہونا چاہئے۔“

۲۰: ڈاکٹر مورنس فرانسیسی:

”یہ کتاب قرآن عظیم تمام آسمانی کتب پر فوقیت رکھتی ہے ہم کہہ سکتے ہیں کہ قدرت کی ازلی عنایت نے انسان کے لئے جو کتابیں تیار کی ہیں ان میں بہترین کتاب ہے۔ اس کے نفعے انسان کی خیر و فلاح کیلئے فلاسفہ یونان کے نغموں سے کہیں بہتر ہیں۔ اس کا ہر ہر حرف خداوند عالم کی عظمت کے ذکر سے لبریز ہے قرآن علماء کیلئے ذخیرہ، شعر اکیلے عروض کا مجموعہ اور حکمرانوں کیلئے دائرة المعارف کی حیثیت رکھتا ہے۔“

۲۱: اخبار الوطن مصر ”ایک مسیحی نامہ نگار“:

”مسلمان جب قرآن و حدیث میں غور و فکر کریں گے تو اپنی اور دنیاوی ضروریات کا علاج اس میں تلاش کر لیں گے۔“

۲۲: پروفیسر ٹی۔ ڈبلیو۔ آر گلڈ:

”جو حکام قرآن میں موجود ہیں وہ اپنی جگہ مکمل ہیں۔“

(The Preaching of Islam : 415, Lahore 1956)

۲۳: ڈاکٹر سمیل جانسن:

”قرآن پاک میں مطالب اتنے سترے اور ہمہ گیر ہیں اور ہر زمانے کیلئے اس قدر موزوں ہیں کہ زمانے کی تمام صدائیں اس کو قبول کر لیتی ہیں اور وہ محلوں میں، ریاستاں، شہروں اور سلطنتوں میں گونجنا پھرتا ہے۔“

۲۳: موہن داس کرم چند گاندھی:

”میں نے تعلیمات قرآنی کا مطالعہ کیا ہے مجھے قرآن کو الہامی کتاب تسلیم کرنے میں ذرہ برابر بھی تامل نہیں ہے مجھے اس کی سب سے بڑی خوبی یہ نظر آئی کہ یہ فطرتِ انسانی کے عین مطابق ہے۔“

(Young India, Quoted in the Light, Lahore, for 16th

September 1924)

۲۴: ڈاکٹر رابندا تھیگور:

”وہ وقت دور نہیں جب کہ قرآن کریم اپنی مسلمہ صداقتوں اور روحانی کرشوں سے سب کو اپنے اندر جذب کر لے گا وہ زمانہ بھی دور نہیں جب اسلام ہندو مذہب پر غالب آجائے گا اور ہندوستان ایک ہی مذہب ہو گا۔“

۲۵: لالہ جپت رائے:

”میں مذہب اسلام سے محبت کرتا ہوں اور اسلام کے پیغمبر کو دنیا کے مہا پروش سمجھتا ہوں قرآن کی معاشرتی اخلاقی اور روحانی تعلیم کا دل سے مدارج ہوں اور اس کو اسلام کا بہترین رنگ سمجھتا ہوں جو حضرت عمر کے زمانے میں تھا۔“

۲۶: جرمنی کا شاعر فلسفی ”گوئے“:

”قرآن کی یہ حالت ہے کہ اس کی دلفریبی بتدرنج فریفہ کرتی ہے پھر متعجب کرتی ہے اور آخر ایک تحریر آمیز رفت میں ڈال دیتی ہے۔“

(The Speeches & Table, Talk of the Prophet Muhammed, 29, London, 1982)

۲۰: ڈاکٹر موسیٰ جین:

”قرآن پاک مذہبی قواعد و ضوابط کا مجموعہ ہی نہیں بلکہ اس میں اجتماعی اور معاشرتی احکام بھی موجود ہیں جو تمام دنیا کے انسانوں کیلئے بہر حال مفید ہے۔“

۲۱: ڈاکٹر لڈر ہف کرہل:

”قرآن میں عقائد اخلاق اور ان کی بنا پر قانون کا مکمل مجموعہ موجود ہے اس میں ایک وسیع سلطنت کے ہر شعبہ کی بنیادیں بھی رکھی گئیں ہیں۔ تعلیم عدالت، حریبی انتظامات اور نہایت محتاط قانون ہے۔“

۲۲: ڈاکٹر راؤ ڈیل:

”اس کتاب کی تعلیم میں ایسے عناصر موجود ہیں جن کے ذریعے زبردست اقوام اور فتوحات کرنے والی سلطنتیں بن سکتی ہیں اس کی تعلیم میں وہ اصول موجود ہیں جو عملی قوتوں کا سرچشمہ ہیں۔“

۲۳: ایالوجی:

”قرآن میں دیوانی، فوجداری اور باہمی سلوک کے قواعد پائے جاتے ہیں مسائل نجات روح، حقوق شخصی اور نفع رسانی خلاف وغیرہ موجود ہیں۔“

۳۰: مسزائی بینٹ (مشہور تکھرار):

”آنحضرت انہوں کے پڑھنے نہ تھے اور علم کا مفہوم جو دنیا بھی ہے اس اعتبار سے وہ عالم نہ تھے آپ نے خود کو بار بار اُمیٰ کہا آپ کے تبعین قرآن کریم کو ہمیشہ باقی رہنے والا مجذہ تسلیم کرتے ہیں جن سے آپ کا دعویٰ رسالت بھی صحیح معلوم ہوتا ہے کیونکہ یہ کتاب نہایت اعلیٰ زبان میں ہے۔“

(The Life & Teachings of Muhammed, Madras, 1932)

۳۱: مسٹر ایس۔ ایس۔ لیڈر:

”قرآنی تعلیم سے فلسفہ حکمت کا ناطھور ہوا۔ اور ایسی ترقی کہ اپنے عہد کی توحید و رسالت کا یقین اور خدا و آخرت پر ایمان یہی دونوں اصول اسلامی عقیدہ کی بنیاد ہیں۔“ (Veiled Mysteries of Egypt:232, London, 1912)

۳۲: ریونڈ۔ آر میکسیسوول کنگ:

”قرآن الہامات کا مجموعہ ہے۔ اس میں اسلام کے اصول و قوانین اور اخلاق کی تعلیم اور روزمرہ کی نسبت ہدایات ہیں اس لحاظ سے اسلام کو عیسائیت پر فوقيت حاصل ہے کہ اس کی مذہبی تعلیم اور قانون علیحدہ چیز نہیں۔“

۳۳: ڈاکٹر فرک جرمی:

”قرآن مجید کی عبارت نہایت فضیح و بلیغ اور مضامین لطیف و عالی ہیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ کوئی ایمن ناصح نصیحت کر رہا ہے۔“

۲۸: سکھوں کے گرو ”بابانا نک“:

توریت، انجلی تے سن ڈٹھے وید
رہے قرآن کتاب کل جگ میں پروار
(حوالہ جنم ساکھی بھائی بالا صفحہ ۱۷، سطر ۲)

مطلوب : توریت، زبور، انجلی کوہم نے بغوردیکھا اور ویدوں کو بھی، مگر دنیا کیلئے جو کتاب ہدایت کامل کا مجموعہ ہو سکتی ہے وہ قرآن شریف ہی ہے۔

تے حرف قرآن دے تے سپارے کیں
تس وچہ نصیباں سن سن کر یقین

(حوالہ ساکھی کلاں بھائی بالا نوشته گورا مگدھی صفحہ ۲۲۲)

مطلوب : عربی کے حروف تجھی تیس ہیں اور قرآن شریف کے بھی تیس پارے ہیں۔ قرآن کریم لا انتہا نصیحتوں کا مجموعہ ہے سنواو یقین کرو یعنی ایمان لے آؤ۔

رہے کتاب ایمان دی سچ کتاب قرآن

(حوالہ جنم ساکھی بھائی بالا صفحہ ۱۷۹)

مطلوب : اگر کوئی ایمان کی کتاب ہے تو وہ قرآن شریف ہے۔

۲۹: مسز سرو جنی نائیدو (لندن میں تقریر)

”قرآن شریف غیر مسلموں سے بے تعصی اور رواداری سکھاتا ہے اس کے اصول کی پیروی سے دنیا خوشحال ہو سکتی ہے۔ اور دنیا کا آئندہ مذہب اسلام ہو گا۔“

(Lecturion The Ideals of Islam, 167, Madras, 1918)

٣٢: عمانویل ڈی اش:

”قرآن مجید مردہ عقول اور علم کوزندہ رکھتا ہے۔“

٣٣: محمد ان ازم، چمیر انسا نیکلو پیڑیا:

”قرآن نے ظلم، غیبت، طبع، فضول خرپی، حرام کاری، خیانت اور بدگمانی کی بہت برائی کی ہے اور یہی اس کی بڑی خوبی ہے۔“

٣٤: ڈاکٹر گستاوی بان (فرانسیسی دانشور)

”قرآن دلوں میں ایسا زندہ جوش ایمان پیدا کرتا ہے کہ پھر کسی کی گنجائش نہیں رہتی۔“

٣٥: پروفیسر آر۔ اے۔ نکلسن:

”قرآن کے اثر سے عربی زبان تمام تماں اسلامی ممالک کی معتبر زبان بن گئی اور بڑی سے بڑی یورپیں سلطنت کی تعلیم و حکمت سے بڑھ گئی۔“

٣٦: مسٹر ای۔ ڈی ماریل:

”اسلام کی قوت و طاقت قرآن میں ہے قرآن قانون اساسی ہے اور حقوق کی دستاویز ہے۔“

٣٧: مشہور جرم فلسفی جان جاک رلیک:

”جب قرآن کو منکر پہنچ بر سنتے تھے تو بے تاب ہو کر سجدے میں گر پڑتے تھے اور مسلمان ہوجاتے تھے۔ قرآن نے عظیم الشان نظام تہذیب و تمدن پیدا کیا۔“

٣٠: تھوڑو نون لڑ کیے:

”قرآن لوگوں کو ترغیب و تحریک کے ذریعے معبودان باطل سے پھیر کر ایک خدا کی طرف لاتا ہے۔“

”یورپ کے جن مؤلفین نے بہت تگ و دو سے کام لیا ہے کہ تحریف قرآن ثابت کریں وہ اپنی اس جدوجہمد میں بری طرح ناکام رہے ہیں۔“ (انسانیکلو پیڈیا برٹانیکا)

٣١: موسیو کا سٹن کارنے:

”زمین سے اگر قرآن کی حکومت جاتی رہے تو دنیا کا امن و امان کبھی قائم نہیں رہ سکے گا۔“

٣٢: مشہور افسانہ نگار اتنج۔ جی ویلز:

”قرآن نے مسلمانوں کو مواخات کے بندھن میں باندھ رکھا ہے جو نسل رنگ اور زبان کے پابند نہیں ہیں۔“

(In his the Outline of History, London, 1920)

٣٣: پادری وال رمیس ڈالی:

”قرآن کا مذہب امن و سلامتی کا مذہب ہے۔“

٣٤: کونٹ ہنری وی کا سٹری:

”قرآن کو دیکھ کر عقل حیرت میں ہے کہ اس قسم کا کلام اس شخص کی زبان سے کیونکر ادا ہو جو بالکل اُمیٰ تھا۔“

٥٠: مسٹر آرنلڈ وھائیٹ:

”قرآن نے مسلمانوں کو جنگ (جہاد) بھی سکھایا اور ہمدردی اور فیاضی اور خیرات کرنا بھی سکھایا۔“

٥١: مسٹر چرڈسن:

”یہ ضروری ہے کہ غلامی کی مکروہ رسم کو دنیا سے مٹانی کیلئے ہندو شاستر کو قرآن سے بدل لیا جائے۔“

٥٢: نامور مؤرخ ڈاکٹر گین:

”قرآن وحدانیت کا سب سے بڑا گواہ ہے ایک موحد فلسفی اگر کوئی مذہب قبول کر سکتا ہے تو وہ اسلام ہی ہے غرض سارے جہان میں قرآن کی نظیم نہیں ملتی۔“

”بجر اٹلانٹک سے لے کر گنگا تک تسلیم کر لیا گیا ہے کہ قرآن ایک اساسی دستور ہے۔ یہ شریعت ہے جو اس عظیم فہم و فراست اور قانونی طور پر مرتب ہوئی ہے کہ جس کی دنیا میں مثال نہیں مل سکتی۔ (سلطنت روما کا زوال، جلد ۵، باب ۵۰)

(Decline and Fall of Roman Empire, London, 1938, Page

487)

٥٣: (محمد اینڈ قرآن) ڈیون پورٹ:

”قرآن مسلمانوں کا مشترکہ قانون ہے معاشرتی، ملکی، تجارتی، فوجی، عدالتی اور

٣٥: مسٹر بورٹھ سمتھ:

”محمد اکاذیعی ہے کہ قرآن مستقل اور دائم مجزہ ہے اور میں مانتا ہوں کہ یہ واقعی ایک مجزہ ہے۔“

(Muhammed P:290, and Muhammadanism)

٣٦: گارڈ فرے پیگنس:

”قرآن غریبوں کا دوست اور غم خوار ہے اور سرمایہ داروں کی زیادتیوں کی ہر جگہ مذمت کرتا ہے۔“

٣٧: ڈاکٹر جارٹن:

”قرآن کا طرز تحریر دل آویزا اور روایا ہے۔ مختصر اور جامع ہے اور خدا کا ذکر بڑے شاندار طریق سے کرتا ہے۔“

٣٨: نیئر ایسٹ اخبار لندن:

”اگر ہم قرآن کی عظمت و فضیلت اور حسن و خوبی سے انکار کریں تو گویا ہم عقل و دانش سے بیگانہ ہوں گے۔“

٣٩: سر ایڈ ورڈ ڈین شن راس:

”قرآن شریف اس بات کا مستحق ہے کہ یورپ کے گوشہ گوشہ میں اسے پھیلایا جائے۔“

(Introduction to the Koron:57, London)

نازل ہوا جو سچانی تھا اور جسے اللہ نے بھیجا تھا۔“

۷: موسیٰ میر:

”اسلام کو جو لوگ وحشیانہ مذہب کہتے ہیں انہوں نے قرآن مجید کی تعلیم کو نہیں سمجھا کہ جس کے اثر سے عربوں کی کایا پلٹ گئی۔“

۵۸: باپو چندر پال (بنگالی دانشور):

”قرآن کی تعلیم میں ہندوؤں کی طرح امتیاز نہیں ہے اور نہ ہی کسی کو محض خاندانی اور عالی عظمت کی بنابری سمجھا جاتا ہے۔“

۵۹: جواکلم یولف:

”قرآن مجید احکام حفظ کے لحاظ سے بھی تمام کتب سماوی سے ممتاز ہے۔“

۶۰: ڈین اسٹینلے (نصرانی مستشرق):

”قرآن کا قانون بلاشبہ بابل کے قانون سے زیادہ مؤثر ہے۔“

۶۱: چارلس فرانس پوٹر:

”دنیا کی کوئی کتاب اتنی پڑھنی نہیں جاتی جتنا قرآن پڑھا جاتا ہے، ہو سکتا ہے کہ بابل کی جلدیں زیادہ فروخت ہوتی ہوں لیکن پیغمبر اسلام کے کروڑوں پیروکار قرآن کی لمبی لمبی آیات دن میں پانچ مرتبہ پڑھنا اس وقت سکھتے ہیں جب وہ باتیں کرنا سکھتے ہیں۔“ (The Faith Men Live:81, 1955)

تعزیری سب معاملات اس میں موجود ہیں پھر بھی یہ ایک مذہبی کتاب ہے اس نے ہر چیز کو باقاعدہ بنادیا ہے۔“

”قرآن پاک آسان اور عام مذہبی قانون ہے اس میں زندگی کی اصلاح کیلئے سب کچھ موجود ہے اس کی تعلیم انسانی فطرت کے مطابق ہے۔ یہ دل کش انداز میں دعوت فکر دیتا ہے تاریخ گواہ ہے کہ اس کے پیروکار روحانی و دنیاوی لحاظ سے کامیاب ترین انسان ہوتے ہیں ہم انصاف سے کہہ سکتے ہیں کہ اس سے بڑھ کر کوئی دستور اعمال انسان کو نیکی کی ترغیب دینے اور برائیوں سے بچانے کیلئے رہنمائیں ہو سکتا۔“ (دی گریٹ ٹیچر)

(An Apology for Muhammed & the Koron:17, London 1869)

۵۲: مسٹر بھوپندرنا تھا باسو:

”تیرہ سو برس کے بعد بھی قرآن کی تعلیمات کا اثر ہے کہ ایک خاکرو ب بھی مسلمان ہونے کے بعد بڑے بڑے خاندانی مسلمان کی برابری اور برادری کا دعویٰ کر سکتا ہے۔“

۵۵: میجر لیونارڈ:

”قرآن کی تعلیم بہترین ہے اور انسانی دماغوں پر نقش ہے۔“

(Islam-Her Moral & Spiritual Value, London, 1927)

۵۶: اک لیورزوں (فرانسیسی فلسفی):

”قرآن روشن اور پڑھکرتا ہے اس میں کچھ شک نہیں کہ وہ ایسے شخص پر

۶۲: جی مار گولیتھ (G.Morgoleath):

”دنیا کی عظیم مذہبی کتابوں میں قرآن کا ایک اہم (اور منفرد) مقام ہے۔

(In Translation to Rodwell's Translation of the Koran P. VIII)

(انٹروڈکشن ٹودی قرآن: ۸، لندن: ۱۹۱۸ء)

۶۳: اے - ج - آر بیری:

جب بھی میں قرآن کی دل آؤز اور پرکشش تلاوت سنتا ہوں تو ایسا محسوس ہوتا ہے گویا میں کوئی موسیقی سن رہا ہوں یوریہ کہ اس آنگ کی روائی کے پورے دورانیہ میں نقارہ کی مسلسل تھاپ کا سماں معلوم ہوتا ہے جیسا کہ گویا یہ میرے دل کی دھڑکن کی طرح ہو۔

(دی ہولی قرآن، این انٹروڈکشن و دھلیکش، لندن، ۱۹۵۳ء: ۱۷)

۶۴: مار ماؤ یوک پکتھال:

اس میں عدیم المثال سرور و ہم آہنگی ہے جس کا آنگ آدمی پر اٹک باری، وجہ اور انਸاط کی کیفیت طاری کر دیتا ہے۔

(Perifoce: Translation of Holy Quran)

۶۵: لاما رٹن:

فلسفی مقرر، پیغمبر، قانون ساز، سپاہی، افکار کا فارج، عقلی دلائل پر اعتماد بحال کرنے والا، بتوں سے پاک دین کے علاوہ بیس ارضی مملکتوں اور ایک روحانی مملکت کا بانی، یہ ہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم، تمام ان اجتماعی معیاروں کے ساتھ جن سے انسانی عظمت کو ناپا جا سکتا ہے۔ ہم یہ پوچھ سکتے ہیں، کیا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بھی کوئی عظیم تر انسان ہو سکتا ہے؟ نہیں کوئی شخص ان سے عظیم تر نہیں۔ ”محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حقیقتاً عظیم ترین ہیں۔“

(History of the Turks)

۶۶: فرانسیسی مؤرخ موریس:

مشہور فرانسیسی مؤرخ ایک مترجم قرآن ”سالمان ایناش“ کے اعتراضات کا جواب دیتے ہوئے اپنے ایک مضمون میں لکھتے ہیں:

”قرآن کیا ہے وہ عظیم الشان بلاغت ہے وہ عظیم الشان فضیلت ہے جس پر چالیس کروڑ انسان فخر کر رہے ہیں مقاصد کی خوبی اور خوش اسلوبی کے لحاظ سے یہ کتاب تمام آسمانی کتابوں سے برتر ہے۔“ (دی بائل، دی قرآن اور سائنس، ۱۵)

۶۷: ہرشفیلد (Hirschfeld):

لکھتا ہے: ”ہم یہ بات بخوبی کہہ سکتے ہیں کہ قرآن تمام لکھی ہوئی کتابوں میں ایک بہت عظیم، بے حد برتر اور پاک ہے، جس میں اللہ کی وحدانیت کی اعلیٰ ترین صداقت کو بیان کیا گیا ہے، جو ایسے لوگوں کے نازک و اعلیٰ جذبات کو مس کرتا ہے جن کو شعرو شاعری کی فطرت و دولت سے نوازا گیا تھا، جس کے اندر اللہ کی اطاعت کے ابدی نتائج یا اس کی بغاوت و نافرمانی کی ابدی سزا کے بارے میں پرکشش الفاظ میں تصویر کشی کی گئی ہے۔ اپنی سادہ اور تقریباً طبعی زبان میں قرآن روزمرہ کی زندگی کے تقاضوں کے مطابق اس طرح اپنے آپ کو پیش کرتا ہے جس سے اللہ کے رسول کی نہ صرف حوصلہ افزائی ہو، بلکہ آپ کی تشفی بھی ہو اور ساتھ ہی ساتھ ان لوگوں کو پچھلے انبیاء کے واقعات کے ذریعہ نصیحت بھی جن کیلئے اس کو نازل کیا گیا تھا تاکہ روزمرہ کی اس زندگی کا خوبی اور عام طرز عمل ان اساسی اصولوں کے مطابق بنایا جاسکے جو اس قانون (یعنی قرآن) کے ہیں۔“ (New Researches into the Composition & Exegesis of the Quran: 9, London, 1902)

دیا جائے، اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے، اے میرے فرشتو! میرے بندوں اور باندیوں نے میرے فریضہ کو ادا کر دیا ہے پھر وہ (عیدگاہ کی طرف) نکلے دعا کے لئے پکارتے ہوئے اور مجھے اپنی عزت و جلال اور کرم اور بلندی اور بلند مرتبہ کی قسم میں ان کی دعا قبول کروں گا۔ پس فرماتا ہے اے میرے بندو! لوٹ جاؤ میں نے تمہیں بخشش دیا۔ اور تمہاری برا بیاں نیکیوں سے بدل دیں۔ حضور اقدس انسان فرمایا کہ لوگ اس حال میں واپس لوٹتے ہیں کہ ان کی بخشش ہو چکی ہوتی ہے۔ (شعب الایمان، ص: ۳۲۳)

عید الفطر کے مستحب کام:

- (۱) جامت بنوانا (۲) ناخن ترشوانا (۳) غسل کرنا (۴) مسوک کرنا
(۵) اچھے کپڑے پہننا یا ہو تو بہتر ورنہ دھلا جوا ہو۔ (۶) ۴ ½ ماشہ چاندی کی
انگوٹھی پہننا۔ (۷) خوشبو لگانا۔ (۸) فجر کی نماز محلہ کی مسجد میں ادا کرنا۔ (۹) نبی کریم
اکی بارگاہ میں بصدخلوص درود و سلام کا نذر انہ پیش کرنا (۱۰) عید گاہ میں جلدی جانا
(۱۱) عید گاہ کو پیدل جانا (۱۲) واپسی پر دوسرا راستہ اختیار کرنا راستے میں تکبیر تشریق
پڑھتے ہوئے جانا اور آنا (۱۳) نماز عید کو جانے سے پہلے چند کھجور میں کھالینا۔
(۱۴) تین یا پانچ یا سات یا کم و بیش مگر طاقت ہوں کھجور میں نہ ہوں تو کوئی میٹھی چیز
کھالے۔ نماز سے پہلے کچھ نہ کھایا تو گنہگار نہ ہوگا مگر عشاء تک نہ کھایا تو عتاب کیا
جائے گا۔ (۱۵) نماز عید کے بعد معافہ و مصافحہ کرنا اور رمضان کی کامیابیوں پر
مبارکباد اور عید کی مبارکباد دینا۔ (۱۶) سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ سُبْحَانَ اللَّهِ الْعَظِيمِ

☆..... عيد الفطر ☆..... ☆

برادران اسلام! رمضان میں زکوٰۃ، اور صدقہ و خیرات پر اجر و ثواب بہت بڑھ جاتا ہے۔ یاد رکھئے جو آپ کے مال میں اپنا حق رکھتے ہیں (انہیں یہ حق اللہ تعالیٰ نے دیا ہے) ان کے حق کی ادائیگی میں کوتاہی نہ کریں۔ صدقہ فطر بھی رمضان میں ادا کریں ورنہ نماز عید ادا کرنے سے پہلے پہلے ادا کرنا ضروری ہے۔ شوال المکرم کا چاند دیکھنا باعث ثواب ہے یاد رہے کہ شوال کی پہلی شب بھی برکتوں اور رحمتوں سے معمور ہوتی ہے لہذا ان خرافات اور ہلو و لعب سے بچیں جس کا ارتکاب او باش لوگ چاندرات کے نام پر کرتے ہیں۔ یاد رکھئے عید الفطر کے دن کو یوم الرحمۃ بھی کہتے ہیں اور اسی دن اللہ تعالیٰ نے شہد کی مکھی کو شہد بنانے کا الہام فرمایا تھا۔

عید الفطر کی پہلی شب اور پہلا دن

رمضان کے مزدوروں کی اجرت کا دن

حدیث شریف میں ہے کہ ”جب عید کا دن آتا ہے تو اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے فرشتوں سے فرماتا ہے، اس مزدور کی کیا مزدوری ہے جس نے اپنا کام پورا کیا ہو؟ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار اس کی جزا یہ ہے کہ اسے پورا اجر

الاختمام.....

حواشی اور مراجع

- (۱) القرآن الکریم، پارہ ۲، سورۃ البقرہ، آیت ۱۸۵
- (۲) امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمہ کنز الایمان
- (۳) پارہ ۲، سورۃ البقرہ آیت ۱۸۳
- (۴) امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمہ کنز الایمان
- (۵) سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ، غیبیۃ الطالبین صفحہ ۳۸۳
- (۶) امام یقین علیہ الرحمہ (۳۵۸ھ)، فضائل الاوقات، صفحہ ۱۶۶
- (۷) امام ابو عبد اللہ شیعیانی، (۲۲۱ھ) مندادام احمد، جلد اول، صفحہ ۲۲۸
- (۸) امام ابو القاسم سلیمان بن احمد الطبرانی علیہ الرحمۃ (۳۶۰ھ) ^{لجمیع اکابر} جامع اکابر
امام نور الدین علی بن ابی بکر لہیثی علیہ الرحمۃ (۷۸۰ھ) مجمع الزوائد، جلد دوم صفحہ ۱۶۵
امام ابوکر احمد بن محمد دینوری ابن اسفن علیہ الرحمۃ (۳۶۲ھ) عمل الیوم واللیله، صفحہ ۲۰۳
امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ (۹۱۱ھ) درمنثور، جلد اول صفحہ ۳۳۳
- امام عجلونی علیہ الرحمہ کشف الخفای، جلد اول صفحہ ۲۱۳
- امام علی ترقی ہندی علیہ الرحمۃ (۹۷۵ھ) کنز العمال
- امام ابو عبد اللہ محمد الذہبی علیہ الرحمۃ (۷۲۸ھ) میزان الاعتدال
- امام ابو الفضل محمد بن طاہر المقدسی الفتنی علیہ الرحمۃ (۷۵۰ھ) تذکرة الموضوعات، صفحہ ۷۱۱

۳۰۰ مرتبہ پڑھنا بے حد اجر و ثواب کا باعث ہے۔

قارئین محترم! اس کتاب کا مطالعہ یقیناً آپ کے علم و شعور میں اضافہ کا باعث ہوا ہوگا۔ آپ ہمیشہ اس سے استفادہ کریں، خصوصاً ماہ رمضان میں کہ اسے رمضان المبارک کے پیش نظر ترتیب دیا گیا ہے۔ آپ سے استدعا ہے کہ فقیر (مؤلف) اور ناشرین کے حق میں دعائے خیر فرمائیں اور اپنی تجاویز سے مطلع بھی فرمائیں۔

سگ درگاہ مفتی اعظم

احقر نسیم احمد صدقی نقی نوری غفرلہ

رابطہ: 0333-3448008

- (٢٣) صحيح مسلم، كتاب الصيام
 (٢٤) بخارى ومسلم، كتاب الصيام
 (٢٥) سنن نسائي، كتاب الصيام، ١: ٢٣١
 (٢٦) "حضور رمضان كيسَّةُ زَارَتْ تَهْجِيْهَ" صفحه ٢٠
 (٢٧) غذية الطالبين / ٣٩٠
 (٢٨) مشكولة / ١٧٥
 (٢٩) مشكولة / ١٧٥
 (٣٠) مشكولة / ١٧٥
 (٣١) مشكولة / ١٧٥
 (٣٢) غذية الطالبين صفحات ٣٩٩ - ٣٩٠
 (٣٣) بهار شريعت، حصه چهارم، صفحه ٣٠
 (٣٤) ماشت في السنة ١٥٨
 (٣٥) غذية الطالبين صفحات ٣٠١ - ٣٠٠
 (٣٦) رواه ابن ماجه، مشكولة شريف، كتاب الصيام، باب الاعتكاف، صفحه ١٨٣
 (٣٧) تفسير خزانة العرفان، مصدر الافضل مفتى سيد نعيم الدين مراد آبادى عليه الرحمه
 (٣٨) غذية الطالبين ٣٩٣
 (٣٩) تفسير عزيزى، پاره عم، صفحه ٢٥٧ - ٢٥٨
 (٤٠) كشف الغمة جلد اول / ٢١٣ - ٢١٢
 (٤١) غذية الطالبين ٣٩٩
 (٤٢) زينةة المجلس / اول / ١٢٩
 (٤٣) تفسير يعقوب چونی

- امام ابوذر كريان النووى عليه الرحمه (٢٧٤ھ)، الاذكار النووية، صفحه ١٧.
 امام محمد بن عبد الله التبريزى عليه الرحمه، مشكولة ابواب الصوم
 امام ابن حجر عسقلانى عليه الرحمه، (٨٥٢ھ) تبيان الحجب بما ورد في فضل رجب، صفحه ٣٠.
 (٩) حضرت علامه مفتى محمد خان قادرى مدظله، حضور رمضان كيسَّةُ زَارَتْ تَهْجِيْهَ، صفحه ٢٦
 طائف المعارف، صفحه ٢٨٠
 (١٠) ابو بكر محمد بن ابي حنيفة عليه الرحمه (١٣٣ھ) صحیح ابن خزیمه
 امام ابو بكر احمد بن احسين تهیقی عليه الرحمه (٣٥٨ھ) شعب الایمان، ٣: ٣٠٥ - ٣٠٦
 مشكولة حص (١٧٣)
 (١١) امام ابو عبد الله الشیبانی عليه الرحمه (٢٢١ھ) من در امام احمد، جلد دوم، صفحه ١٧٣
 (١٢) علامه ابو عبد الله محمد بن سعد البصری عليه الرحمه (٢٣٠ھ) طبقات، جلد دوم صفحه ٢٢٢
 (١٣) امام ابو بكر تهیقی عليه الرحمه (٣٥٨ھ) شعب الایمان، الاستیعاب، الاصابع، امام ابی الحسن
 ابن اسد الغابی، ٢: ١٧، اثیر الجزری)
 (١٤) مشكولة، ١٧٣
 (١٥) کنز اعمال، جلد ٢ / ٢٣٧
 (١٦) من در امام احمد.....مشكولة ١٧٣، رقم احادیث: ١٩٦٨
 (١٧) در منثور: ١: ٣٣، تارتان الكبير، ٧: ١٠٥، الترغیب والترہیب کامل صفحه ١٩٨
 (١٨) رواه البخاری و مسلم، مشكولة: ١٧٣
 (١٩) رواه البخاری و مسلم، مشكولة: ١٧٣
 (٢٠) سنن نسائي، كتاب الصوم، ١: ٢٣١
 (٢١) سنن نسائي، كتاب الصوم، ١: ٢٣٣
 (٢٢) فتح الباري جلد ٢ / ١١٠

- (٤٣) طبرانی اوسط
 (٤٤) امام حاکم نیشاپوری علیہ الرحمہ (٢٠٥ھ) المستدرک، اول: ٣٩٠
 (٤٥) رواہ ابو داؤد شریف، بہار شریعت جلد ٥: ٩
 (٤٦) صحیح بخاری، جلد اول، ١٨٩، صحیح مسلم اول: ٣٢١
 (٤٧) صحیح ابن خزیم و صحیح ابن حبان، بہار شریعت، ٥: ٧
 (٤٨) احیاء العلوم / اول / ٣٨٩
 (٤٩) احیاء العلوم / اول / ٣٨٩
 (٥٠) الفتح الربانی: ٢٥٠-٢٥١
 (٥١) احیاء العلوم / اول / ٣٨٥
 (٥٢) بہار شریعت
 (٥٣) ابو داؤد ترمذی ونسائی، ابو داؤد، اول: ٢٢٥، ترمذی، ١: ٢٥٦، نسائی، ١: ٢٢٦
 (٥٤) موط امام مالک، اول: ٢٢٥، وابو داؤد
 (٥٥) فتاویٰ رضویہ، جلد ٣، ٣١٩
 (٥٦) المستدرک ٣: ١٢١، مدارج النبوة / دوم: ٧٨٧، اتحاف السائل بما فاطمہ من المناقب و
 الفضائل: ١٢، (امام محمد عبد الرؤوف بن علی بن زین العابدین مناوی علیہ الرحمہ ١٣٣١ھ)
 (٥٧) مدارج النبوة / دوم / ٧٩٦
 (٥٨) مدارج النبوة / دوم / ٧٩٦
 (٥٩) مدارج النبوة / دوم / ٧٩٦
 (٦٠) بخاری جلد اول: ٥٣٩، مسلم جلد دوم: ٢٨٣، ترمذی، ٢: ٣٦٥
 (٦١) مدارج النبوة / دوم / ٧٩٩
 (٦٢) پارہ ٣: آل عمران: ١٢٣ تا ١٢٥

- (٦٣) فضائل الشہور، صفحہ ٣٥، الف
 (٦٤) رواہ الترمذی، مشکوٰۃ ١٨٢، لطائف اشرفی، جلد دوم، صفحہ ٣٣٩
 (٦٥) جملہ مسائل روزہ فتاویٰ شامی، فتاویٰ رضویہ، بہار شریعت سے لیے گئے ہیں۔
 (٦٦) پارہ ١١ توبہ: ١٠٣
 (٦٧) کنز الایمان (قارئین کیلئے واضح ہو کہ قرآنی آیات کے جملہ تراجمب کنز الایمان
 (علحضرت) سے لیے گئے ہیں
 (٦٨) پارہ ٣٠، الیل: ١٧-١٨
 (٦٩) تفسیر خزانہ العرفان
 (٧٠) پارہ ٢٩، مزمیل: ٢٠
 (٧١) تفسیر خزانہ العرفان
 (٧٢) پارہ ٢٨، منافقون: ٩-١٠
 (٧٣) پارہ ٣: بقرۃ: ٢٥٣
 (٧٤) پارہ ١٠: توبہ: ٣٥-٣٦
 (٧٥) پارہ ٣: آل عمران: ١٨٠
 (٧٦) امام طبرانی و منذر احمد (ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ ١٥٧-١٧٥ ب پھر ج ٧٥) (بہار
 شریعت، ٩: ٥) (منذر احمد، ٢٢٦: ٥)
 (٧٧) پارہ ٢٩، معراج، آیات ٢٥، ٢٣
 (٧٨) امام طبرانی بیہم کبیر، ٢٠٠: ٩
 (٧٩) بخاری جلد اول: ١٨٨، مسلم اول: ٣٢٠
 (٨٠) مسلم شریف اول: ٣٢٠
 (٨١) منذر بزار و سنن بہقی، بہار شریعت جلد ٥: ٧

- (١٠٣) اصحاب بدر: ١٢٠
- (١٠٤) طبقات: ٢١/٢
- (١٠٥) مدارج النبوت، دوم، ٨٠٣، راسد الغيبة، ٧٩: ١
- (١٠٦) الاستيعاب/ دوم/ ٣٣٧
- (١٠٧) امام مسلم قشیري عليه الرحمه (٢٦٥) صحيح مسلم، ٢٨٥: ٢
- (١٠٨) اسد الغيبة، ١٠: ١١١
- (١٠٩) پاره: ٢٢٥: ٥٩
- (١١٠) پاره: ٢٢٥: ٥٩
- (١١١) پاره: ٢٢٥: ٥
- (١١٢) حیات القلوب/ ٢، ٣٣٦/ ٢، یک جلد: ٨٢٣
- (١١٣) اصول کافی، جلد اول: ٣٣٩
- (١١٤) تحقیق العوام، جلد اول: ١٥٣، مطبوعہ لاہور: ١٢٣، حدیث تہذیب الاحکام، ١: ٢٨٣
- (١١٥) البدایہ و انهایہ/ ٢/ ٣١٥
- (١١٦) بخاری شریف/ اول/ ٥٣٠
- ☆☆☆

- (٨٣) ابن خلدون/ اول/ ١/ ٧
- (٨٤) پاره: ١، الانفال: ٣١
- (٨٥) پاره: ١، الانفال: ٣١
- (٨٦) پاره: ١، الانفال: ١٥١- ١٦
- (٨٧) پاره: ١، الانفال: ٣٥
- (٨٨) پاره: ١، الانفال: ٩
- (٨٩) پاره: ١، الانفال: ١٣
- (٩٠) پاره: ١، الانفال: ٣٨
- (٩١) ابن خلدون/ اول/ ٢/ ٧
- (٩٢) کوکب غزوہ بدر: ١٥
- (٩٣) بخاری: کتاب المغازی، باب شھود الملائکۃ بدراء، فتح الباری، ٧: ٣٦٢
- (٩٤) ابو داؤد شریف، ٢٩١: ٢- ٢٩٢: ٢، مطبوعہ امدادیہ ملتان
- (٩٥) سیرت رسول عربی: ٧ او رحلۃ ابن جییر: ١٩٢
- (٩٦) زرقانی علی المواہب/ اول/ ٢٢٢
- (٩٧) اصحاب بدر/ ٢٠
- (٩٨) طبقات/ سوم/ ٢١٥- ٢١٣
- (٩٩) طبقات/ سوم/ ٢٧٩
- (١٠٠) طبقات/ ٢/ ٦٥
- (١٠١) طبقات/ ٢/ ٧٨
- (١٠٢) طبقات/ ٢/ ٩٣
- (١٠٣) طبقات/ ٢/ ١٣١